کتابُ الشَّفاعۃ

(شفاعت کا صحیح تصور)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

کتابُ الشفاعة

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز
365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695
www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	کتاب الشفاعۃ
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	محمد تاج الدین کالامی
نظر ثانی	:	مفتی عبد القیوم خان ہزاروی
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّتؒ ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعت نمبر 1	:	اگست 2002ء (1,100)
اِشاعت نمبر 2	:	مئی 2001ء (1,100)
اِشاعت نمبر 3	:	اپریل 2004ء (1,100)
اِشاعت نمبر 4	:	دسمبر 2006ء (1,100)
اِشاعت نمبر 5	:	مارچ 2008ء (1,100)
اِشاعت نمبر 6	:	فروری 2009ء (1,100)
اِشاعت نمبر 7	:	جنوری 2011ء (1,200)
اِشاعت نمبر 8	:	اپریل 2013ء
تعداد	:	1,200
قیمت	:	-/200روپے

ISBN 978-969-32-0856-6

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

fmri@research.com.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَاے صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ

لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحَمٖ

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

نوٹیفیکیشن

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفیکشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴۔۱/۸۰ پی آئی وی مورخہ ۳۱ جولائی ۸۴، گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷۔۴۔۲۰ ای جنرل وایم ۴/۹۷۰۔۳۷ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء، شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۔۶۷ این۔ا/اے ڈی (لائبریری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۶ء اور آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبر س ت/انتظامیہ/۶۳۔۸۰۶۱/۹۲ مورخہ ۲ جون ۹۲ء کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرست

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
17	پیش لفظ	1
19	**باب اول: شفاعت کے بنیادی تصورات**	2
21	**فصل اول: بخشش و مغفرت کا مرکز و محور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ**	3
23	عقیدۂ شفاعت اور جمہور مسلمین	4
24	شفاعت اور تصورِ بخشش و مغفرت	
25	بخشش و مغفرت کا مرکز و محور ذات مصطفیٰ ﷺ	
26	لفظ ذنب کا پہلا معنی: لفظِ ذنب کی نسبت امت کی طرف	
28	لفظ ذنب کا دوسرا معنی	
29	لطیف نکتہ	
29	ایک شبہ کا ازالہ	
31	ذنب کا تیسرا معنی	
32	بخشش و مغفرت حضور ﷺ کا صدقہ اور آپ کے اتباع پر منحصر ہے۔	5
33	حضور نبی اکرم ﷺ کی امت پر کرم نوازی	
35	حضور نبی اکرم ﷺ کے دم قدم سے کفار کیلئے عذاب میں تاخیر	
37	**لاَ تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ کی حکمت**	
38	بخدا خدا کا یہی ہے در	
40	ایک لطیف حکمت آموز نکتہ	
42	ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ	

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	ایک تمثیل سے وضاحت	43
	حوضِ کوثر پر شافعِ محشر کی خبر گیری	46
	میدان عرفات میں دعا	46
6	صحابہ کرام کے عمل کی روشنی میں بخشش و مغفرت کا تصور	48
	شفاعت اور دعا کا باہمی تعلق	50
7	شفاعت پر بعض لغو اعتراضات کا بطلان	51
8	شفاعت کے عدم جواز کے غلط استدلال کا بطلان	52
9	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شفاعت طلبی	54
10	**فصل دوم: شفاعت کی جہتیں**	59
11	شفاعت بالوجاہت	61
12	بارگاہ الٰہی میں انبیاء علیہم السلام کی وجاہت	62
	۱- حضرت نوح علیہ السلام کی وجاہت	63
	۲- حضرت لوط علیہ السلام کی وجاہت	64
	۳- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجاہت	64
	۴- حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجاہت	64
	۵- حضرت ادریس علیہ السلام کی وجاہت	64
	۶- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجاہت	64
	۷- حضرت سلیمان علیہ السلام کی وجاہت	65

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	۸- حضرت ایوب علیہ السلام کی وجاہت	65
	۹- حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی وجاہت	65
	۱۰- حضرت اسمٰعیل، یسع اور ذوالکفل علیہم السلام کی وجاہت	65
	۱۱- تمام انبیاء علیہم السلام کی وجاہت	65
13	حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت	67
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت احادیث کی روشنی میں	69
14	شفاعت بالمحبت	71
15	شفاعت بالاذن	74
16	انبیاء علیہم السلام کی شفاعت دنیا میں	76
	۱۔ حضرت نوح علیہ السلام	76
	۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام	76
	۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام	77
	۴۔ حضرت یعقوب علیہ السلام	78
	۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام	78
	۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام	78
	۷۔ حضور سید عالم علیہ السلام	78
17	صالحین کی شفاعت مومنین کے لئے	79
18	فرشتوں کی شفاعت	80

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
82	نعمتِ شفاعت سے کفار و مشرکین کی محرومی	19
89	**باب دوم: شفاعت کا معنی و مفہوم اور شفاعت کی اقسام**	20
91	**فصل اول: شفاعت کا معنی و مفہوم**	21
93	شفاعت کا مادۂ اشتقاق اور اس کا مفہوم	
93	لفظِ شفع کے معنوی اطلاقات	
94	مفہومِ شفاعت	
95	لفظِ شفاعت کا استعمال	
96	تصورِ شفعہ	
96	شفع کے تین درجات	
96	ا- نفسِ بیع میں شرکت	
96	۲- حق مبیع میں شرکت	
97	۳- محض پڑوسی	
97	شفعہ اور حق قربت	
97	حضور ﷺ جان سے زیادہ قریب ہیں	
98	حضور ﷺ کا حق، جان پر مقدم ہے	
99	حضور ﷺ کی شفاعت گناہگاروں کے لئے	
99	تصورِ شفعہ: تائیدِ شفاعت	
103	**فصل دوم: شفاعت کی اقسام**	22

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
23	شفاعت فی الدنیا	105
	ایک غلط فہمی کا ازالہ	105
24	شفاعت فی الاخرۃ	107
	مقام محمود: مقام شفاعت ہے	107
	شفاعتِ کبریٰ اور نص قرآنی	110
25	ایک ایمان افروز حدیث	113
	پہلا نکتہ: انبیاء علیہم السلام نے اللہ کی طرف رجوع کیوں نہ کیا؟	118
	دوسرا نکتہ: وسیلے سے انکار محض وسوسہ شیطانی ہے۔	119
	تیسرا نکتہ: وسیلہ مصطفیٰ ﷺ سنت انبیاء علیہم السلام ہے	119
	چوتھا نکتہ: ارفع راسك کا ایک وجدانی مفہوم	120
	پانچواں نکتہ: شفقتِ مصطفیٰ ﷺ کا اچھوتا انداز	121
	چھٹا نکتہ: نعمتِ خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے	122
	ساتواں نکتہ: بار بار سجدے کی حکمت	123
	شفاعت کبریٰ (دوسری حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)	123
	حق شفاعت کی ترجیح کیوں؟	124
	گنہگار حضور ﷺ کے، نیکوکار اللہ کے	125
	شفاعت کبریٰ (تیسری حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)	126
	پہلا نکتہ: مقام محمود: داور محشر خود مالک و میزبان ہو گا	128

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	عطا کرنے والا صرف اللہ ہے	128
	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	129
	دوسرا نکتہ: رکھتا ہے اضطراب میں امت کا غم انہیں	130
	تیسرا نکتہ: خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ	131
	چوتھا نکتہ: امت مصطفوی ﷺ کا حساب سب سے مقدم ہوگا	131
	پانچواں نکتہ: بخشے جائیں گے تیری رحمت کے سہارے پر سبھی	132
	چھٹا نکتہ: حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی	132
	شفاعت نبی اور ہماری ذمہ داری	133
	وہ مرتضیٰ بن کے آئے	134
	ایک عجیب وجدانی نکتہ محبت	135
	شفاعت پر چوتھی ایمان افروز حدیث	138
	شفاعت پر پانچویں ایمان افروز حدیث	138
	شفاعت پر چھٹی ایمان افروز حدیث	139
26	شفاعت صغریٰ	140
27	**باب سوم: شفاعت فی الاخرۃ (قرآن کی روشنی میں)**	149
28	**فصل اول: شفاعت فی الاخرۃ کی شرائط**	151
29	۱ – قدرۃ الشافع علی الشفاعۃ	153
30	۲ – اسلام المشفوع لہ	156

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
31	نفیٔ شفاعت پر قرآنی آیات اور ان کا حقیقی مفہوم	156
	قانون تعارض اور بعض مفسرین کی تصریحات	157
	ا۔ کفار سے شفاعت کی نفی	158
	۲- کفار سے روزِ قیامت دوستی اور شفاعت کی نفی	159
	i۔ بیع کی نفی	160
	ii۔ دوستی کی نفی	160
	iii۔ شفاعت کی نفی	161
	اسلوبِ آیت سے استدلال	161
	مفسرینِ کرام کی آراء	162
	۳- کفار کے لئے کوئی ولی و شفیع نہیں	163
	۴- مشرکین کی شفاعت کرنے والے ماذون نہیں	164
	۵- اللہ کے بھلا دینے والے شفاعت سے محروم ہوں گے	165
	۶- کفار کی دنیا کو پلٹ جانے کی حسرت	167
	۷- مشرکین کی روزِ قیامت عدمِ شفعاء کی وجہ سے سخت ناامیدی	168
	۸- صداقتِ قرآن کے منکرین کی شفاعت سے محرومی	170
	۹- معبودانِ باطلہ سے نفیٔ شفاعت	171
	۱۰- ظالمین (کفار) کا کوئی شفیع نہ ہوگا	172
	۱۱- منکرینِ روزِ جزاء سے نفیٔ شفاعت	174
32	الاذن للشافع	177

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	شفاعین ماذون ہیں	178
	شہادت بالحق کی وضاحت	179
	اذنِ شفاعت کے دو درجات	181
	اذنِ شفاعت	182
	اذنِ کلام	182
33	الرضاء عن المشوع له	183
34	**فصل دوم: روز قیامت ماذون وغیر ماذون طبقات کے احوال اور ان کے نمایاں امتیازات**	185
	عام انسان کی بحیثیت عبد حاضری	187
35	ماذون بالشفاعہ، معزز مہمان	188
36	محروم الشفاعت، تشنہ دہن مجرم	188
	نمایاں فرق	189
	نکتہ محبت	189
	مقرب وماذون مہمانوں کا استقبال	190
	چراغاں کا ساسماں	190
	مقربین کے لئے چار عطائیں	191
	کفار ومشرکین کے لئے چار محرومیاں	192
37	منافقین کے مقابلے میں مؤمنین نور کے جھرمٹ میں	193

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
38	مقربین و مجرمین کے لئے روزِ قیامت کی متفاوت مقدار	195
39	دونوں طبقات میں فرق چہروں سے نمایاں ہو گا	197
	تر و تازہ چہرے	197
	اداس چہرے	197
	چمکدار چہرے	198
	سیاہ چہرے	198
40	دونوں طبقات کے احوال میں نمایاں فرق	199
	مقربین کے احوال اور انعاماتِ ربانی	200
	مجرمین کے احوال اور غضبِ الٰہی	201
	مقربین کے لئے انعامات	203
	مجرمین کے لئے سزائیں	204
41	**باب چہارم: شفاعت فی الاخرۃ** (احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں)	207
42	**فصل اول: حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ کا بیان**	211
	شفاعت حضور نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے	213
	حضور ﷺ کا اختیارِ شفاعت کو ترجیح دینا	214
	بلا حساب و کتاب جنت میں دخول	217
	حضور ﷺ سب سے پہلے شفیع اور مقبول الشفاعت ہیں	219
	حضور ﷺ کا انبیاء علیہم السلام کو حق شفاعت دلانا	224

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضور ﷺ کی شفاعت میں رغبت رکھنا	225
	حضور ﷺ کی دعائے شفاعت کا بیان	225
	حضور ﷺ کا مقامِ محمود پر فائز ہونا	227
	حضور ﷺ کی شفاعت کی عمومیت کا بیان	228
43	**فصل دوم: حضور ﷺ کا درجہ بدرجہ اہل ایمان کی شفاعت فرمانے کا بیان**	231
	حضور ﷺ کا سب سے پہلے اہلِ بیت کی شفاعت فرمانا	233
	حضور ﷺ کی محبانِ اہل بیت کیلئے شفاعت	234
	حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنے والے کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت	234
	اذان کے بعد دعا کرنے والے کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت	235
	قبرِ انور کی زیارت کرنے والے کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت	236
	چالیس احادیثِ مبارکہ یاد کرنے والے کے لئے شفاعت	237
	حضور ﷺ کا اہلِ مدینہ کی شفاعت فرمانا	237
	حضور ﷺ کا مدینہ طیبہ کی بھوک اور سختی پر صبر کرنے والے کی شفاعت فرمانا	238
	حضور ﷺ کا مدینہ منورہ میں وفات پانے والے کے لئے شفیع ہونا	238
	حضور ﷺ کا اپنی امت کے لامحدود افراد کی شفاعت فرمانا	239
	حضور ﷺ کی رائی کے دانے سے بھی کم ایمان والے کے لئے شفاعت	239
	کامل اخلاص کے ساتھ ایمان والے کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت	240

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت	241
	حضور ﷺ کی شفاعت سے عذابِ دوزخ سے چھٹکارا	243
	شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ سے حضرت ابو طالب کو فائدہ	245
	عرب سے دھوکہ کرنے والے کی شفاعت سے محرومی	247
	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کی شفاعت سے محرومی	247
	حضور ﷺ کی شفاعت کا منکر آپ ﷺ کی شفاعت سے محروم ہوگا	249
44	**فصل سوم: شفاعتِ صغریٰ کا بیان**	251
	قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کا بیان	253
	شرکائے نمازِ جنازہ کی شفاعت	258
	حضور ﷺ کی امت میں سے مؤمنین کا شفاعت کرنا	259
	حضرت عثمان بن عفان اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما کا کثیر لوگوں کی شفاعت کرنا	260
	ایک جنتی شخص کا مستحق جہنم کی شفاعت کرنا	261
	حافظِ قرآن کا اپنے اہل خانہ کے لئے شفاعت کرنا	263
	شہید کا اپنے رشتہ داروں کے لئے شفاعت کرنا	264
	نابالغ بچوں کا اپنے والدین کی شفاعت کرنا	265
	ناتمام بچے کا والدین کی شفاعت کرنا	266
	قیامت کے دن روزوں کا شفاعت کرنا	267
	قرآن مجید کا قیامت کے دن شفاعت کرنا	267
	اہلِ آسمان وزمین اور مچھلیوں کا عالم کی شفاعت کرنا	268

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
268	طالب علم کے لئے مچھلیوں کا شفاعت کرنا	
270	حاصلِ کلام	46
276	احادیثِ شفاعت کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	
278	حرفِ آخر	
281	کتابیات	

پیش لفظ

شفاعت دراصل رسولِ محتشم ﷺ کے اُس بلند ترین مقام و مرتبہ کا بھرپور اظہار ہے جو جلسۂ محشر میں اللہ رب العزت کی طرف سے تاجدارِ کائنات ﷺ کو مرحمت کیا جائے گا۔ عقیدۂ شفاعت اُن بنیادی عقائد میں سے ہے جن پر پختگی بندۂ مومن کے لئے اپنے آقا ﷺ کے ساتھ تعلق عشقی و حبی میں استحکام کی ضامن ہے۔ روزِ قیامت رب تعالیٰ انہیں مقامِ محمود پر فائز کر کے ان کی رضا چاہے گا اور مجمعِ محشر میں سب نگاہیں **ولسوف یعطیك ربك فترضى** کا نظارہ بر سر عام کریں گی۔ اس روز جب ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہو گا، حضور ﷺ کی زبانِ اقدس پر اس وقت بھی **رب امتی** کے الفاظ ہوں گے لہٰذا جس کے اندر رتی برابر بھی ایمان ہو، وہ اپنے نبی ﷺ کے ساتھ تعلق کو کمزور کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ہر اس ذریعہ کو اپنانے کی کوشش کرے گا جس سے تعلق محبت کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے تاکہ جرمِ عصیاں کی بناء پر اگر جہنم کی آگ مقدر بن جائے تو حضور ﷺ کی محبت کی بدولت اسے نجات اور بخشش کا پروانہ نصیب ہو جائے۔

افسوس کا مقام ہے کہ استعمار نے اپنی گہری سازش سے جہاں حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو مباحث کا موضوع بنا کر احترامِ رسول کے جذبے کو کم کرنے کی کوشش کی تھی اور مسلمان کے بدن سے روحِ محمد ﷺ نکال کر عشق کی آگ کو بجھانے کا ناپاک منصوبہ بنایا تھا، سادہ لوح مسلمان اس سازش کا شکار ہو کر نت نئے فتنوں میں مبتلا ہو گئے اور متاعِ عشق سرِ بازار لٹادی۔ بدقسمتی سے شفاعت کے عقیدے کو بھی متنازعہ بنا کر عظمتِ رسول اور روحِ محمد ﷺ کے تحفظ کی بجائے انحراف کے راستے کو اپنایا گیا اور یوں امتِ مرحومہ کے اندر انتشار و افتراق کی فضا بڑھتی رہی۔

مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن، داعی اتحادِ امت، نابغۂ عصر، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی نے اس اہم مسئلے کا صحیح تصور واضح کرنے کے لئے دروسِ قرآن کی صورت میں ایمان افروز لیکچرز کا اہتمام کیااور قرآن و حدیث سے اکتسابِ شعور کرتے ہوئے صحیح اور مبنی برحق موقف پیش کیا۔ زیرِ نظر کتاب محترم ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کے انہی گراں قدر خطبات کے مرتبہ مجموعہ پر مشتمل ہے۔ آپ کی بے پناہ قوتِ استدلال نے اس مسئلے کے ہر ہر پہلو کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے جس سے عقیدۂ شفاعت پر وارد ہونے والے اعتراضات کا خاتمہ اور جملہ غلط فہمیوں کاازالہ ہو گیا ہے۔

عقائد کی اصلاح کے باب میں بلاشبہ یہ آپ کا بہت بڑا علمی و فکری کارنامہ ہے۔ امید ہے کہ اگر قاری غیر جانبدار ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو اس کے ذہن سے کم علمی اور غلط فہمی کی بناء پر پیدا ہونے والے شکوک و شبہات اور لغو اعتراضات کا خود بخود ازالہ ہو جائیگا اور آقائے دوجہاں ﷺ کے ساتھ تعلقِ عشق و محبت مزید مستحکم ہو گا۔

اللہ رب العزت ہمیں فکر و عمل میں صراطِ مستقیم پر گامزن فرمائے اور روزِ محشر شافعِ محشر ﷺ کی شفاعت سے سرفراز فرمائے کہ ہم خطاکار غلاموں کے دامنِ صد چاک میں محبتِ رسول ﷺ کے سوا ہے بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کے بعد ہمارے وہی ملجیٰ وماویٰ ہیں، انہی کی شفاعت محشر میں ہمارے ننگے سروں پر ابرِ کرم کے خنک سائے کا باعث بنے گی۔

محمد تاج الدین کالامی

ریسرچ سکالر

ڈاکٹر فرید الدین اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

باب اوّل

شفاعت کے بنیادی تصورات

فصل اوّل

بخشش و مغفرت کا مرکز و محور

ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدۂ شفاعت اور جمہور مسلمین

شفاعت جمہور مسلمانوں کا وہ عقیدہ ہے جو متعدد قرآنی آیاتِ مقدسہ، متواتر احادیثِ مبارکہ اور اجماعِ امت سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اس پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں شامل ہے، شفاعت کے وجود کا مطلقاً انکار صریح کفر ہے جبکہ شفاعت کا مطلقاً انکار شفاعت پر دلالت کرنے والی قرآن و حدیث کی نصوصِ قطعیہ سے انکار کے مترادف ہوگا لہٰذا بدیہی امر ہے کہ شفاعت کا منکر مسلمات دین کا منکر ہے اور اس کے انکار کو اس کی ازلی بد بختی شقاوت اور حرماں نصیبی پر ہی محمول کیا جاسکتا ہے۔

علمائے اسلام نے بربنائے تحقیق شفاعت کی تین مختلف اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔ شفاعت بالاذن
۲۔ سفاعت بالوجاہت
۳۔ شفاعت بالمحبت

عامۃ المسلمین مندرجہ بالا اقسام میں شفاعت کی ہر قسم کی مقبولیت کے قائل ہیں قطعِ نظر اس سے کہ اس کا تعلق صغیرہ گناہوں کی بخشش و مغفرت سے ہے یا عذاب کی تخفیف سے یا بلندیٔ درجات سے۔

شفاعت کا بنیادی تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو یہ اعزاز اور مقام و مرتبہ ارزانی فرمایا ہے کہ وہ اللہ کے اذن سے اس کے گنہگار بندوں کی شفاعت کریں اور اس کی ذاتِ کریمانہ اپنے بے پایاں فضل و کرم سے ان کی شفاعت

قبول فرمائے۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ روز محشر حساب و کتاب جلدی شروع فرمائے گا اور گنہگار بندوں کی بخشش و مغفرت فرما کر ان کو اپنی رضا اور جنت عطا فرمائے گا۔

شفاعت اور تصورِ بخشش و مغفرت

شفاعت کا تصور اجاگر کرنے کے لئے ہم تصور بخشش و مغفرت کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں جس کی روشنی میں شفاعت کی تینوں جہتیں شفاعت بالاذن، شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت۔ قدرے شرح و بسط سے زیر بحث لائی جائیں گی جس سے یہ بات ذہن نشین کرنا مقصود ہے کہ شفاعت اللہ رب العزت کا اپنے گنہگار بندوں پر خاص انعام و اکرام ہے۔

امت مسلمہ پر اللہ رب العزت کا یہ بے پایاں احسان ہے کہ اس نے اس میں وہ جلیل القدر اور بلند پایہ اور عظیم المرتبت رسول بھیجا جو اوّلین و آخرین کے سردار تمام مخلوقات میں سب سے بڑھ کر افضل و اعلیٰ اور مقام محبوبیت پر فائز ہیں اور روز قیامت شفاعت عظمیٰ کا اعزاز حضور نبی اکرم ﷺ کو ہی بخشا جائے گا۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ کی وجہ سے اللہ رب العزت آپ ﷺ کی امت کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ .... (الفتح، ۴۸:۲)

اے محبوب تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر بخش دے ان کو جو آپ کے تابع ہوگئے خواہ آپ سے پہلے گزر گئے یا بعد میں آئیں گے۔

یہ حقیقت نفس الامری ہے کہ خالق کائنات نے نوع انسانی کی تخلیق کے

بعد اس کے جوہر میں نیکی و بدی اور اچھائی برائی کی صلاحیتیں ودیعت کر دیں اور دونوں راستوں کی نشاں دہی کے بعد اسے بخوبی باور کرا دیا گیا کہ اگر وہ نیکی اور اچھائی کی راہ پر چلے گا تو اسے جنت جو رضائے الٰہی کا مقام ہے سے نوازا جائے گا اور اگر بصورتِ دیگر عدوان، سرکشی و بغاوت کی روش اختیار کی تو اس کا آخری ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ مزید بر آں اس پر یہ بات واضح فرما دی گئی کہ انسان کا مقصود حیات انسانِ مرتضٰی بننا ہے، اس مقصد کے لئے لازم تھا کہ اس کے سامنے اتباع کے لئے کوئی قابل عمل نمونہ ہو۔

چنانچہ اس مقصدِ وحید کی تکمیل کی خاطر بعثت انبیاء و رسل علیہم السلام کے سلسلے کا آغاز کیا گیا جس کی آخری کڑی حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

بخشش و مغفرت کا مرکز و محور ذات مصطفیٰ ﷺ

مذکورہ بالا آیۂ کریمہ میں قرآن نے دوٹوک اور واشگاف انداز میں اس بنیادی نکتے کو الم نشرح کیا ہے کہ امت مسلمہ کی بخشش و مغفرت کا انحصار نسبتِ رسول ﷺ کے استحکام پر ہے اور اگر یہ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہو گا کہ اہلِ عصیاں کی مغفرت کا مرکز و محور حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات والا صفات ہے اور اس نسبت کو پختہ کئے بغیر اسلام بخشش و مغفرت کا کوئی تصور پیش نہیں کرتا۔

آپ ﷺ کو وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ کی خلعت فاخرہ زیب تن فرما کر اس کائنات ارضی میں مبعوث کیا گیا۔ آپ ﷺ کی رحمتیں اور شفقتیں اس امت پر لامتناہی ہیں۔ آپ ﷺ کی شان رحمت کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی گنہگار امتی بخشش کا پروانہ حاصل کرنا چاہے تو قرآن کریم کے مطابق اسے در مصطفیٰ ﷺ پر آ کر اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی ہو گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُو اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًاO

(النساء، ۴:۶۴)

اور (اے حبیب) اگر وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ پر (آپ کی نافرمانی کر کے) ظلم کیا تھا آپ کے پاس (نادم ہو کر) آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (یعنی آپ بھی) ان کے لیے معافی طلب فرماتے تو (یہ لوگ) اللہ کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتےO

لفظ ذنب کا پہلا معنی

ذنب کی نسبت امت کی طرف

لفظ ذنب مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن عام طور پر اس کا معنی "گناہ" کالیا جاتا ہے۔ لفظ ذنب کا اطلاق رسولِ معظم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کرنا عظمت و عصمتِ رسالت کے منافی ہوگا۔ اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطاء ہیں۔ لہٰذا جن ائمہ تفسیر نے ذنب کے معنی گناہ مراد لئے ہیں انہوں نے واضح طور پر اس امر کی صراحت کر دی ہے کہ قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں اس سے امت کے گناہ یعنی ذنوبِ امت مراد لئے گئے ہیں۔

۱۔ جیسا کہ امام المفسرین امام فخر الدین رازیؒ اس آیت کے تحت گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لم يكن لنبي ذنب فما ذا يغفر له ؟

جب حضور اقدس ﷺ کی ذات اطہر گناہ سے پاک ہے تو بخشش کس بات کی؟ (تفسیر الکبیر، ۲۸:۷۸)

امام موصوف خود ہی جواب دیتے ہیں کہ اس سے مراد اہل ایمان یعنی آپ ﷺ کی امت کے گناہ مراد ہیں۔ (**المراد ذنب المؤمنين.**)

۲۔ معروف شیعہ مفسر علامہ محمد حسین الطباطبائی، صاحب تفسیر المیزان میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرا موقف اس آیت کریمہ کے معنی میں وہی ہے جس کو صاحب تفسیر قمی نے حضرت عمر بن یزید بیاع السابری کے حوالے سے بیان کیا ہے وہ یہ کہ حضرت عمر بن یزید نے حضرت ابو عبداللہ سے جب اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

قال ما كان له ذنب ولا هم بذنب ولكن الله حمله ذنوب شعيته ثم غفرلها
(المیزان، ۱۸:۲۷۰)

حضور ﷺ کی ذات اقدس کے لیے نہ گناہ اور نہ ہی احتمال گناہ کا امکان ہے۔ بس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے گناہوں کو آپ کی ذات پر محمول فرما کر بخش دیا۔

۳۔ صاحب مجمع البیان فرماتے ہیں:

ان المراد ليغفرلك الله ماتقدم من ذنب امتك وما تاخر بشفاعتك
(مجمع البیان، ۵:۱۱۰)

اس آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ اے محبوب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی امت کے اگلے پچھلے تمام گناہ آپ ﷺ کی شفاعت کے ذریعے

معاف فرمادے گا۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وحسنت اضافة ذنوب امته اليه للاتصال والسبب بينه و بين امته۔	"ذنوب امت" کی اضافت حضور ﷺ کی طرف کرنا کتنا حسین ہے' اس کی وجہ امت اور رسول ﷺ کے درمیان گہرا تعلق اور واسطہ ہے۔

اس سے یہ بات پایہء ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ جن آئمہ تفسیر نے لفظ "ذنب" کو اس آیہ کریمہ کے تحت "گناہ" کے معنی میں لیا انہوں نے بلاواسطہ حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف نسبت قطعاً نہیں کی بلکہ اس سے مراد ذنوب امت لئے ہیں۔

لفظ ذنب کا دوسرا معنی

"ذنب" کا دوسرا معنی ہے "تابع ہونا" اس کی توثیق کے لیے چند آئمہ لغت کی تصریحات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صاحبِ منجد لکھتے ہیں: **ذَنَبَ، يَذْنُبُ ذَنْبًا (ن) اي تبعه فلم يفارق اثره .**

اس کے پیچھے ہو لیا پھر اس کا نشان قدم نہ چھوڑا۔

۲۔ صاحبِ "معجم الوسیط" نے بھی اس کے یہی معنی مراد لئے ہیں۔

۳۔ صاحبِ محیط المحیط فرماتے ہیں: **الذانب والذنابة التابع واذناب الناس اتباعهم**"

ذانب اور ذنابت' پیروکار۔ لوگوں کے اذناب کا مطلب ہے ان کے پیروکار۔

۴۔ لغت عرب کی مستند کتاب "لسان العرب" میں علامہ ابن منظور نے بھی ذنب کا ایک معنی تابع ہونا' نقل کیا ہے۔

مذکورہ بالا معنی کی روشنی میں آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوگا "اے محبوب! تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر بخش دے ان کو جو آپ کے تابع ہوگئے خواہ وہ آپ ﷺ سے پہلے گزر گئے یا آپ ﷺ کے بعد کے زمانوں میں آئیں گے"۔

لطیف نکتہ

یہاں قابل غور لطافت و دلچسپی کا حامل نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **لیغفر لك الله** "تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی خاطر بخش دے"۔ یہ بیان کر کے اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی گئی کہ اے محبوب! جس کی بخشش ہوگی وہ آپ ﷺ کی خاطر ہوگی اور جس کو بھی شفاعت کا مژدہ جانفزا سنایا جائے گا وہ آپ ﷺ کے ساتھ تعلق عشق کی وجہ ہی سے سنایا جائے گا۔ گویا شفاعت کا باعث کسی امتی کا وہ قلبی محبت کا تعلق ہوگا جو وہ اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء سے قائم کرے گا۔

ایک شبہ کا ازالہ

آیہ کریمہ میں "**ذنبك**" لفظ کے دو معانی بیان ہو جانے کے بعد ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے کہ بعض نادان و کم فہم جو ادب رسالت اور عصمتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم سے ناواقف ہونے کے باعث "ذنب" سے مراد فقط گناہ" لیتے ہیں اور معاذ اللہ حضور ﷺ کی ذات گرامی پر گناہ کا اطلاق کرنے لگتے ہیں۔ ان دریدہ دہن لوگوں کو کچھ حیاء کرنی چاہیے کیونکہ یہاں "ذنب" سے مراد آپ ﷺ کا گناہ ہرگز نہیں ہے۔ بغرض محال ایک لحہ کے لیے اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو گناہ کا وجود نہیں بنتا کیونکہ گناہ سے توبہ کی صورت میں گناہ پہلے ہوتا ہے اور مغفرت اس کے بعد ہوا کرتی ہے اور اس مغفرت کی وجہ سے گناہ کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک

ہے:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له — ”گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے گویا اس کا گناہ تھا ہی نہیں۔“

(سنن ابن ماجہ، ۲: ۱۴۲۰، ح: ۴۲۵۰)

گناہ سے توبہ کرنے والے کا گناہ ہوتا ہے مگر توبہ کی وجہ سے مغفرت کے بعد گناہ مٹ جاتا ہے۔ جبکہ حضور ﷺ کی توبہ کا تو یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے گناہ کے وجود سے پہلے ہی مغفرت عطا فرما دیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ابھی گناہ سرزد ہوتا ہی نہیں کہ مغفرت پہلے عطا کر دی جاتی ہے اور جب مغفرت آجائے تو گناہ کا وجود ہی نابود ہو جاتا ہے۔ تو سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب گناہ کے وجود سے بھی پہلے حضور ﷺ کو مغفرت عطا فرما دی گئی تو وہاں گناہ کا گزر کیونکر ہو گا؟ وہاں تو گناہ کا شائبہ بھی حیطۂ خیال میں نہیں آسکتا۔

گویا مذکورہ آیت مبارکہ میں اللہ جل مجدہ نے اپنے محبوب حضور نبی اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ پیارے محبوب! تیری توبہ ایسی ہے کہ گناہ کا وجود تیری مطہر زندگی کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ اس لیے کہ تجھے تو پہلے ہی مغفرت کی خیرات عطا فرما دی گئی ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰي سے آپ ﷺ کو عطاء و رضائے ربانی سے سرفراز کئے جانے کا مژدہ سنا دیا گیا ہے۔ اور وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰي سے آپ ﷺ کے لیے ابد الاباد تک عروج ہی عروج لکھ دیا گیا ہے۔ تو جو پہلے ہی گناہوں سے پاک اور توبہ و استغفار کے ذریعے قرب خداوندی میں پہنچ کر آغوش رحمتِ خداوندی میں آرام فرما ہو، اس کے لیے یہ فرمانا کہ ”اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دے گا“ حقیقت پہ محمول نہیں ہو سکتا کیونکہ ”وما تاخر“ میں

اس بات کی گواہی ہے کہ وہ ذات جو بعد میں سر زد ہونے والے گناہوں کی معافی کا اعلان پہلے صادر کر سکتی ہے اور صاف ظاہر ہے کہ وجود معافی عدم گناہ پر دلالت کرتا ہے، وہی ذات مطہر زندگی کے اوائل دور کو معصوم قرار دے سکتی ہے اسلئے راسخ العقیدہ مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔

یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جولعمرك کہہ کر اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے ہر لحۂ زندگی کی قسم کھارہا ہے اسے کب گوارا ہوگا کہ محبوب کے دامن پر گناہ آلود زندگی کی ہلکی سی پرچھائیں بھی پڑ سکے اور پھر یہ کہ گناہ سے تکدر آشنا زندگی کی قسم نہیں کھائی جاتی بلکہ لائق قسم تو وہ زندگی ہوتی ہے جس کا ہر ہر لمحہ اللہ سبحانہ کی نظر میں پسندیدہ ہو۔ لہٰذا اللہ بزرگ و برتر کا اپنے محبوب کی زندگی کی قسم کھانا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور ﷺ کی ساری حیاتِ مبارکہ اول تا آخر منزہ اور معصوم ہے۔ پھر یہ بات کہ اللہ رب العزت گناہ سے نفور اور ہمیشہ نیکی کو محبوب رکھنے والا ہے۔ اس سے یہ بات حتمی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ متذکرہ آیت کریمہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے گناہ کی نسبت حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف کرنا از روئے عقل و منطق کسی طرح درست نہیں۔

ذنب کا تیسرا معنی

امام راغب اصفہانی "ذَنب" کا معنی "پیچھے لگنا" بیان فرماتے ہیں اور چونکہ دُم پیچھے لگی ہوتی ہے اس لیے اس کو بھی ذنب کہتے ہیں اس اعتبار سے ذنوب ایسے اتہامات کو بھی کہا جاسکتا ہے جو بلاجواز یونہی کسی کے پیچھے چپکا دیئے جاتے ہیں۔ جس طرح القِفْوۃ دم کو بھی کہتے ہیں لیکن اس کے معنی تہمت کے بھی ہیں۔ چنانچہ لِيَغْفِرَلَكَ

اللہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ کا معنی یہ ہوگا کہ:

اے محبوب "یہ فتح عظیم اس لیے دی جارہی ہے کہ ان تمام اتہامات سے آپ کی حفاظت ہو جائے جو مخالفین آپ ﷺ پر لگاتے رہے ہیں یا آئندہ لگانا چاہیں گے۔"

بخشش و مغفرت حضور ﷺ کا صدقہ اور آپ کے اتباع پر منحصر ہے

اب تک اوپر کی جانے والی بحث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ گناہوں سے بخشش و مغفرت حضور ﷺ ہی کے درِ دولت سے نصیب ہوتی ہے۔ اگر کوئی اس امر کا متمنی ہے کہ اسے خیرات مغفرت عطا کر دی جائے تو اسے چاہیئے کہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی شفاعت پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے آپ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال کر اپنے آپ کو اس شعر کا مصداق بنالے

خیرات دیتا ہے خدا ہر وقت تیرے نام کی
جس کو ملا جو کچھ ملا جتنا ملا صدقہ تیرا

اللہ سبحانہ کے عطاء کردہ بخشش و مغفرت کے تصور سے یہ حقیقتیں روزِ روشن کی طرح نکھر کر سامنے آجاتی ہیں۔

(۱) بخشش و مغفرت حضور نبی اکرم ﷺ کا صدقہ ہے اور ہر گناہگار امتی آپ ﷺ کے خوان نعمت کا ریزہ خوار ہے۔

(۲) بخشش و مغفرت اللہ رب العزت کی عطائے خاص سے صرف حضور ﷺ کا حق ہے۔ آیہ کریمہ میں "ليغفرلك" پر لك کا 'لام حضور ﷺ کی امت کے حق کی خبر دیتا

ہے اور اس حق کو پورا کرنے کے لئے ہی آپ ﷺ کو اذنِ شفاعت عطاء کیا گیا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰي ۝ (الضحیٰ، ۹۳:۵)

"اے محبوب! عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے" ۝

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں اپنے محبوب پر عطاؤں کا دروازہ کھلا رکھوں گا اور آپ کی شفاعت کا سلسلہ اس وقت تک جاری و ساری رہے گا جب تک میرا محبوب راضی نہ ہو جائے۔

امام رازیؒ اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت علی ؓ اور حضرت عبداللہ ؓ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:

ان هذا هوا الشفاعة في الامة (تفسیر الکبیر، ۳۱:۲۱۲)

"بے شک یہ امت کے بارے میں شفاعت کا حق ہے"۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی امت پر کرم نوازی

حضور نبی اکرم ﷺ رحمۃ للعالمینی کی خلعت فاخرہ زیب تن فرما کر تشریف لائے اور امت پر آپ ﷺ کی عنایات اور کرم نوازیاں اتنی فراواں ہیں کہ ان کا شمار بھی مشکل ہے۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

اذاً واللہ لا ارضیٰ وواحد من

خدا کی قسم میں اس وقت تک راضی

امتي في النار. نہیں ہونگا جب تک میرا ایک بھی امتی دوزخ میں ہو"۔ (تفسیر قرطبی، ۹۶:۲۰)

اس کا مفہوم واضح ہے کہ میں شفاعت کر کے امت کو بخشواتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا ایک امتی بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اس پر باری تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے محبوب! اب تو راضی ہو؟ تو میں عرض کروں گا ہاں باری تعالیٰ اب میں راضی ہو گیا ہوں۔

۲- عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداًO

عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود (یعنی مقام شفاعت عظمیٰ جہاں اولیں و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے) پر فائز فرمائے گاO

اذن شفاعت کا یہی وہ مقام رفیع ہے جہاں پر حضور نبی اکرم ﷺ بارگاہ ایزدی میں جو کچھ عرض کریں گے وہ مقبول ہو گا۔

۳- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط (آل عمران، ۳۱:۳)

"اے محبوب فرما دیجئے کہ لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو (نتیجتاً) اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔"

اس آیت کریمہ میں صراحت کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے کہ گناہوں کی بخشش کا دار و مدار حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع پر ہے، اور آپ ﷺ کی غلامی کا پٹا اپنے گلے میں ڈال لینے سے ہی گناہوں کی بخشش کا پروانہ امت کو عطا کر دیا جاتا ہے۔

٤ - فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ (آل عمران ۳:۱۵۹)

'محبوب ان کو معاف فرما دیجیے اور ان کے لیے مغفرت طلب کیجیے اور امور میں ان سے مشورہ فرمائیے"

مذکورہ آیہ کریمہ میں "واسْتَغْفِرْ لَهُمْ" سے آپ ﷺ کو مومنین کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا کرنے کی تلقین فرمائی جارہی ہے اگر بخشش و مغفرت کا دار و مدار حضور نبی اکرم ﷺ پر نہ ہوتا تو باری تعالیٰ واسْتَغْفِرْ لَهُمْ کہہ کر یہ نہ فرماتا کہ اے محبوب! ان کے لیے بخشش مانگ کہ! میری بخشش تیرے لبوں کے ہلنے کا انتظار کر رہی ہے"۔ اور جب تک تیری زبان فیض ترجمان حرکت میں نہیں آئے گی میری عطائے بخشش معرضِ التواء میں رہے گی۔

حضور ﷺ کے دم قدم سے کفار کے لئے عذاب میں تاخیر

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ حضور ﷺ کا اتباع کرنے والے مومنین کو آپ ﷺ کی شفاعت ارزانی کی جاتی ہے اور ان کے لئے آپ کا حق شفاعت روبہ عمل آتا ہے لیکن ایک مقام پر قرآن نے کافروں سے عذاب کے مؤخر کرنے کا سبب بھی پیغمبر رحمت آنحضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ (الانفال ۸:۳۳)

اللہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ان (کافروں) پر عذاب فرمائے درآنحالیکہ (اے حبیب مکرم) آپ بھی ان میں (موجود) ہوں۔

ساری تاریخ انسانی میں اللہ تعالیٰ کا ایک اٹل قاعدہ و دستور کار فرما رہا ہے اور وہ اس ارشاد ربانی سے اظہر من الشمس ہے:

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلاًO اور تو ہرگز اللہ کے دستور میں کوئی
(فاطر ۳۵:۴۳) تبدیلی آتی نہیں دیکھے گاo

وہ دستور اور ضابطہ جس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے یہ ہے کہ جتنے انبیاء کرام انسانیت کی رہنمائی کے لیے تشریف لائے ان کی امتوں نے ان کی نافرمانیاں کیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بار، دو بار یا تین بار مہلت دی مگر جب وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی زندگی میں ہی نافرمان امت کو حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹادیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا طوفان باد و باراں کی نذر ہو جانا اور حضرت صالح اور حضرت ہود کی قوم پر یکے بعد دیگرے تباہی کا مسلط کیا جانا اسی دستورِ الٰہیہ کی مظہر ہے۔

اسی طرح کسی بستی کو تہ و بالا کر دینا، پتھروں کی بارش سے کسی ناہنجار قوم کو سنگسار کر دینا۔ مسخ کر کے بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دینا مہلک طاعون کی وبا کا پھیل جانا، پانی کا خون بن جانا اور علیٰ ہذا القیاس ٹڈیوں، مینڈکوں اور خون آشام جوؤں سے انسانی زندگی کو دوبھر بنادینا اور اس طرح کے بیسیوں واقعات کا ظہور میں آنا گناہوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں قدرت کے دستِ غیب سے عذاب کا کوڑا کسی نہ کسی مجرم قوم پر برسانے کا سبب بنے۔ قرآن اور کتب سابقہ اسی دستور الٰہیہ کی آئینہ دار ہیں کہ جس نبی کی قوم نے انتباہ کے باوجود اللہ کے احکام کی نافرمانی کی اس پر عذاب الٰہی کسی نہ کسی صورت میں نازل ہوا اور وہ قوم نشانِ عبرت بنادی گئی مگر جب محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کرۂ ارضی پر رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے تو سارے سابقہ دستور اور ضابطے دھرے کے دھرے رہ گئے اور ارشاد ہوا کہ اے حبیب مجھے گوارا نہیں کہ تیرے ہوتے ہوئے کفار و مشرکین کی تمام تر خطاؤں اور نافرمانیوں کے باوجود ان کو اپنے عذاب کی گرفت میں لوں ان کی بڑھتی

ہوئی مجرمانہ خطاکاریاں اور نافرمانیاں بلاشبہ عذاب الٰہی کی مستحق و سزاوار ہیں لیکن اے محبوب جب تک تو ان میں موجود ہے میری رحمت کو گوارا نہیں کہ ان پر اپنے عذاب کی گرفت اور پکڑ کروں یہ بقول اعلیٰ حضرت ؎

وَ اَنْتَ فِیْهِمْ نے عدو کو بھی لیا دامن میں

کے مصداق حضور ﷺ کے کرم گستر وجود کی وجہ سے ہے۔

لَاتُقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ کی حکمت:

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی موت کے بعد منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت کا حکم نازل ہوا اور بھجوائے ارشاد ربانی یہ ضابطہ مقرر کر دیا گیا کہ

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ؕ (التوبہ ۹:۸۴)

اور آپ کبھی بھی ان (منافقوں) میں سے جو کوئی مر جائے اس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھیں۔ اور نہ ہی آپ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

بلاشبہ آپ کا کسی جگہ قدم رکھنا بھی رحمت و برکت کا باعث ہوتا ہے اور یہ بدبخت کسی طرح بھی آپ کی رحمت و برکت کے حقدار نہیں ہیں باوجود اس کے کہ آپ سراپا رحمت ہیں اس لئے میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ آپ کے قدم مبارک کسی بدباطن منافق کی قبر پر ہوں اور پھر بھی اسے عذاب دیا جائے۔ لہٰذا اے محبوب! آپ ایسے لوگوں سے ان کے مرنے کے بعد بھی اجتناب کرتے رہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در

سرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی ذاتِ والا صفات کے مدار بخشش و مغفرت بنائے جانے کا ذکر ایک مقام پر قرآن مجید میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝

(النساء، ۴: ۶۴)

اور (اے حبیب) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔

اس آیہ کریمہ کے ذریعے اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے وسیلہ و شفاعت کا ذکر اہل معصیت کے باب میں بڑے پند آموز پیرایے میں اس طرح کیا ہے کہ اگر اپنے جانوں پر ظلم کرنے کے بعد وہ مجھ سے بخشش طلبی کے خواہاں ہیں تو وہ میرے محبوب کے دامن میں آکر ان کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگیں اور وہ ان کے حق میں دعا فرما دیں تو اللہ کی بخشش و مغفرت ان کی طرف لپکتی چلی آئے گی اور ان کے خالی دامن، عفو کی خیرات سے بھر جائیں گے۔

دنیا کا عام قاعدہ یہ ہے کہ آدمی جس کو ناراض کرتا ہے اسے منانے کے لیے اسی کے در پہ معافی طلب کرنے کے لئے جاتا ہے اس دستور کے مطابق کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر بیٹھے تو اصولی طور پر اسی کے پاس جا کر اس سے مغفرت اور بخشش

طلب کرنی چاہیے کہ مولا! غلطی ہو گئی معاف فرمادے۔ آئندہ ایسا نہیں کرونگا۔ لیکن اللہ رب العزت نے ہمیں بخشش و مغفرت کا جو تصور عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اے لوگو اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو اور مجھ سے مغفرت اور بخشش کے طلبگار ہو، تمہیں میرے محبوب کے در پر ناصیہ فرسائی کرنی چاہئے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے در جدا جدا ہوتے تو ان گناہگاروں کو محبوب کی طرف نہ بھیجا جاتا بلکہ اپنی طرف بلایا جاتا۔ یہ جو در حبیب پر بھیجا جا رہا ہے تو فقط یہ سمجھانے کے لیے کہ دونوں در ایک ہیں لیکن خدا کے در تک رسائی بقول اعلیٰ حضرتؒ

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

مصطفےٰ ﷺ کے در پر جبیں سائی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس مقام پر اللہ رب العزت کے درج ذیل ارشادات ہمیں دعوت غور و فکر دیتے ہیں:

۱- وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِO
(ق، ۱۶:۵۰)

اور ہم تو انسان کی رگ جان سے بھی اسے زیادہ قریب ہیںO

۲- واِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فِاِنِّىْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ..................
(البقرہ، ۱۸۶:۲)

اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میرے نسبت سوال کریں تو (بتادیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کا

جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا

ہے۔

اس آیئہ کریمہ میں اللہ اور بندے کے مابین رشتہ عبودیت کی قربت کا بیان بڑے موعظت آمیز انداز سے کیا گیا ہے۔

۳- وَفِيٓ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ○ (الذاریات '۵۱:۲۱)

اور (اے لوگو) خود تمہارے نفسوں میں بھی (اللہ کی قدرت کی نشانیاں) ہیں پھر کیا تم غور نہیں کرتے○

مذکورہ بالا آیاتِ مقدسہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان انتہائی قرب حتی کہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہونے کا ذکر دل میں اتر جانے والے انداز سے کیا ہے لیکن اس کے باوصف معافی و مغفرت اسے نصیب ہوتی ہے جو حضور ﷺ کے دامنِ نظر وعاطفت سے وابستہ ہو جاتا ہے۔

ایک لطیف حکمت آموز نکتہ

قرآن حکیم میں مذکور آیئہ کریمہ کے الفاظ "جاء وك" کی تفسیر سے یہ نکتہ الم نشرح ہو جاتا ہے کہ جس طرح حضور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضری اللہ تعالیٰ کو منانے اور اسے راضی کرنے کے لئے از روئے نص قرآن لازمی ولابدی امر قرار دیا گیا تھا اسی طرح بعد از وصال آپ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری بھی بقدر استطاعت اس حکم کو مستلزم ہے اور اگر کوئی استطاعت نہیں رکھتا تو اسے محض اطاعتاً' اتباعاً اور توسلاً حضور ﷺ کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت اس حکم میں شامل ہے۔ لہٰذا ایسے امتی کے لئے لازم ہے کہ وہ آقا و مولا علیہ الصلوۃ والسلام کے عشق و محبت میں مستغرق ہو کر آپ ﷺ کی بارگاہ

اقدس کی طرف راغب ہو کر چشم تصور میں اپنے آپ کو اس بارگاہ میں حاضر متصور کرے تو جاء وك کے مصداق اس کی فریاد سن کر اس کی داد رسی کی جائے گی۔ اس طرح جاء و ك کی فضا پوری کائنات شرق و غرب کو اپنے احاطے میں لے لیتی ہے اور اپنے گھر میں کھڑے غلام کی حاضری بھی قبول ہو جاتی ہے۔

یہاں ایک لطیف نکتہ نہاخانہ ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ جب ایک گنہگار بارگاہ نبوت میں پہنچ جاتا ہے تو باری تعالیٰ کی طرف سے اسے حکم ہوتا ہے "فَاسْتَغْفَرُوا اللہ" "اب مجھ سے معافی مانگ"۔ یہاں بندے کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مولا کریم جب یہاں آکر بھی معافی تجھ سے مانگنی تھی تو وہیں کیوں نہ مانگ لیتا اس کے جواب میں باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ بلاشبہ وہاں بھی سننے والا میں ہی تھا۔ اور یہاں بھی سننے والا میں ہی ہوں مگر مجھے سمجھانا یہ مقصود ہے کہ میرے گناہگار بندوں پر میری بخشش و مغفرت در محبوب کی خیرات بن کر اترتی ہے۔

پھر اس کے بعد آیئہ کریمہ کا دوسرے حصہ لَوَجَدُوااللہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا اپنے مفہوم کے اعتبار سے دو معانی رکھتا ہے۔

(الف) اے محبوب جب تو سفارش کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو سفارش قبول کرنے والا پائے گا یعنی یہ ہو نہیں سکتا کہ تو میرے کسی بندے کے لئے سفارش کرے اور میں اس بندے کے حق میں تیری سفارش کو شرفِ قبولیت سے پذیرائی نہ بخشوں۔

(ب) یہاں تواباً رحیماً زمانہ حال میں واقع ہو رہا ہے جس کی رو سے معنی یہ ہوگا کہ محبوب! میں تیری سفارش پر توبہ قبول کرنے اور اپنا باب رحمت وا کرنے کے لئے کسی موسم کسی سمے اور وقت کی بات نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا کہ توبہ کی قبولیت ملتوی کی جا رہی ہے بلکہ سفارش کرنے کے لئے تیرے لبوں کے ہلنے کی دیر ہے کہ اس امتی

کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور اسے میری رحمت اپنے آغوش میں لے لیتی ہے۔

ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ

حضور نبی اکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو اجاگر کرنے کے لیے قرآن میں ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط

(التوبہ، ۹:۸۰)

آپ خواہ ان (بد بخت، گستاخ اور آپ کی شان میں طعنہ زنی کرنے والے منافقوں) کے لیے بخشش طلب کریں یا ان کے لیے بخشش طلب نہ کریں، اگر آپ (اپنی طبعی، شفقت اور عفو و درگز کی عادت کریمانہ کے پیش نظر) ان کے لیے ستر مرتبہ بھی بخشش طلب کریں تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا"

مذکورہ بالا آیہ کریمہ کے حوالے سے بد اندیش اور کور فہم لوگ دریدہ دہنی سے یہ کہنے لگتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کی سفارش کو بارگاہِ الٰہی میں کوئی خاص مقام حاصل نہیں۔

اس آیۂ مبارکہ کے مفہوم میں ذرا غور و فکر کرنے سے ایسا کفریہ عقیدہ رکھنے والوں کی حقیقت کھل جاتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید حضور ﷺ کی تنقیص نہیں بلکہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کی عظمت کو اجاگر کر رہا ہے۔ آپ ﷺ کی نشان میں ہرزہ سرائی کرنے والے بد بخت منافقوں کی کور باطن ذہنیت کو بے نقاب

کرتے ہوئے قرآن میں آپ ﷺ سے ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ محبوب! آپ اپنی رحمت للعالمینی کے تقاضوں سے مجبور ہو کر ان کے حق میں سفارش فرمارہے ہیں لیکن یہ گستاخ جو آپ کی شان میں طعنہ زنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اس قابل نہیں کہ ان کے لئے کوئی سفارش کی جائے۔ وہ تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں آنے سے گریزاں ہیں اور میری غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ ایسے بد بختوں کو بخش دیا جائے خواہ سراپا رحمت اور پیکر کرم ہونے کے باعث ان کے لئے بخشش کی کتنی بار سفارش کیوں نہ کریں۔ آپ کی بارگاہ میں ان کی گستاخی اور دریدہ دہنی ایک ناقابل معافی جرم ہے۔

ایک تمثیل سے وضاحت:

اس بات کو ایک تمثیل کی مدد سے بخوبی واضح کیا جاسکتا ہے فرض کیجئے ایک بیٹا ماں کا حد درجہ گستاخ ہے لیکن ماں اپنی ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے باپ کو اس کی حرکتوں سے آگاہ نہیں ہونے دیتی اور باپ جب بھی بیٹے کی گستاخی اور بے ادبی کے بارے میں پوچھتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی بات کہہ کے ٹال دیتی ہے اور اسے باپ کی سخت گیری سے بچائے رکھتی ہے۔ مگر ایک روز بیٹے کو حسب معمول ماں سے لڑائی جھگڑا اور گستاخی کرتے ہوئے باپ نے دیکھ لیا اور اس کی پٹائی شروع کر دی جب ماں اپنے لخت جگر کی سرکوبی ہوتے دیکھتی ہے تو مداخلت کر کے اپنے بیٹے کو چھڑانے کی حتی الوسع کوشش کرتی ہے اس موقع پر باپ کہہ اٹھتا ہے کہ اب جبکہ میں نے اپنی آنکھوں سے اسے تیری گستاخی کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ تیرے گستاخ کو معاف کر دوں اگرچہ تو مجھے ستر بار بھی منع کرتی رہے تو یہاں باپ کا بیٹے کو ماں کی سفارش کے باوجود معاف نہ کرنا ماں کی عدم عزت پر نہیں بلکہ اس کے

مقام و مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی امت سے محبت کی تو بات ہی کچھ اور ہے یہاں تو کروڑوں مامتائیں بھی مل جائیں تو محبت نبوی ﷺ کے سامنے ہیچ ہیں۔ منافقین جن کی حضور ﷺ سے دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بارگاہ نبوی میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں اس کے باوجود بھی آقا ﷺ کمال شفقت و رحمت سے ان کی سفارش کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے حق میں سفارش اس لیے قبول نہیں فرماتا کہ وہ محبوب ﷺ کے گستاخ ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ انہیں آپ ﷺ کے کہنے پر بخش دے تو کل روز قیامت یہ اتراتے پھریں گے اور حضور ﷺ کے غلاموں، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو طعنے دیں گے کہ ہم تمہارے نبی کی بارگاہ میں بھی نہیں گئے پھر بھی اللہ نے ہمیں بخش دیا۔ بات چونکہ اپنے محبوب کی عظمت اور مقام و مرتبہ کی تھی اس لیے فرمایا کہ اگر آپ ستر بار بھی ان بد بختوں کے لیے معافی مانگیں میں ان شوریدہ سروں کو ہرگز معاف نہیں کرونگا بلکہ بخشا وہی جائے گا جو محبوب! آپ کے در پہ جھکے گا اور جو تکبر کرے گا اس کی گرفت ہو گی۔ اس تصور کی تائید قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰي مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَي الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ

(النساء، ۴:۶۱)

اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ (قرآن) کی طرف اور رسول (ﷺ) کی طرف آجاؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ (کی طرف رجوع کرنے) سے گریزاں رہتے ہیں

مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ یہ لوگ میری بارگاہ میں آنے سے انکاری نہیں بلکہ اے محبوب تیرے واسطے کاانکار کرتے ہیں' تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے بغیر مجھ سے اپنی بندگی کا حق مانگتے ہیں سو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا۔ سورہ المنافقون میں یہ مضمون اس طرح بیان ہوا ہے:

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۝ (المنافقون' ۶۳:۵)	اور (ان کی حالت تو یہ ہے) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہاری (اللہ سے) بخشش طلب فرمائیں تو (یہ گستاخی سے) سر ہلاتے ہیں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ بے رخی کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۝

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی صراحت کے ساتھ ایسے لوگوں کے بارے میں بیان فرمادیا جن کے دلوں میں منافقت جاگزیں ہوچکی ہے جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اور انہیں ساتھ یہ بھی بتادیا جاتا ہے کہ اس بارگاہ میں حاضری تمہارے ہی فائدے کے لیے ہے اور رسول اکرم ﷺ تمہارے لیے اللہ کی بارگاہ میں بخشش و مغفرت طلب کرتے اور تمہاری سفارش کرتے ہیں تاکہ تمہیں بخش دیا جائے لیکن اس کے باوجود یہ منافق لوگ بارگاہ نبوی میں حاضری سے کتراتے ہیں' سر غرور و تکبر جھٹکتے ہوئے وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے بغیر انہیں بخشش و مغفرت کی خیرات مل جائے گی اگلی آیت کریمہ میں ایسے منافق لوگوں کے قابل بخشش نہ ہونے کا اعلان یوں کیا گیا:

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ	آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا ان

لَمْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لَهُمْ اِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَO

(المنافقون ۶۳:۶)

کے لیے بخشش نہ مانگیں ان کے حق میں برابر ہے اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ بلاشبہ نافرمان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتاO

حوض کوثر پر شافعِ محشر کی خبر گیری

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أنا فرطكم علي الحوض

(ابن ماجہ، ۲:ح ۴۳۰۶)

میں تم سے پہلے قیامت کے دن حوض کوثر پر پہنچ جاؤنگا۔

حضور نبی اکرم ﷺ اپنی امت سے ارشاد فرمارہے ہیں کہ وہ نہ گھبرائے کہ میں قیامت کے دن ان سے قبل حوض کوثر پر پہنچ جاؤنگااور ان کی شفاعت کا بندوبست کرونگا۔ میری آنکھیں متلاشی ہوں گی کہ میرا کوئی امتی پیاسا تو نہیں رہ گیا کہ میں حوض کوثر سے ان کی تشنگی کا مداوا کروں؟ یہ مانا کہ قیامت کی سختیاں، شدتیں اور ہولناکیاں اپنی جگہ مسلم ہیں مگر میرے امتیو! اطمینان خاطر رکھو کہ میں تمہاری خبرگیری اور تمہاری پیاس بجھانے کے لیے پہلے سے ہی منتظر ہوں گا۔ میں تمہیں پکڑ پکڑ کر دوزخ سے نکالتااور جنت میں بھیجتاجاؤں گا۔

میدان عرفات میں دعا

ابن ماجہ میں کتاب المناسک باب الدعابعرفہ میں ایک حدیث شریف مذکور ہے جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ۹ ذوالحجہ کی رات

میدان عرفات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی امت کی بخشش کے لیے دعا مانگی جس پر باری تعالیٰ نے اس حدیث قدسی کے ذریعے فرمایا:

اني قد غفرت لهم ، ماخلا الظالم — اے محبوب میں نے تیری خاطر تیری امت کو بخش دیا سوائے ظالم کے۔

(ابن ماجہ '۲: ح' ۳۰۱۳)

کیونکہ اللہ پاک مظلوم کی طرف سے ظالم کی گرفت کرنا چاہتے ہیں تاکہ مظلوم کی داد رسی ہو جائے اور ظالم اپنے انجام کو پہنچ جائے۔ قربان جائیں حضور نبی اکرم ﷺ کے غلبۂ رحمت پر کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ باری تعالیٰ! ظالم بھی میری امت میں سے ہے اس کی بخشش کا بھی ایک طریقہ نکل سکتا ہے وہ یہ کہ مظلوم اگر جنت کا حق دار نہ تھا تو اس کو جنت عطا کر دے۔ اس پر جو ظلم ہوا ہے یہ اس کا بدلہ ہو جائے گا اور ظالم کو معاف کر دے اس پر بارگاہ خداوندی سے کوئی جواب نہ آیا۔ اگلی صبح پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی التجا کو دہرایا اور عرض کی کہ باری تعالیٰ! کل رات ایک دعا کی تھی اس کا ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ فرمایا محبوب! ابھی خاموش رہ کہ میں اسی طرح کردونگا جس طرح تو راضی ہو جائے۔ کیونکہ مجھے راضی تو تجھے ہی کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ظالم کی بخشش و مغفرت کا مژدہ جانفزا سنادیا تو حضور نبی اکرم ﷺ مسکرا پڑے۔ تبسم اس طرح فرمایا کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔ تو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اس مقام پر کبھی نہیں ہنستے تھے (یعنی حج کے مقامات میں کیونکہ یہ عبادت اور دعا کے مقامات ہیں) تو آج مسکرانے کی کیا وجہ ہے؟ اللہ آپ کو ہنستا ہی رکھے' آپ نے فرمایا:

ان عدو الله ابليس، لما علم ان — اللہ کے دشمن ابلیس نے جب دیکھا کہ

الله، عز و جل، قد استجاب دعائي، وغفرلامتي، اخذ التراب فجعل يحثوه علي راسه ويدعوا بالويل والثبور فاضحكني مارائيت من جذعه (ایضا)	اللہ رب العزت نے میری دعا قبول کی اور میری امت کو بخش دیا تو اس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سر پر ڈالنے لگا اور کہنے لگا: ہائے خرابی ......ہائے تباہی.......... جب میں نے اس کا اس طرح تڑپنا دیکھا تو مجھے ہنسی آگئی"۔

شیطان غیض و غضب کی آگ میں جل میں رہا ہے مگر حضور نبی اکرم ﷺ کے صدقے اللہ کی رحمت جوش میں ہے اور رحمت خداوندی زبان حال سے یہ اعلان فرما رہی ہے کہ مردود! تو جتنا جلتائے جائے گا امت محمدی پر بخشش و مغفرت کی برسات اور زیادہ ہوتی جائے گی۔

صحابہ کرام کے عمل کی روشنی میں بخشش و مغفرت کا تصور

صحابہ کرام میں سے جب کسی سے خطا ہو جاتی تو وہ توبہ کرتے وقت، توبہ کی نسبت اللہ کی طرف بھی کرتے اور نبی اکرم ﷺ کی طرف بھی۔

ا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک تصویر دار قالین خریدا اور جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو اپنے قدم مبارک اس پر نہ رکھے۔ بلکہ دروازے پر ہی کھڑے رہے، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے چہرہ انور پر ناراضگی کے آثار پائے تو عرض کرنے لگیں۔

یا رسول الله اتوب الي الله ورسوله ماذا اذنبت (بخاری، ا:۲۸۳)	یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ عالیہ میں توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

۲۔ طبرانی میں حضرت ثوبان ﷺ سے مروی ہے ایک حدیث پاک ہے کہ چالیس صحابہ کرام ایک مجلس میں بیٹھے مسئلہ جبر و قدر پر بحث کر رہے تھے ان میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق ﷺ بھی موجود تھے۔ روح الامین جبرئیل علیہ السلام نے آقائے دوجہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اپنے غلاموں کے پاس تشریف لے جایئے کہ انہوں نے نئی راہ اختیار کرلی ہے۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ اچانک ہی خلاف معمول تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ کوئی ایسی نئی بات ضرور ہوئی ہوگی جس نے آقا ﷺ کو مضطرب کر دیا ہے حدیث مبارکہ کے الفاظ اس طرح ہیں۔

وخرج عليهم ملتمعا لونه متوردة وجنتاه كانما تفقأ بحب الرمان الحامض فنهضوا الي رسول الله ﷺ حاسرين اذر عتهم ترعد أكفهم و اذرعهم فقالوا تبنا الي الله ورسوله

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۲:۹۵، ح:۱۴۲۳)

حضور نبی اکرم ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے اس طرح کہ چہرہ انور کا رنگ شدت جلال سے سرخ تھا جیسے کہ رخساروں پر ترش (سرخ) انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہوں، صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اس حال میں کہ وہ اپنی زرہیں کھول رہے تھے (اور) ان کے ہاتھ اور بازو (شدت خوف) سے کانپ رہے تھے پھر (یوں) عرض کناں ہوئے۔ ہم اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں (ان کی طرف) توبہ کرتے ہیں۔

ان روایات سے مترشح ہے کہ بخشش و مغفرت کا محور و مرکز حضور شافی یوم النشور علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذات ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عمل بھی ان کے اس عقیدے کی نشاندہی کرتا ہے کہ توبہ و استغفار محض اللہ تعالیٰ سے کافی نہیں کیونکہ رد کا امکان بہر حال غالب رہتا ہے جبکہ جو شخص اپنے آقا ﷺ پر کامل ایمان رکھتے ہوئے محبت بھرے انداز میں اور عقیدۂ معافی و بخشش حضور ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مانگے اور حضور ﷺ سے عرض کرے کہ آقا آپ ﷺ "میرے گناہوں کو بخشوا دیجیے" اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس گنہگار امتی کے لئے اللہ کی بارگاہ میں دست دعا بلند کر دیں تو وہ استغفار کبھی رد نہیں ہو سکتی۔

شفاعت اور دعا کا باہمی تعلق

شفاعت دراصل دعا ہی کا دوسرا نام ہے ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ سے اپنی ذات کے لئے اور اپنے اعزآء و اقارب اور عامۃ الناس کے لئے دعا کرے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں دعا قبول ہوتی ہے۔ لیکن یہ طے شدہ امر ہے کہ حضرات انبیاء کرام و صالحین مومنین اور عامۃ الناس کی دعائیں مقبولیت کی کمی و زیادتی کے اعتبار سے برابر اور ہم پلہ نہیں ہو سکتیں۔ انبیاء کرام، اولیاء عظام اور صالحین مؤمنین کی دعائیں بلاشبہ بدبخت، بدکار فاسق و فاجر اور کافروں کی دعاؤں سے زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا:

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۗ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ

اور آپ ان کے حق میں دعا فرمائیں بیشک آپ کی دعا ان کے لئے (باعث) تسکین ہے۔

(التوبہ، ۹:۱۰۳)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لا یرد القضاء الا الدعاء قضا کو صرف دعا لوٹا سکتی ہے۔

(جامع الترمذی، ۴:۴۴۸، ح:۲۱۳۹)

لہٰذا جب مقربانِ الٰہی میں سے کوئی مقرب بارگاہ الٰہی میں دست دعا بلند کرے اور کسی ایسے شخص کی شفاعت کرے جس کی شفاعت سے حکم ممانعت وارد نہ ہوا ہو تو اس کی شفاعت مقبول ہو گی۔ اور یہ شفاعت دنیا میں بھی جائز ہے اور آخرت میں بھی۔

شفاعت پر بعض لغو اعتراضات کا بطلان

بعض لوگ حضور نبی اکرم ﷺ سے دنیا میں شفاعت طلب کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں جبکہ بعض لوگ تو اس عمل کو (نعوذ باللہ) شرک اور گمراہی کا درجہ دیتے ہوئے نہیں جھجکتے اور بطور دلیل ان آیات کو پیش کرتے ہیں جو مشرکین اور بتوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ خصوصاً یہ آیت مبارکہ بطور استدلال پیش کی جاتی ہے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ط لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ O (الزمر، ۳۹:۴۴)

آپ فرما دیجئے کہ سفارش تو سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اسی کی حکومت زمین و آسمان میں ہے۔ پھر تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے O

اس بارے میں چند بنیادی باتیں ذہن نشین کرنا ضروری ہیں

۱۔ شفاعت اللہ کے دائرہ اختیار میں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کفار و مشرکین جسے چاہیں اسے شفیع نہیں بنا سکتے بلکہ شفاعت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے وہ چاہے اذن شفاعت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے اس سے روک دیتا ہے۔

۲۔ یہ کہ اللہ خود کسی کی شفاعت فرمانے والا نہیں بلکہ وہ مغفرت فرمانے والا اور

مالک شفاعت ہے۔ شفیع کی شفاعت کے قبول اور رد کا اختیار صرف اسے حاصل ہے

۳۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ بروز قیامت عین موقع پر اذن شفاعت دیا جائے گا' اس سے قبل تو یہ حق کسی کو نہیں ملا ہے۔ اور اس سے پہلے کسی کا حق شفاعت ماننا شرک ہوگا تو یہ اعتراض بالکل لغو اور باطل ہے۔ اس لئے کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ شرک جزوی ہو یا کلی' ایک لمحے کے لئے ہو یا عمر بھر کے لئے' اس دنیا میں ہو یا قیامت کے دن' تمام صورتوں میں' حرام اور ناجائز ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز ساری زندگی تو شرک رہے اور جب اس پر جزا و سزا کا وقت آئے تو جائز ہو جائے۔ شرک اس دنیا میں بھی شرک ہے اور آخرت میں بھی یہ کسی وقت بھی درست نہیں ہو سکتا۔

۴۔ اسی طرح جو امر کفار و مشرکین کے لئے ممنوع ہو (جیسے شفاعت کفار و مشرکین کے حق میں قبول نہیں کی جائے گی) مومنین اور متقین کے حق میں قبول ہو شرک نہیں ہو سکتا۔

۵۔ اسی طرح جو امر غیر ماذون کے لئے ممنوع ہو اور ماذون کے لئے جائز اور ثابت ہو وہ کبھی بھی شرک نہیں ہو سکتا۔

شفاعت کے عدم جواز کے غلط استدلال کا بطلان

جو لوگ مذکورہ آیت کریمہ سے دنیا میں شفاعت کے عدم جواز کا استدلال لاتے ہیں مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ان کا دعویٰ باطل اور لغو ہے۔

(۱) قرآن و حدیث میں کوئی نص ایسی وارد نہیں ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ سے دنیا میں طلب شفاعت پر ممانعت کرتی ہو۔

(۲) ملکیت عطا کی منافی نہیں ہوتی آیت مذکورہ سے یہ چیز ثابت ہے کہ اللہ رب العزت کا کسی چیز کا مالک ہونا اس چیز کے منافی نہیں کہ اگر وہ کسی اور کو دینا چاہے تو نہیں دے سکتا وہ مالک الملک ہے جس کو چاہتا ہے ملک و بادشاہت دے دیتا ہے۔ جس سے چاہے لے لیتا ہے اس ضمن میں چند ارشادات ربانی اس امر پر دلالت کرتے ہیں جو

اللہ پاک نے اپنی صفت مالک الملک کے باب میں خود بیان فرمایا ہے۔

۱ - لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
(التغابن، ۶۴:۱)

اسی کی حکومت ہے (اسی کی بادشاہی وہی مالک حقیقی) اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے۔

اسی مضمون کو کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ملک و سلطنت عطا کر دیتا ہے ایک دوسرے مقام پر یوں بیان کیا گیا ہے:

تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔
(آل عمران، ۳:۲۶)

تو جسے چاہے سلطنت عطا فرمادے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔

۲ - مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ط
(فاطر، ۳۵:۱۰)

جو شخص عزت کا خواہاں ہے تو (اسے معلوم ہونا چاہیے کہ) تمام عزت اللہ ہی کیلئے ہے۔

یہاں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ساری عزت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہ یہ عزت عطا فرمادیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ

(درحقیقت) عزت اللہ کے لئے ہے

لِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون ۶۳:۸)

اور اس کے رسول کے لئے اور (درجہ بدرجہ) مومنین کے لئے۔

۳- لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَانِ عَهْدًاO (مریم ۱۹:۸۷)

(اس دن) لوگ شفاعت کے مالک نہ ہوں گے سوائے ان کے جنہوں نے (خدائے) رحمان سے وعدہ (شفاعت) لے لیا ہے۔

اس آیہ کریمہ سے یہ ثابت ہے کہ شفاعت کا اصل مالک اللہ ہی ہے جو رحمان ہے اور روزِ قیامت کوئی مالکِ شفاعت نہیں بن سکتا سوائے ان مقبولانِ الٰہی کے جن کو اس سے وعدہ شفاعت مل چکا ہے اس ضمن میں مزید ارشاد فرمایا:

٤-وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَO (الزخرف ۴۳:۸۶)

اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا (اپنا رب سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو سفارش کا (بھی) اختیار نہیں رکھتے، ہاں جو حق کی گواہی دیں اور اس کا علم بھی رکھیںO

صحابہ کرام کی شفاعت طلبی

متعدد احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مختلف موقعوں پر جب کبھی صحابہ کرام نے حضور نبی اکرم ﷺ سے شفاعت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی کو یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا مجھ سے شفاعت طلب کرنا شرک ہے۔ اور یہ کہ اپنے اللہ سے طلب کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس سلسلے میں چند روایات ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

ا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا۔ یا نبی اللہ! آپ میرے لئے قیامت کے دن شفاعت فرمایئے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انا فاعل" میں شفاعت کروں گا۔ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے (جامع الترمذی، ۵:۶۲۱، ح:۲۴۳۳)

۲۔ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے عرض کیا:

۱ – فاشهد ان الله لا شئ غيره   و انك مامون على كل غائب

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی رب نہیں اور ہر غائب کے بارے میں آپ امانت دار ہیں۔

و انك ادنى المرسلين شفاعة   الى الله يا ابن الاكرمين الا الاطايب

اور آپ مرسلین میں سے بحیثیت شفیع عند اللہ ہونے کے سبب سے زیادہ قریب ہیں۔ اے پاک بزرگ لوگوں کی اولاد۔

یہاں تک کہ انہوں نے یہ کہا:

فكن لى شفيعًا يوم لا ذو شفاعة   سواك بمغن عن سواد بن قارب

سو آپ میرے سفارشی ہو جائیں جس میں کوئی سفارشی نہ ہوگا۔ آپ کے سوا جو سواد بن قارب کے کام آنیوالا ہو۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ۲:۲۵۱)(فتح الباری، ۷:۱۸۰)

۳۔ حضرت مازن بن العضوب جب مسلمان ہو کر آئے تو انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے شفاعت طلب کی اور یہ اشعار پڑھے:

اليك رسول الله خبت مطيتى   تجوب الفيا فى من عمان الى العرج

یارسول اللہ! میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اس حال میں کہ میری سواری عمان سے

عرج تک کے میدان قطع کرتی آئی ہے۔

لتشفع لی یاخیر من وطئ الحصا   فیغفرلی ربی فارجع بالفتح

تاکہ آپ میرے لئے شفاعت کریں اے وہ بہترین ذات جو کنکریوں پر چلنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ سو میرا رب مجھے معاف کردے تاکہ میں کامیاب لوٹ جاؤں۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم: ۷۷)

۴۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے ان ۷۰ ہزار لوگوں کا ذکر فرمایا جو بدوں حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے تو حضرت عکاشہ ﷺ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ اللہ پاک سے میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ پاک مجھے بھی ان میں شامل فرمالیں تو آپ نے فورا بغیر کسی توقف کے فرمایا "انت منھم" کہ تم انہی لوگوں میں سے ہو۔ (جامع الترمذی، ۴:۶۳۱، ح:۲۴۴۶)

یہ جملہ روایات حضور نبی اکرم ﷺ سے دنیا میں طلب شفاعت کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ میں سے بعض وہ ہیں کہ جنہوں نے واضح طور پر "اشفع لی" کی تعیین کے ساتھ شفاعت طلب کی۔ یا دخول جنت کو بعض نے طلب کیا۔ اور کسی نے یہ طلب کیا کہ وہ اولین و سابقین میں سے ہو جائے۔ کسی نے طلب کیا کہ وہ حوض والوں میں سے ہو جائے، کسی نے جنت میں پڑوس اور معیت کو طلب کیا۔

کسی روایت میں نہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی کو بھی یہ فرمایا ہو کہ یہ سوال و طلب کرنا حرام ہے، یا ابھی طلب کرنا جائز نہیں، یا ابھی وقت نہیں آیا اور تم لوگ انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ پاک شفاعت کی اجازت دیدیں۔ حالانکہ یہ جملہ امور شفاعت عظمیٰ کے بعد وارد ہوں گے اور یہ سب طلب شفاعت کے معنی ہی ہیں۔ خود نبی اکرم ﷺ نے ان سب کو اس کی بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ان کے دلوں کی

تسکین ہو گئی اور آنکھوں کو ٹھنڈک مل گئی۔ حاشا و کلا۔ اگر یہ ممنوع تھا تو نبی اکرم ﷺ نے مداہنت یا مدارات میں اس کا حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان نہ فرمایا۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ کو حق بات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ آپ تو حق بات اور اصول دین سے دلوں کو جوڑتے تھے اور نفوس کو خوش کیا کرتے تھے اور ہر قسم کے نفاق و باطل سے بہت ہی دور تھے۔

جب نبی اکرم ﷺ سے دنیا میں آخرت سے قبل طلب شفاعت صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقتاً رسول اللہ ﷺ کی شفاعت قیامت کے دن اپنے مقام پر بھی حاصل ہو گی اور اس کے بعد اللہ پاک تمام شفاعت کرنے والوں کو شفاعت کی اجازت دے گا۔

فصل دوم

شفاعت کی جہتیں

تصور شفاعت کی وضاحت کے لئے یہ جاننااز بس ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول و مقرب بندوں کو جو مقامِ شفاعت عطا فرمائے گا اس کی مختلف جہتوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھا جائے۔ جیسا کہ پہلے اجمالی طور پر ذکر ہو چکا شفاعت کی مندرجہ ذیل تین جہتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔شفاعت بالوجاہت
۲۔شفاعت بالمحبت
۳۔شفاعت بالاذن

اب ہم انہیں فرداً فرداً قدرے شرح وبسط کے ساتھ بیان کریں گے۔

۱۔شفاعت بالوجاہت:

عام فہم الفاظ میں شفاعت کا معنی سفارش ہے۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ دنیاوی بادشاہوں اور حکام کے پاس کوئی بھی وہ شخص سفارش کر سکتا ہے جس کو اس نے اپنے ہاں ایک خاص مقام و مرتبہ اور عزت و امتیاز بخشا ہو۔ قابل غور امر یہ ہے کہ جب اس دنیا کا یہ حال ہے تو جو شخص مالکِ کائنات اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سفارش کریگا اس کا اس بارگاہِ صمدیت میں ضرور بہت بلند مقام و مرتبہ ہوگا اور وہ بندہ یقیناً اللہ رب العزت کے مقرب و محبوب بندوں میں سے ہوگا۔

یہ طے شدہ امر ہے کہ کائنات انسانی میں درجے کے اعتبار سے سب سے

اونچا طبقہ انبیاء کرام کا ہے' پھر صالحین مومنین اور پھر عام اہل ایمان کا ہے اور سب سے بڑھ کر ابتدائے آفرینش سے لے کر ابد الاباد تک مقام و مرتبہ اور عزت و احترام ہمارے آقا و مولا حضور نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہے۔ قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو روز قیامت شفاعت کبریٰ کے بلند مقام پر فائز کیا جائے گا جبکہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء و صالحین مؤمنین بھی اپنے اپنے درجوں میں شفاعت کریں گے۔

☆ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ شفاعت کرنے والا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر بھی شفاعت کر سکے گا اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر بھی نبی اکرم ﷺ شفاعت کی قدرت رکھتے ہیں تو بے شک یہ عقیدہ شرک و گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ انبیاء و صالحین جو شفاعت کریں گے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے ہاں وجاہت اور بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب و محبوب بندوں کا لحاظ فرماتا ہے' یہ اس کا خاص فضل و کرم ہے کہ وہ ان کی شفاعت کو قبول فرماتا ہے۔ وہ مالک اگر نہ بھی کرے تو اسے کسی نقصان اور خوف کا کوئی اندیشہ نہیں۔ شفاعت اور جبر الگ الگ چیزیں ہیں۔ شفاعت میں عزت اور مقام و مرتبے کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور جبر میں کسی عزت و احترام اور مقام و مرتبے کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔

بارگاہ الٰہی میں انبیاء علیہم السلام کی وجاہت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیوی و اخروی زندگی میں حضرات انبیاء کرام کو دائمی وجاہت سے نوازا اور ان کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ قرآن مجید میں جا بجا اللہ رب العزت

نے اپنی بارگاہ میں انبیاء کی قدر منزلت اور مقربیت و محبوبیت کو بیان فرمایا ہے:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا گیا:

وَ جِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَO (ال عمران ۳:۴۵)	وہ (عیسیٰ علیہ السلام) دنیا اور آخرت (دونوں) میں قدر و منزلت والا ہوگا اور اللہ کے خاص قربت یافتہ بندوں میں سے ہوگاO

مفسرین کرام نے اخروی وجاہت کو شفاعت پر محمول کیا ہے۔ تفسیر بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر کے تحت درج ہے۔

الوجاهة فی الدنیا النبوة و فی الاخرة الشفاعة	وجاہت دنیا میں نبوۃ ہے اور آخرت میں شفاعت۔

(تفسیر البیضاوی ۱:۲۵۶)

علاوہ ازیں قرآن مجید میں کئی مقامات پر انبیاء علیہم السلام کی وجاہت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے ذیل میں آیات مبارکہ ملاحظہ کریں:

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام کی وجاہت

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ Oاِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ O اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَO (الصفات ۳۷:۷۹ تا ۸۱)	سارے جہانوں میں نوح پر سلام ہوO ہم (اپنے) نیک بندوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیںO بے شک وہ (یعنی نوح) ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیںO

۲۔ حضرت لوط علیہ السلام کی وجاہت

وَ اَدْخَلْنَاهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ O

(انبیاء ۲۱:۷۵)

اور ہم نے لوط کو اپنے حریم رحمت میں داخل فرمالیا بے شک وہ صالحین میں سے تھے O

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجاہت

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا O

(النساء ۴:۱۲۵)

اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا مخلص دوست بنالیا تھا O

۴۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی وجاہت

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ.وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا O

(مریم ۱۹:۵۴)

اور آپ (اس) کتاب میں اسماعیل کا ذکر کریں بیشک وہ وعدے کے سچے تھے اور صاحب رسالت نبی تھے۔

۵۔ حضرت ادریس علیہ السلام کی وجاہت

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا O

(مریم ۱۹:۵۶)

اور (اس) کتاب میں ادریس کا ذکر کیجئے بیشک وہ بڑے صاحب صدق نبی تھے O

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجاہت

وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا O

(احزاب ۳۳:۶۹)

اور اللہ کے نزدیک وہ بڑے قدر و منزلت والے تھے O

۷۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وجاہت

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ (ص ۳۸:۳۰)	اور ہم نے داؤد کو سلیمان (جیسا بیٹا) دیا جو نہایت خوب بندہ تھا اور بے شک وہ (بھی ہماری طرف) رجوع کرنے والا تھا ۝

۸۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی وجاہت

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ (ص ۳۸:۴۴)	(اور) وہ بہت خوب بندہ تھا در حقیقت وہ (ہر حال میں ہماری طرف) رجوع کرنے والا تھا ۝

۹۔ حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی وجاہت

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ (ص ۳۸:۴۷)	اور وہ سب ہماری بارگاہ میں منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے ۝

۱۰۔ حضرت اسمٰعیل، یسع اور ذوالکفل علیہم السلام کی وجاہت

وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ (ص ۳۸:۴۸)	اور (اسی طرح) اسمعیل اور الیسع اور ذوالکفل کا ذکر کیجئے اور یہ سبھی نیک لوگوں میں سے تھے۔

۱۱۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی وجاہت

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ	اور ہم نے ان (ابراہیمؑ) کو اسحاقؑ اور

كُلًّا هَدَيْنَاۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ
قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ
سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ
مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَؕ وَكَذٰلِكَ
نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ○وَزَكَرِيَّا وَ
يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَؕ كُلٌّ مِّنَ
الصّٰلِحِيْنَ ○وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ
الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًاؕ وَ كُلًّا
فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○وَمِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْۚ وَ
اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ○

(الانعام ۸۴ تا ۸۷)

یعقوبؑ (بیٹا اور پوتا) عطا کئے ہم نے
(ان) سب کو ہدایت سے نوازا اور ہم
نے (ان سے) پہلے نوحؑ کو (بھی)
ہدایت سے نوازا تھا اور ان کی اولاد
میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور
یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ (کو بھی)
ہدایت عطا فرمائی تھی) اور ہم اسی
طرح نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں○
اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ
(کو بھی ہدایت بخشی) یہ سب نیکو کار
(قربت اور حضوری والے) لوگ
تھے○ اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ
اور لوطؑ (کو بھی ہدایت سے شرفیاب
فرمایا) اور ہم نے ان سب کو (اپنے
زمانے کے تمام جہان والوں پر
فضیلت بخشی ○ اور ان کے آباؤ و
(اجداد) اور ان کی اولاد اور ان کے
بھائیوں میں سے بھی (بعض کو ایسی
فضیلت عطا فرمائی) اور ہم نے انہیں
(اپنے لطف خاص اور بزرگی کے لئے

چن لیا تھا) اور انہیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمادی تھیo

۱۲۔اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَO

(آل عمران '۳:۳۳)

بے شک اللہ نے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آل ابراہیم کو اور ال عمران کو سجہان والوں پر (بزرگی میں) منتخب فرمالیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ہمہ جہت وجاہت

ہمارے آقا و مولیٰ حضور نبی اکرم ﷺ جملہ خلائق سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مرتبے کے لحاظ سے مقام رفیع پر فائز ہیں یہی وجہ ہے کہ بارگاہ الوھیت میں آپ ﷺ کی وجاہت اور شان مقربیت و محبوبیت بھی امتیازی شان کی حامل ہے۔ چند آیاتِ مبارکہ ملاحظہ کریں۔ جن میں آپ ﷺ کی وجیہہ پیغمبرانہ شخصیت کی فقید المثال عظمت اور قدر و منزلت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

۱۔وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَO

(انبیاء '۲۱:۱۰۷)

اور (اے رسول محتشم) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بناکرo

۲۔ وَمَا كَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ ط

(انفال '۸:۳۳)

اور (درحقیقت بات یہ ہے کہ) اللہ ایسا نہیں کہ ان پر عذاب فرمائے در آنحالیکہ (اے حبیب مکرم) آپ بھی ان میں (موجود) ہوں۔

۳- فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا.
(بقرہ، ۲:۱۴۴)

سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

۴- وَمِنْ اٰنَآیِٔ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰیO
(طٰہٰ، ۲۰:۱۳۰)

اور رات کی ابتدائی ساعتوں میں (یعنی مغرب اور عشاء میں) بھی تسبیح کیا کریں اور دن کے کناروں پر بھی (اے حبیب مکرم یہ سب کچھ اس لئے ہے) تاکہ آپ راضی ہو جائیںo

۵- وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیO
(الضحیٰ، ۹۳:۵)

اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

۶- عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاO
(الاسراء، ۱۷:۷۹)

یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود (مقام شفاعت عظمیٰ) پر فائز فرمائے گا (جہاں خالق و خلق سبھی آپ کی تعریف کریں گے)

۷- الَّذِیْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُO وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِيْنَO
(الشعراء، ۲۶:۲۱۸-۲۱۹)

(وہ اللہ) جو آپ کو (رات کی تنہائیوں میں بھی) دیکھتا ہے جب آپ (نماز تہجد کیلئے) قیام کرتے ہیں اور سجدہ گزاروں میں (بھی) آپ کا پلٹنا دیکھتا رہتا ہے۔

۸- وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌO (التوبہ ۹:۶۱)

اور جو لوگ رسول اللہ کو (اپنی بدعقیدگی، بدگمانی اور بدزبانی کے ذریعے) اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حضور ﷺ کی وجاہت احادیث کی روشنی میں

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتی ہیں:

۱- ما اری ربك الا یسارع فی هواك۔

صحیح بخاری، ۲:۷۶۶

میں یہی خیال کرتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی رضا جوئی میں بہت جلدی کرتا ہے۔

۲- انا سید ولد ادم یوم القیامة ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر۔

۱۔ صحیح مسلم، ۲:۲۴۵

۲۔ سنن ابن ماجہ: ۳۱۹

۳۔ جامع الترمذی، ۲:۲۰۲

قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں، حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور اس پر فخر نہیں۔

۳- و انا مبشرهم اذا یئسوا

(جامع الترمذی، ۲:۲۰۱)

روز حشر جب تمام لوگ ناامید ہو جائیں گے تو ان کو بشارت کی نوید میں سناؤں گا۔

٤– وما من نبی یومئذ ادم فمن سواه الا تحت لوائی
(جامع الترمذی ۲:۲۰۲)

آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن میرے ہی جھنڈے تلے ہوں گے۔

٥–الا و انا حبیب الله ولا فخر و انا حامل لواء الحمد یوم القیامة ولا فخر.
(جامع الترمذی ۲:۲۰۲)

سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں اور فخر نہیں، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور فخر نہیں۔

٦– انا اول شفیع فی الجنة لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت.
صحیح مسلم ۱:۱۱۲

سب سے پہلے جنت کی شفاعت میں کرونگا، کسی نبی کی اس قدر تصدیق نہیں کی گئی جس قدر میری کی گئی ہے

٧– اذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین و خطیبهم و صاحب شفاعتهم غیر فخر
۱۔ جامع الترمذی ۲:۲۰۱
۲۔ سنن ابن ماجہ: ۳۲۰

قیامت کے دن تمام نبیوں کا امام میں ہوں گا انہیں خطبہ دونگا ان کی شفاعت میں کرونگا اور فخر نہیں کرتا۔

٨– انا اول من یحرك حلق الجنة فیفتح الله لی
جامع الترمذی ۲:۲۰۲

سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا اور اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھول دیگا۔

٩– انا اکرم الاولین والاخرین

حشر کے دن تمام اولین اور آخرین

ولا فخر (جامع الترمذی، ۲: ۲۰۲)	میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم، میں ہوں گا اور فخر نہیں۔
۱۰- انا قائد المرسلین ولا فخر	میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں۔

سنن دارمی، ۱: ۳۱

مندرجہ بالا آیات مقدسہ اور احادیث شریفہ سے انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ الوہیت میں وجاہت اور بالخصوص حضور نبی اکرم ﷺ کی وجاہت اور محبوبیت ثابت ہو گئی۔ یہی وہ دلائل ہیں کہ جن کی بناء پر جمہور اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقرب و محبوب بندے انبیاء کرام علیہم السلام شفاعت فرمائیں گے جبکہ آقائے دوجہاں حضور نبی اکرم ﷺ اپنی وجاہت اور محبوبیت کی بناء پر مقام محمود پر فائز کئے جائیں گے۔ اور آپ کو شفاعت عظمیٰ کے بلند ترین درجے پر سرفراز کیا جائے گا اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہہ
اب شفاعت بالوجاہت کیجئے

شفاعت بالمحبت

شفاعت بالمحبت شفاعت کا وہ درجہ ہے جو اس امر کا متقاضی ہے کہ جس کے پاس سفارش کی جارہی ہو اسے سفارش کنندہ سے بغائت درجہ محبت ہو۔ اس امر میں کیا شک ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ وہ بلند اور علو مرتبت ہستی ہے جو خالق کائنات کو تمام کائنات میں ہر چیز سے بڑھ کر محبوب۔ محبوب خالق ارض و سماء کی شان محبوبی کی

اس سے بڑھ کر اور کیا بڑی دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود آپ ﷺ کی رضا کا طالب ہے جبکہ دنیاوماسوٰی کی ہر شے اس کی رضا طلبی پر مامور ہے۔ مسلمہ طور پر محبت کا یہ تقاضا ہے کہ محبوب کی رضاجوئی اور خوشنودی کو ہر چیز پر مقدم رکھا جائے۔ کوئی محبّ اپنے محبوب کی دلآزاری اور رنجیدہ خاطری گوارا نہیں کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی شان محبوبیت کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىؕ (الضحیٰ، ۹۳:۵)

اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی بارگاہ کے محبوبین مقربین کو جو مرتبہ و مقام، جو عزت و کرامت اور جاہ و منزلت عطا فرمائی ہے اس کے مطابق ان کے متبعین اور متوسلین و متعلقین کی دینی و دنیاوی حاجتوں کے بارے میں ان کی سفارش و دعا قبول فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

کم من اشعث اغبر ذی طمرین لا یؤبه له لو اقسم علی الله لا بره.
(جامع الترمذی، ۵:۶۹۳، ح:۳۸۵۴)

بہت سے گرد آلود بالوں والے، خاکسار جن کے پاس دو پرانی چادروں کے علاوہ کچھ نہ ہو اور جنہیں کوئی اہمیت نہ دی جاتی ہو ایسے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کردے گا۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی شان یہ ہے کہ وہ ان کی دعاؤں کو قبول

فرماتا ہے اور جس بات کی انہوں نے قسم کھائی ہے اسے پورا کرتا ہے' ان کی خواہش رد نہیں فرماتا۔ اگر ہم غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک اور صالح بندوں سے پیار اور محبت کا تقاضا ہے کہ وہ ان کی دلجوئی فرماتا اور انہیں عطاؤں سے نوازتا ہے ورنہ بظاہر ان کم اہمیت والے لوگوں سے تو اللہ تعالیٰ کو کسی نقصان کا اندیشہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ صمدیت میں اللہ کے محبوب و مقبول بندوں کی کیا شان اور مرتبہ ہے اس کا اندازہ ایک حدیث قدسی سے لگایا جاسکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به و یده التی یبطش بهاورجله التی یمشی بها (و فی روایة) ولسانه الذی ینطق به.

(صحیح البخاری'۵:۲۳۸۵'ح:۶۱۳۷)

جب میں اس بندے کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے ' اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے' اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے' (اور ایک روایت میں ہے) اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے (یعنی ان کے اعضاء میری قدرت کے مظہر اور میری رضا کے پابند ہوتے ہیں)

اس حدیث قدسی سے بارگاہ الٰہی میں محبوباں الٰہی کے قرب و عزت اور امتیازی شان کا

پتہ چلتا ہے یہی وہ شان محبوبیت ہے کہ جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے زیادہ نوازاتا ہے اور اگر وہ کسی کے لئے سفارش کرلیں تو اسے رد نہیں کرتا جب عام بندوں کا یہ حال ہے تو حضور نبی اکرم ﷺ جو سب سے بڑھ کر محبوب خدا ہیں۔ امتیازی شان کی حامل ان کی شفاعت کی عظمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

حق تمہیں فرما چکا ہے اپنا حبیب
اب شفاعت بالمحبت کیجئے

(اعلیٰ حضرتؒ)

شفاعت بالاذن

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے انبیاء کرام اور صالحین و مومنین متقین روز قیامت خطاکاروں اور مجرموں کے گناہوں کی بخشش و مغفرت کیلئے اللہ کے حضور شفاعت کریں گے اور یہ شفاعت کرنا ان کے اس مقام و مرتبے اور عزت و احترام کی وجہ سے ہوگا جو اللہ پاک نے انہیں عطا فرمایا اور جس کی بناء پر انہیں دوسری مخلوق سے بلند فرما کر اپنی بارگاہ کا مقرب بنایا ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مقربان بارگاہ الٰہی کا شفاعت کرنا یہ اللہ پاک کی اجازت اور رضاء و تائید سے ہے۔ اللہ رب العزت کی رضاء اور اذن کے بغیر شفاعت کا عقیدہ گمراہی ہے جبکہ اذن الٰہی سے شفاعت نص سے ثابت شدہ امر ہے اس کا انکار بھی گمراہی ہے اس حوالے سے قرآن حکیم میں متعدد ارشادات باری تعالیٰ ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱- مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ کون ایسا شخص ہے جو اس کے حضور

اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط
(البقرہ ۲:۲۵۵)
اس کے اذن کے بغیر سفارش کر سکے۔

۲- مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّامِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ ط
(یونس ۱۰:۳)
(اس کے حضور) اس کی اجازت کے بعد ہی کوئی سفارش کرنے والا سفارش نہیں کریگا۔

۳- لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًاO
(مریم ۱۹:۸۷)
(اس دن) لوگ شفاعت کے مالک نہ ہوں گے سوائے ان کے جنہوں نے (خدائے) رحمان سے وعدہ (شفاعت) لے لیا ہےO

٤- یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ............
(طٰہٰ ۲۰:۱۰۹)
اس دن سفارش سود مند نہ ہوگی سوائے اس شخص (کی سفارش) کے جسے (خدائے) رحمان نے اذن (و اجازت) دے دی ہے۔

۵- وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ط
(سبا ۳۴:۲۳)
اور اس کے پاس (کسی کی) سفارش کام نہیں آتی بجز اس کے کہ جس کو وہ خود (سفارش کے لئے) اجازت دے۔

ان آیاتِ مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ پاک کی اجازت سے اللہ کے مقرب و صالح بندے شفاعت کریں گے۔ اس لئے یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مقربین اور صالحین کو اللہ کی طرف سے اذن ہو چکا ہے وہ پہلے سے ماذون ہیں قیامت کے دن صرف اذن کلام ہوگا۔

اذن کب کا مل چکا ہے یا حضور!
ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے

انبیاء علیہم السلام کی شفاعت دنیا میں

جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا بارگاہ رب العزت میں شفاعت کرنا حق ہے۔ قرآن حکیم میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اس دنیا میں اپنے امتیوں کی شفاعت فرمائی ذیل میں بعض انبیاء علیہم السلام کا قرآنی تذکرہ ملاحظہ کریں اپنے امتیوں کی شفاعت فرمائی:

ا۔ حضرت نوح علیہ السلام

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ

(نوح ۷۱:۲۸)

اے میرے پروردگار مجھ کو بخش دے اور میرے والدین کو (بھی) اور (ان کو بھی) جو میرے گھر میں ایمان کی ساتھ داخل ہوئے۔ اور تمام ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو (بھی)۔"

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

(ابراہیم ۱۴:۴۱)

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مؤمنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہوگا ۝

سَاَسْتَغْفِرُلَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا○

(مریم ۱۹:۴۷)

میں اب (بھی) اپنے رب سے تمہارے لئے بخشش مانگوں گا بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے (شاید تمہیں ہدایت عطا فرمادے)

اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ............

(ممتحنہ ۶۰:۴)

رہا (ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے مغفرت کا وعدہ یعنی) ابراہیم کا اپنے رب سے کہنا کہ میں آپ کے لئے اللہ سے مغفرت ضرور طلب کروں گا (ایک ایفائے وعدہ کے تحت تھا)......

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○

(ابراہیم ۱۴:۳۶)

پس جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو بیشک تو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ

(اعراف ۷:۱۵۱)

(موسیٰ نے) عرض کیا اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرمادے اور ہمیں اپنی رحمت (کے دامن) میں داخل فرمالے۔

۴۔ حضرت یعقوب علیہ السلام

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(یوسف، ۱۲:۹۸)

(یعقوب نے) فرمایا میں عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے بخشش طلب کروں گا بے شک وہی بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۝

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ

(یوسف، ۱۲:۹۲)

(یوسف نے) فرمایا آج کے دن تم پر کوئی ملامت (اور گرفت) نہیں ہے اللہ تمہیں معاف فرمادے۔

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(المائدہ، ۵:۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے (ہی) بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

۷۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۱- وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا

(اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور اللہ

اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًاO
(النساء ۴:۶۴)

سے معافی مانگتے اور رسول ﷺ بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتےO

۲- وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ
(محمد ۴۷:۱۹)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

۳- فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ....
(آل عمران ۳:۱۵۹)

سو آپ ان سے درگزر فرمایا کریں اور ان کے لئے بخشش مانگا کریں۔

٤- وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللهَ ؕ
(النور ۲۴:۶۲)

اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگیں۔

٥-وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللهَ ؕ
(ممتحنہ ۶۰:۱۲)

اور ان (مسلمان عورتوں) کے لئے اللہ سے بخشش طلب فرمایئے۔

۸۔ صالحین کی شفاعت مومنین کے لیے

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ..................
(حشر ۵۹:۱۰)

اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے قبل ایمان لائے۔

۹۔ فرشتوں کی شفاعت

۱ - اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْاۚ

(المؤمن ۴۰:۷)

اور وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں (سب)اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس پر خود بھی ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔

۲ - یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّاۙۗ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ○

(نباء ۷۸:۳۸)

جس دن جبریل (روح الامین) اور (تمام) فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی لب کشائی نہ کرسکے گا' سوائے اس شخص کے جسے (خدائے) رحمان نے اذن (شفاعت) دے رکھا تھا۔

۳ - وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى..................

(الانبیاء ۲۱:۲۸)

اور وہ (فرشتے اس کے حضور) سفارش بھی نہیں کرتے مگر اس کے لئے (کرتے ہیں) جس سے وہ خوش ہو گیا ہو۔

۴ - فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

پس تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کرلی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں

الْجَحِیْمِO

(مؤمن، ۴۰:۷)

دوزخ کے عذاب سے بچا۔

٥- رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُO

(المؤمن، ۴۰:۸)

(فرشتے التجا کریں گے کہ) اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشگی کی جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا اور ان کو بھی جو ان کے آباو اجداد میں سے اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں۔ بے شک تو بڑا ہی غالب حکمت والا ہے۔

٦- وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُO

(المؤمن، ۴۰:۹)

اور (اے ہمارے پروردگار) ان کو گناہوں (کی شامت) سے بچالے، اور جس کو تو نے اس دن گناہوں (کے وبال) سے بچالیا تو اس پر تو نے (بڑی) مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہےO

قرآن حکیم کی مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندے اس کی بارگاہ میں گناہ گاروں اور خطاکاروں کے لئے شفاعت کرتے ہیں۔ جلیل القدر انبیاء کرام سے لیکر فرشتوں اور صالحین مومنین تک اللہ کے مقربین کو شفاعت کا اذن حاصل ہے جبکہ نافرمان، مردو

بارگاہ الٰہی اور کفار و مشرکین اس نعمت سے محروم رہیں گے۔

نعمتِ شفاعت سے کفار و مشرکیں کی محرومی

قرآن حکیم میں شفاعت کے باب میں جتنی بھی آیات مبارکہ نازل ہوئی ہیں وہ کفار و مشرکین کی شفاعت کی نعمت سے محرومی پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے کسی بھی آیت سے شفاعت کا شرک ہونا ثابت نہیں بلکہ معبودان باطلہ کے حق شفاعت کی نفی کی تصریح ہے، ان قرآنی آیات کے مفہوم پر بنظر غائر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مطلق شفاعت کی نفی کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس کے برعکس کفار و مشرکین کی شفاعت کی نفی دلائل کے ساتھ کی گئی ہے۔

اس ضمن میں چند ارشادات ربانی ملاحظہ فرمایئے:

۱ - وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَO

(البقرہ، ۲:۱۲۳)

اور اس دن سے ڈرو جب کوئی جان کسی دوسری جان کی جگہ کوئی بدلہ نہ دے سکے گی اور نہ اس کی طرف سے (اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے) کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ اس کو (اذن الٰہی کے بغیر) کوئی سفارش ہی فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ (امر الٰہی کے خلاف) انہیں کوئی مدد دی جائے گی۔

سورہ بقرہ میں دوسری جگہ ارشاد ہے:

۲ - وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ

اور نہ اس کی طرف سے (کسی ایسے شخص کی) کوئی سفارش قبول کی جائے

يُنْصَرُوْنَ۝
(البقرہ ۲:۴۸)

گی (جسے اذن الٰہی حاصل نہ ہوگا) اور نہ اس کی طرف سے (جان چھڑانے کے لئے) کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ (امر الٰہی کے خلاف) ان کی امداد کی جاسکے گی۝

۳- فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝
(مدثر ۷۴:۴۸)

اب کسی سفارش کرنے والے کی کوئی سفارش ان کے کام نہ آئے گی۝

٤- فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ.....................
(اعراف ۷:۵۳)

سو کیا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں جو ہمارے لئے سفارش کردیں۝

۵- فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ۝
(شعراء ۲۶:۱۰۰)

سو (آج) نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے۝

٦- لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ.....................
(انعام ۶:۵۱)

ان کے لئے اُس کے سوا نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ (کوئی) سفارشی۔

۷- مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝
(غافر ۴۰:۱۸)

اور (اس دن) ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے۔

۸- وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا.................. (روم'۳۰:۱۳)	اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کے سفارشی نہ ہوں گے۔
۹- وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ.................. (زخرف'۴۳:۸۶)	اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا (اپنا رب سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو سفارش کا (بھی) اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں جو حق کی گواہی دیں۔
۱۰- اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ○ (محمد'۴۷:۱۳)	ہم نے ان کو غارت کر دیا پھر ان کا کوئی (معاون و) مددگار نہ ہوا○
۱۱- فَمَالَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ○ (طارق'۸۶:۱۰)	پھر انسان کے پاس نہ (خود) کوئی قوت ہو گی اور نہ کوئی (اس کا) مددگار ہو گا۔
۱۲- وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ○ (آل عمران'۳:۲۲)	اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا○
۱۳- فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمَالَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ○ (آل عمران'۳:۵۶)	انہیں دنیا اور آخرت (دونوں میں) سخت عذاب دوں گا' اور ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا○
۱۴- اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ	انہی (کافر) لوگوں کے لئے دردناک

وَّمَالَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَO (آل عمران ۳:۹۱)	عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگاO
۱۵- فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ O (نحل ۱۶:۳۷)	بے شک اللہ جسے (خود) گمراہ کردیتا ہے اسے ہدایت نہیں فرماتا اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوتاO
۱۶- وَمَاْ وٰكُمُ النَّارُ وَمَالَكُمْ مِنْ نّٰصِرِيْنَO (عنکبوت ۲۹:۲۵)	اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی معاون (ومددگار) نہ ہوگاO
۱۷- وَمَالَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَO (جاثیہ ۴۵:۳۴)	اور تمہارا کوئی مددگار نہیںO
۱۸- وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍO (آل عمران ۳:۱۹۲)	اور ظالموں کے لئے کوئی بھی مددگار نہیں ہےO
۱۹- وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍO (مائدہ ۵:۷۲)	اور ظالموں کے لئے کوئی بھی مددگار نہیںO
۲۰- وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍO (توبہ ۹:۷۴)	اور ان کے لئے زمین میں نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگارO
۲۱- وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍO (حج ۲۲:۷۱)	اور (قیامت کے دن) ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگاO

۲۲- فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍO (فاطر ۳۵:۳۷)	ظالموں کا کوئی مددگار نہیںo
۲۳-وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًاO (نساء ۴:۱۴۵)	اور آپ ان کے لئے ہر گز کوئی مددگار نہ پائیں گےo
۲۴-وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًاO (احزاب ۳۳:۱۷)	اور (ان منافقوں کو خبردار کیجئے کہ) وہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ پائیں گےo
۲۵- ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًاO (فتح ۴۸:۲۲)	پھر نہ وہ کسی کو دوست پاتے نہ مددگارo

گزشتہ صفحات میں تصور شفاعت کی وضاحت کرتے ہوئے ہم نے چند بنیادی باتوں پر روشنی ڈالی جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ گناہوں کی بخشش و مغفرت کیلئے اللہ کے کسی نیک، صالح اور مقرب بندے کا اس کی بارگاہ میں سفارش کرنا نص قطعی سے ثابت ہے۔

۲۔ شفاعت اس دنیا میں بھی جائز ہے اور روز قیامت بھی جب لوگ شدید تکلیف میں ہوں گے اس دن بھی شفاعت ہو گی۔

۳۔ جملہ انبیاء اور صالحین ومؤمنین ماذون، شفاعت کریں گے۔

۴۔ شفاعت کبریٰ کے بلند مقام پر ہمارے آقا و مولا محبوب خدا حضور نبی اکرم ﷺ فائز ہوں گے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ کی بارگاہ میں جملہ مخلوقات سے بڑھ کر مقام و مرتبہ اور عزت و فضیلت حاصل ہے۔ آپ ﷺ کی شفاعت ہی

سے حساب کتاب شروع ہوگا اور امتِ عاصی کے گناہوں کو بخشا جائے گا۔ آپ ﷺ کسی کے عذاب میں تخفیف، کسی سے عذاب کا اسقاط اور کسی کے درجات میں بلندی کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ جنت میں داخلے کا پروانہ بھی آپ ﷺ ہی کی شفاعت سے روبہ عمل آئے گا۔

آئندہ صفحات میں دنیا و آخرت میں شفاعت کی معنویت اور اس کی اقسام پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔

باب دوم

شفاعت کا معنیٰ و مفہوم
اور شفاعت کی اقسام

فصل اوّل

شفاعت کا معنی و مفہوم

شفاعت کا مادۂ اشتقاق اور اس کا مفہوم

قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مسئلۂ شفاعت پر شرح و بسط سے اظہارِ خیال کرنے سے پہلے لفظِ شفاعت کا معنی و مفہوم سمجھنا ضروری ہے تاکہ تصورِ شفاعت کو سمجھنے میں آسانی رہے۔ لفظِ شفاعت "شفع" سے مشتق ہے۔

لفظ شفع کا مفہوم بیان کرتے ہوئے امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں:

الشفع ضم الشئ الی مثله
(المفردات فی غریب القرآن: ۲۶۳)

کسی ایک چیز کو اس جیسی دوسری چیز کے ساتھ ملانے کو شفع کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں شفع کا لفظ جوڑے اور "وتر" کا لفظ طاق کے لیے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝
(الفجر، ۸۹: ۳)

جفت اور طاق کی قسم ۝

لفظِ شفع کے معنوی اطلاقات

شفع کا یہ مفہوم کئی تصورات کو واضح کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ نے لفظ شفع کی شرح میں اس کے مختلف اطلاقات رقم کئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس کے متضاد لفظ وتر کا مفہوم بھی بیان کیا ہے۔

ہم ان میں سے یہاں صرف دو کا ذکر کریں گے۔

۱- قیل الشفع المخلوقات من حیث انها مرکبات' (المفردات'۲۶۴)	تمام مخلوقات پر بھی شفع کا لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ تمام مخلوقات مرکب ہیں (یعنی کم از کم دو پر مشتمل ہیں۔)

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ... (الذاریات'۴۹:۵۱)	اور ہم نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کیا۔

اس کے مقابلے میں طاق (فرد تنہا) ذات باری تعالیٰ ہے جو کہ ہر اعتبار سے وحدت کی حامل ہے اور وہ ایسی وحدت ہے جس پر کسی اعتبار سے جوڑے کا تصور قائم نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) یوم النحر:۔ اسی طرح یوم نحر (قربانی کے دن) پر بھی شفع کا اطلاق ہوتا ہے۔ کیونکہ قربانی کے ایام تین ہیں یعنی پہلے دن کے بعد متصلاً اسی طرح کے مزید دو دن ہوتے ہیں۔ اور اس کے مقابلے میں یوم عرفہ (حج) وتر ہے۔ کیونکہ وہ ایک معین دن ہے۔ اور اس کے بعد کوئی دوسرا دن ایسا نہیں جس کو یوم عرفہ میں شمار کیا جائے۔

ان دو مذکورہ بالا استعمالات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شفع کے لئے زوج اور جوڑے کا تصور لازم ہے۔ کیونکہ ایک چیز کو اس جیسی دوسری چیز کے ساتھ ملانے کو شفع کہتے ہیں اور اس کو ملانے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم دو چیزیں ہوں جنہیں ملایا جائے۔ امام راغب اصفہانیؒ کے بیان کردہ استعمالات بھی اس پر شاہد عادل ہیں۔

مفہوم شفاعت

اس بات کی وضاحت کے بعد کہ لفظ شفع میں ایک چیز کو اس جیسی دوسری

چیز کے ساتھ ملانے کا مفہوم پایا جاتا ہے 'شفاعت کا مفہوم بھی بالکل واضح ہو جاتا ہے کیونکہ لفظ شفع 'لفظ "شفاعت" کے لیے اصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس میں شفع کے مفہوم کے ساتھ ساتھ قدرے زیادتی کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔

امام راغب اصفہانیؒ شفاعت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

والشفاعة الا نضمام إلى آخر ناصرا له وسائلاً عنه (المفردات: ۲۶۳)	کسی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح ملالیناکہ دوسری چیز اس کی مدد کرے اور پہلی اس سے سوال کرے یہی شفاعت ہے۔

لفظ شفیع میں تو مطلقاً ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانے کا ذکر تھا۔ لیکن اس میں ایک کا دوسرے کی مدد و نصرت کرنے اور دوسرے کے سائل و ملتجی ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

لفظِ شفاعت کا استعمال

امام راغب اصفہانیؒ اس کی تصریح ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

و اکثرما یستعمل فی انضمام من هو اعلیٰ حرمة و مرتبة الی من هو أدنیٰ . (المفردات فی غریب القران: ۲۶۳)	اور لفظ شفاعت کو اکثر مرتبہ و مقام میں بلند درجے کی چیز کے ساتھ ملانے میں استعمال کیا جاتا ہے یعنی ایک کمزور ہو دوسرا طاقتور 'ایک ادنیٰ ہو دوسرا اعلیٰ۔

ان کو آپس میں اس طرح ملادیناکہ کم حیثیت والا زیادہ حیثیت والے سے التجا وسوال کرنے والا بن جائے اور زیادہ حیثیت والا کم کی مدد کرنے والا ہو جائے۔

تصورِ شفعہ

یہاں یہ چیز قابل ذکر ہے کہ لفظ "شفعہ" بھی "شفع" سے نکلا ہے۔ اس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

الشفعة: هو طلب مبيع في شركته بما بيع به ليضمه الى ملكه و هو من الشفع' (المفردات: ۲۶۳)	شفعہ سے مراد فروخت شدہ چیز کو اپنی شرکت کی بنا پر طلب کرنا تاکہ وہ اس کی مِلک میں شامل ہو جائے اور یہ شفع سے ہے۔

تو گویا شفعہ میں بھی ملانے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ شفاعت اور شفع میں تھا۔ شفعہ کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں ہم شفع کے درجات بیان کرتے ہیں۔

شفعہ کے تین درجات

عام کتب فقہ میں شفعہ کے تین درجات بیان کئے گئے ہیں۔

ا۔ نفسِ بیع میں شرکت

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کو فروخت کرنا جس میں کوئی دوسرا آدمی بھی شریک ہو۔ اگر ایک حصہ دار اپنے حصے کی چیز بیچ دے تو دوسرے حصہ دار کو حق حاصل ہے کہ عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ وہ اس چیز کو خریدنے کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے اس لئے یہ چیز اس کو دلوائی جائے۔

۲۔ حقِ مبیع میں شرکت

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کے ساتھ کسی چیز میں

اس طرح کی شراکت تو نہیں رکھتا کہ وہ اس کا حصہ دار ہو لیکن اس آدمی کی زمین اور وہ آدمی جس نے کوئی جائیداد فروخت کی ہو دونوں کے کھیتوں کو ایک نالہ سے سیراب کیا جاتا ہو۔ اور دونوں کے کھیتوں کو جانے والا راستہ بھی ایک ہو۔

۳۔ محض پڑوسی

ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں شریک نہیں بلکہ محض اس کے پڑوس میں رہنے والا ہے۔ مندرجہ بالا تینوں درجات میں حق شفعہ پہلے درجے میں سب سے زیادہ قوی و مضبوط ہے، دوسرے میں اس سے کم اور تیسرے میں سب سے کم۔

شفعہ اور حقِ قربت

شفعہ کے بیان کردہ اس مفہوم سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ! تعلق اور صحبت کا اعتبار کرتے ہوئے زیادہ قربت والے کا حق تسلیم کرتا ہے اور ان کے قریب رہنے والوں کو کم تعلق رکھنے والوں پر ترجیح دیتا ہے۔ جو جتنا زیادہ قریب ہو گا اس کا شفعہ اتنا ہی زیادہ مضبوط ہو گا، اس کی بنیاد فقط قرابت پر ہے۔

حضور ﷺ جان سے زیادہ قریب ہیں

دنیا کی ساری قرابتیں ایک طرف اور امت کے ساتھ حضور ﷺ کی قرابت دوسری طرف۔ ساری دنیا کی قرابتیں مل کر بھی قرابت مصطفے ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ نبی (ﷺ) ایمان والوں کو ان کی

اَنْفُسِهِمْ (اپنی) جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (الاحزاب ۳۳:۶)

کسی کا قرب مکان و دیوار تک محدود ہے' کسی کی شراکت ہے اور کسی کے ساتھ خون کا رشتہ و تعلق ہے۔ لوگوں میں قرابت کی آخری انتہا خون کا تعلق ہے۔ اور کسی کے ساتھ اس سے بڑھ کر قرابت کا کوئی اور تصور نہیں' یہ تو دوسروں کے ساتھ قرابت کا مقابلہ تھا خود بندے کا اپنی جان کے ساتھ جو قرابت اور تعلق ہے اس سے بڑھ کر قرابت کا تصور ساری کائنات میں نہیں۔

خون اور جان دونوں کی قرابتوں کا موازنہ کریں تو جان کی قرابت بڑھ کر ہے اس لئے کہ خون نکل جائے تو آدمی کسی حد تک زندہ رہ سکتا ہے۔ کسی کی جان بچانے کے لئے اگر خون کا عطیہ دینے والا ایک بوتل خون دے تو اس کی کمی خوراک سے خود بخود کچھ عرصہ گزرنے کے بعد پوری ہو جائے گی مگر جان کی بات ہی اور ہے' جان نکل جائے تو بندہ کی روح قفسِ عنصری سے آزاد ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی تو نام ہی جان کا ہے اور کسی نے سچ کہا ہے۔ ع

جان ہے تو جہاں ہے

جب جان ہی نہ رہی تو زندگی کیسی؟ معلوم ہوا کہ جان سے بڑھ کر قرابت کا کوئی تصور عالم امکان میں نہیں۔ مگر قربان جائیں آقا ﷺ کی عظمتوں اور شفقتوں پر کہ جہاں ہر طرح کی قرابتوں کی انتہا ہے وہاں سے قرابت مصطفے ﷺ کی ابتداء ہے مذکورہ صدر آیت کریمہ میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔

حضور ﷺ کا حق' جان پر مقدم ہے

ہم اس دنیا میں جس قدر محنت و کوشش کرتے ہیں جان کے لئے کرتے ہیں'

اگر جان کو سکھ نہ ملے تو آدمی دنیا میں مصیبت کیوں اٹھائے۔ انسان اپنی جان کی خاطر اپنا مال و متاع اور سب کچھ قربان کر سکتا ہے مگر قرآن کا حکم یہ ہے کہ آقا ﷺ کا حق جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی قرابت کا عالم تو یہ ہے کہ اس پر کروڑوں جانیں بھی قربان کر دی جائیں تو بھی کم ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت)

حضور ﷺ کی شفاعت گنہگاروں کیلئے

شفعہ کے ضمن میں یہ سمجھنا ضروری تھا کہ شفعہ سودے کے بعد ہوتا ہے۔ اگر کسی نے ابھی تک مکان کا سودا بھی نہیں کیا اور کوئی دعویٰ کر دے تو عدالت دعویٰ خارج کر دے گی۔ اسی طرح جب کسی کو روز محشر دوزخ کا پروانہ نہ دیا جائے تب تک اس کی شفاعت کیسے ہو سکتی ہے۔ شفاعت تو منتظر ہو گی کہ عدالت الٰہیہ سے کسی کے جہنمی ہونے کا فیصلہ صادر ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق شفاعت کے ساتھ آگے بڑھ کر عرض کریں باری تعالیٰ! تیری عدالت نے میرے گناہگار امتی کے جہنمی ہونے کا فیصلہ دے دیا مانا کہ تیرا فیصلہ حق اور عدل پر مبنی ہے مگر میرے مولیٰ! میرے حق شفاعت کے طفیل، جو کہ فضل پر مبنی ہے میرے اس امتی کو بخش دے۔

تصورِ شفعہ: تائیدِ شفاعت

شفعہ کے مذکورہ بالا تصور کو سمجھنے کے بعد یہ چیز بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جب شریعتِ اسلامیہ میں حقِ شفعہ مسلم ہے اور اس میں انکار کی گنجائش نہیں تو اسلام

میں شفاعت کاانکار کیسے ممکن ہے۔ پھر شفعہ اور شفاعت میں کئی امور مشترک ہیں۔

۱۔ ایک آدمی حق شفعہ رکھتے ہوئے اگر اپنا حق باطل کرے کہ میں اپنا یہ حق نہیں لوں گا تو اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح شفاعت کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شفاعتی یوم القیمة حق فمن لم یومن بها لم یکن من اهلها
(کنز العمال، ۱۴: ۳۹۹، ح: ۳۹۰۵۹)

میری شفاعت قیامت کے روز حق ہے پس جو کوئی اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کا اہل نہ ہو گا۔

کیونکہ وہ ایمان نہ لا کر خود اپنے حق سے دستبردار ہو رہا ہے۔

۲۔ جیسے شفعہ میں قریب والے کو حق شفعہ دیا جاتا ہے اور دور والا اس حق سے محروم رہتا ہے بالکل اسی طرح شفاعت کے باب میں بھی وہ جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کے قریب ہیں یعنی ان نیکوں کو چاہنے والے، ان سے محبت کرنے والے اور ان کے گستاخ نہ ہوں انہیں ترجیح دی جائے گی اور جو دور ہیں منکر، بے ادب و گستاخ ہونے کی بنیاد پر وہ شفاعت سے محروم رہیں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝
(المدثر، ۷۴: ۴۸)

ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہ دے گی ۝

گویا اللہ تعالیٰ منکرین و کفار کو جتلا رہا ہے کہ ایک طرف تو تم میرے محبوب و مقرب بندوں سے دور ہو، ان کے کہنے میں نہیں اور پھر یہ کہ سمجھو تمہیں شفاعت کا حق بھی ملے۔ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ روز قیامت شفاعت کرنے والے بھی ہونگے اور ان کی شفاعت قبول بھی ہو گی لیکن مجرموں کو ان کی شفاعت نفع

نہ دے گی۔

۳۔ جس طرح حق شفعہ میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ شخص متقی ہے یا فاسق و گناہگار بلکہ فقط قرابت کو دیکھا جاتا ہے اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت بھی گناہگاروں، مجرموں سب کو حاصل ہوگی اور ان کے عمل کو نہیں دیکھا جائیگا کہ بلکہ فقط قرابت ایمان کا لحاظ کیا جائے گا لہٰذا جو بھی نعمت ایمان کی بدولت قرابت مصطفےٰ ﷺ میں آچکا وہ مستحق شفاعت ہوگا۔ اس بات کی خبر ہمیں ذیل کی حدیث نبوی ﷺ سے بھی ملتی ہے:

عن جابر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول إن شفاعتي لاهل الكبائر من امتي.

(ابن ماجہ، ۲:۱۴۴۱، ح:۴۳۱۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تمام گناہگار، فاسق و فاجر جو صاحب ایمان ہوں گے شفاعت مصطفےٰ ﷺ کے مستحق ہوں گے۔

فصل دوم

شفاعت کی اقسام

شفاعت کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔

۱۔ شفاعت فی الدنیا

۲۔ شفاعت فی الاخرۃ

۱۔ شفاعت فی الدنیا

اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں کسی کی شفاعت کی جائے جسے ہم عرفِ عام میں "سفارش" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ چیز درست ہے اور قرآن حکیم سے نصِ قطعی کے طور پر ثابت ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ جہالت کی بنا پر کہتے ہیں کہ سفارش کا اسلام میں کوئی وجود نہیں' اس دنیا میں نہ آخرت میں اور جو لوگ سفارش کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں ان کی اس غلط فہمی کی بنیاد اس امر پر ہے کہ ہمارے اس دور میں اکثر و بیشتر سفارش غلط مقاصد اور ناجائز کاموں کے لئے ہوتی ہے۔ بڑے لوگ ڈاکوؤں' سمگلروں وغیرہ کی سفارش کرتے ہیں۔ نظام کی اس خرابی کے سبب لوگوں کے اذہان میں یہ غلط تصور جڑ پکڑ گیا ہے کہ شاید سفارش کرنا فی نفسہ ناجائز عمل ہے اور اسلام جیسے عادلانہ نظام میں اس شفاعت یا سفارش کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دنیا کے اس غلط نظام کو دیکھ کر انہوں نے بزعم خویش یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ اس کا اطلاق قیامت کے دن پر بھی ہو گا اور وہاں کوئی

سفارش وغیرہ نہیں ہوگی کیونکہ وہاں توعدل کی کارفرمائی ہوگی اور ہر ایک کو اس کے عمل کی پوری پوری جزاءوسزا ملے گی۔

یہ تصور محض غلط فہمی پر مبنی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ قرآن حکیم نے دنیا اور آخرت دونوں میں شفاعت کا ذکر کیا ہے اور اس کا حق وصائب ہونا بیان فرمایا ہے۔ شفاعت فی الدنیا کا ذکر قرآن حکیم میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ○ (النساء، ۴:۸۵)	جو شخص کوئی نیک سفارش کرے تو اس کے لئے (اس کے ثواب) سے حصہ (مقرر) ہے اور جو شخص کوئی بری سفارش کرے اس کے لئے (اس کے عذاب سے) حصہ مقرر ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شفاعت یا سفارش دنیا میں جائز بھی ہے اور ناجائز بھی، یہ چیز بھی معلوم ہو گئی کہ دنیا میں اچھی سفارش پر اچھا اجر ملے گا جبکہ غلط اور بری سفارش کرنے پر اس قدر سزا بھی ملے گی۔

لہٰذا مذکورہ بالا غلط فہمی کا ازالہ اس آیتِ قرآنی سے بخوبی ہو جاتا ہے جبکہ معترضین کا اس پر اعتراض اس کے غلط استعمال کی وجہ سے تھا، قرآن نے دونوں چیزوں کو جدا جدا بیان فرمادیا ہے اس لئے غلط سفارش کی بنا پر درست سفارش کا انکار عدل کے منافی ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے اپنی امت کی بخشش و مغفرت کیلئے بارگاہ خداوند کریم میں جس طرح سفارش فرمائی اس کا ذکر باب اول کے فصل دوم میں

تفصیل سے ہو چکا ہے۔

۲۔ شفاعت فی الاخرۃ

جس طرح دنیا میں شفاعت جائز ہے اس طرح آخرت میں بھی جائز ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔

الف۔ شفاعت کبریٰ		ب۔ شفاعت صغریٰ

اول الذکر شفاعت کبریٰ حضور ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ ہی خاص ہے۔ اس کا بیان اس آیۂ کریمہ میں ہے۔

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○	عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود (مقام شفاعت عظمٰی) پر فائز فرمائے گا○
(بنی اسرائیل، ۱۷:۷۹)	

مقامِ محمود وہ مقام ہے جہاں آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور اللہ اور اس کی جملہ مخلوق آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہو گی۔ اللہ اللہ! کیا رفیع الشان مقام ہو گا جب شان محمدیت کا پورا پورا ظہور ہو گا اور جہاں جملہ اولیں و آخرین بمع خالق کائنات کے ثنائے محمد ﷺ کر رہے ہوں گے (اللھم ارزقنا شفاعته یوم القیامة)

مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے

قرآن حکیم میں بیان کردہ مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہی ہے، اس پر حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ اور مفسرین کرام کی بہت ساری تصریحات شاہدِ عادل ہیں۔

۱- عن ابن عمر یقول ان		حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بے

الناس يصيرون يوم القيامة جثىً كل امة تتبع نبيها يقولون يا فلان اشفع يا فلان اشفع حتى تنتهى الشفاعة الى النبي ﷺ فذالك يوم يبعثه الله المقام المحمود.

(صحیح البخاری، ۲:۶۸۶)

شک لوگ روز قیامت چلیں گے، ہر امت اپنے نبی کو تلاش کرے گی، وہ کہہ رہے ہونگے اے فلاں تو ہماری شفاعت کر، اے فلاں تو ہماری شفاعت کر یہاں تک کہ شفاعت کی انتہاء نبی مکرم ﷺ پر ہوگی پس یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو مقام محمود عطا کرے گا۔

فائدہ:۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ شفاعت کی غایت اولیٰ اور انتہا حضور علیہ السلام کی ذات گرامی پر ہوگی یعنی اس سے بڑھ کر کوئی اور شفاعت نہ ہوگی یہی شفاعت کبریٰ ہے۔

۲- عن ابی هريرة قال، قال رسول الله ﷺ فی قوله عَسىٰ ان يبعثك ربك مقاماً محموداً وسئل عنها قال هی الشفاعة

(جامع ترمذی، ۲:۱۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک عسى ان يبعثك ربك مقاما محموداً کے بارے فرمایا۔ یا اس کے بارے آپ سے سوال کیا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شفاعت ہے۔

امام ترمذیؒ کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے مقام محمود کے حوالے سے دیگر ائمہ احادیث نے جو روایات نقل کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند جلد ۳ ص ۴۵۶ پر حضرت کعب بن مالک سے روایت کیا۔
۲۔ اسی کو ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر طبری میں '۱۵:۹۷ اور ۹۹ پر روایت کیا۔
۳۔ امام حاکمؒ نے '۲:۳۶۳ پر اس کو شرطِ شیخین پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ذہبیؒ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔
۴۔ حافظ الہیثمیؒ نے مجمع الزوائد '۱۰:۳۷۷ پر اس کے رجال کو صحیح قرار دیا ہے۔

۳۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا كان يوم القيامة مدالله الارض مد الاديم حتى لا يكون لبشر من الناس إلا موضع قدميه فاكون اول من يدعى و جبريل عن يمين الرحمن تبارك و تعالى والله مارآه قبلها فاقول: أى رب! إن هذا اخبرنى أنك ارسلتهٔ إلى ! فيقول الله عز وجل: صدق ثم اشفع فاقول يارب! عبادك عبدوك فى اطراف الارض و هو المقام المحمود.

(کنز العمال '۱۴:۴۰۷' ح: ۳۹۰۹۴)

جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سطح زمین کو اتنا کم کردے گا کہ آدمی کے لئے فقط اپنے پاؤں رکھنے کے لئے جگہ باقی رہے گی۔ سو میں پہلا آدمی ہونگا جس کو بلایا جائے گا اور جبریل امین اللہ کے دائیں طرف ہونگے۔ اللہ کی قسم میں نے جبریل کو ایسی حالت میں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پس میں کہوں گا اے میرے رب! یہ ہے وہ جس نے مجھے خبر دی کہ تو نے اس کو میری طرف بھیجا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس نے سچا کہا۔ پھر میں شفاعت کروں گا عرض کروں گا اے میرے رب تیرے بندے زمین کی ہر جگہ تیری عبادت کرتے تھے اور وہ مقام (جہاں

کھڑا ہو کر میں شفاعت کرونگا) مقام محمود ہو گا۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان یقیمك ربك مقاما محمودا مقام الشفاعة محمودا یحمدك الاولون والآخرون.
(تنویر المقباس من تفسیر بن عباس: ۲۴۰)

آپ ﷺ کے رب کا آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرنا مقام شفاعت ہے جس جگہ اولین و آخرین آپ کے لئے محوِ ثناء ہوں گے۔

۵۔ امام خازن فرماتے ہیں:

والمقام المحمود هو مقام الشفاعة لانه یحمده فیه الاولون والآخرون.
(تفسیر خازن مع مدارک، ۲:۱۷۵)

اور مقام محمود ہی مقام شفاعت ہے کیونکہ اس مقام پر اوّلین و آخرین آپ ﷺ کی تعریف کریں گے۔

۶۔ امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

یحمدك فیه الاولون والآخرون و هو مقام الشفاعة.
(جلالین: ۲۹۰)

مقام محمود وہ مقام ہے جس جگہ اولین و آخرین آپ کی حمد کریں گے اور وہ مقام شفاعت ہو گا۔

مذکورہ بالا تمام تصریحات سے ثابت ہوا کہ مقام محمود مقام شفاعت ہی ہے۔

شفاعت کبریٰ اور نص قرآنی

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ وَ فَتَرْضىٰ ﴿﴾ (الضحیٰ ۹۳:۵)	اور آپ کا رب عنقریب آپ کو اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے o

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی تمام حدوں کو اٹھا دیا' فقط ایک حد باقی رکھی اور وہ ہے رضائے مصطفےٰ ﷺ کہ جب حبیب راضی ہوگا اس وقت تک شفاعت کو قبول کرتا رہوں گا۔ اور آپ کے امتیوں کو جہنم سے نکال کر' جنت میں داخل کرتا رہونگا۔ ؎

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل ارشادات بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔

۱۔ ایک دفعہ حضور ﷺ اپنی امت کے حق میں دعا کر کے گریہ زاری کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بارگاہ مصطفوی ﷺ میں بھیجا کہ جاکر میرے محبوب سے پوچھ کہ ان کو کون سی چیز مائل بہ گریہ کر رہی ہے۔ جبریل امین حاضر ہوئے اور پوچھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بتایا کہ وہ اپنی امت کے لئے آنسو بہا رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جبریل امین سے فرمایا: اے جبریل! میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دے:

انا سنرضيك فى امتك ولا نسوك. (صحیح مسلم، کتاب الایمان باب دعا النبی	بے شک ہم آپ کو آپ کی امت کے حق میں عنقریب راضی کر دیں گے اور آپ کو اس بارے رسوا نہیں

کریں گے۔ ﷺ لامتہ ا:ح'۳۴۶:)

۲۔ حضور ﷺ روز قیامت شفاعت فرماتے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ندا فرمائے گا۔ اے محمد ﷺ کیا تو راضی ہو گیا۔ اس پر حضور ﷺ جواب دیں گے۔

نعم رضیت ہاں میں راضی ہو گیا۔

(کنز العمال، ۱۴: ۶۳۷)

(ح: ۳۹۷۵۸)

۳۔ امام خازنؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال ابن عباس هی الشفاعة فی امته حتی یرضیٰ

(خازن مع مدارک، ۴: ۳۸۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد آپ ﷺ کا امت کے حق میں شفاعت کرنا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ راضی ہو جائیں گے۔

۴۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا واللہ لا ارضی وواحد من امتی فی النار.

(قرطبی، ۲۰: ۹۴)

خدا کی قسم اس وقت تک میں راضی نہ ہونگا جب تک میرا ایک امتی بھی آگ میں ہو۔

اس سے بڑھ کر شفاعت کا تصور کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ یہی شفاعت کبریٰ ہے کیونکہ اس شفاعت کی انتہاء کی واحد صورت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی رضا رکھی ہے۔

قرآن حکیم میں اس کے علاوہ اور بھی کئی مقامات ہیں جن سے صراحتہً یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ محبوبیت و مقربیت کے اس بلند مقام پر فائز ہیں کہ حضور ﷺ کے دل میں جو بھی خواہش پیدا ہو گی اللہ تعالیٰ فوراً اس کو پورا فرما دے گا۔

ایک ایمان افروز حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال حدثنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیامة ماج الناس بعضهم فی بعض فیاتون آدم فیقولون اشفع لنا إلی ربك فیقول لست لها ولکن علیکم بابراهیم فانه خلیل الرحمن فیاتون ابراهیم فیقول لست لها ولکن علیکم بموسیٰ فانه کلیم الله فیاتون موسیٰ فیقول لست لها ولکن علیکم بعیسیٰ فانه روح الله وکلمته فیاتون عیسیٰ فیقول لست لها. ولکن علیکم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فیاتونی فاقول أنالها فاستاذن علی ربی فیوذن لی ویلهمنی محامد احمده بها لا تحضرنی الآن

کہ ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاتے ہوئے فرمایا: قیامت کے روز لوگ دریا کی موجوں کی مانند بے قرار ہونگے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے کہ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے، وہ فرمائیں گے میں اس کام کے لائق نہیں ہوں تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ! کیونکہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پس وہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے جس پر وہ فرمائیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں تم حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں پس وہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی خدمت میں جائیں گے وہ فرمائیں گے کہ میں

فاحمده بتلك المحامد واخرله
ساجدا فيقال يا محمد ارفع
راسك وقل يسمع لك و سل
تعط واشفع تشفع فاقول يا
رب امتی، امتی فيقال انطلق
فاخرج منها من كان فی قلبه
مثقال شعيرة من ايمان
فانطلق فافعل ثم اعود فاحمده
بتلك المحامد ثم اخرله
ساجداً فيقال يا محمد ارفع
راسك و قل يسمع لك وسل
تعط واشفع تشفع فاقول يا
رب امتی، امتی فيقال انطلق
فاخرج منها من كان فی قلبه
مثقال ذرة أوخردلة من ايمان
فانطلق فافعل ثم اعودفاحمده
ساجداً فيقال يا محمد ارفع
راسك وقل يسمع لك وسل
تعط واشفع تشفع فاقول يا

اس کام کا اہل نہیں ہوں لیکن تم
حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔
کیونکہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔
پس وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس
جائیں گے وہ فرمائیں گے میں اس
قابل نہیں مگر تم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جاؤ پس وہ میرے پاس حاضر
ہو جائیں گے تو میں کہوں گا کہ ہاں
......!یہ تو میرا کام ہے۔ پس میں اپنے
رب سے اجازت طلب کروں گا تو
مجھے اجازت مل جائے گی اور مجھے ایسے
حمدیہ کلمات الہام کئے جائیں گے جن
کے ساتھ میں اللہ کی حمد و ثنا کرونگا وہ
اب مجھے مستحضر نہیں ہیں۔ پس میں
ان محامد سے اس کی تعریف و توصیف
بیان کرونگا اور اس کے حضور سجدہ ریز
ہو جاؤں گا پس مجھے کہا جائے گا کہ اے
محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی
جائے گی، مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور
شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول

رب! امتی! امتی! فیقول انطلق فاخرج من کان فی قلبه أدنی ، ادنیٰ مثقال حبة من خردل من ایمان فاخرجه من النار فانطلق فافعل ثم اعود الرابعة فاحمده بتلك (المحامد) ثم اخرله ساجداً فیقال یا محمد ارفع راسك وقل یسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول یا رب ائذن لی فیمن قال لا اله الا الله فیقول و عزتی و جلالی وکبریائی وعظمتی لاخرجن منها من قال لا اله الا الله۔

کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت، میری امت پس فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور جہنم سے اسے نکالو جس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو پس میں جا کر یہی کرونگا۔ پھر واپس آ کر ان محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثنا بیان کرونگا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا پس کہا جائے گا کہ اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائیگی، مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کرونگا اے میرے رب! میری امت، میری امت! پس فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور جہنم سے اسے بھی نکال لو جس کے دل میں ذرے کے برابر یا رائی کے برابر بھی ایمان ہو۔ پس میں جا کر ایسے ہی کرونگا پھر واپس آ کر انہی محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثناء بیان کروں گا اور پھر اس کے

۱۔ صحیح البخاری، کتاب بدالخلق باب قول اللہ تعالیٰ انار سلنانو حاالی قومہ، ۱:۴۷۰

۲۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورہ البقرہ، باب وعلم الآدم اسماء کلھا، ۲:۶۴۲

۳۔ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۲:۹۷۱

۴۔ صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی، ۲:۱۱۰۲

۵۔ صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرہ، ۲:۱۱۰۸

۶۔ صحیح البخاری کتاب التوحید، باب کلام الرب مع الانبیاء وغیرہم، ۲:۱۱۱۸۔۱۱۱۹

۷۔ صحیح مسلم، باب اثبات الشفاعۃ، ۱:۱۰۸۔۱۰۹

۸۔ جامع الترمذی، ابوب الزھد، باب ماجاء فی الشفاعۃ، ۲:۶۶

حضور سجدے میں چلا جاؤں گا پس فرمایا جائے گا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی، مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کرونگا اے رب میری امت، میری امت۔ پس فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور اسے بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی بہت ہی کم ایمان ہو۔ پس میں خود جاؤں گا اور جاکر ایسا ہی کروں گا............ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں چوتھی دفعہ واپس لوٹوں گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرونگا پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس اللہ فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی میں عرض کرونگا اے رب! مجھے

ان کی (شفاعت کی) اجازت بھی
دیجئے جنہوں نے لا الا اللہ کہا ہے پس
وہ فرمائے گا مجھے اپنی عزت و جلال اور
اپنی کبریائی و عظمت کی قسم میں انہیں
ضرور دوزخ سے نکال دوں گا۔
جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔

صحاح ستہ کے علاوہ کی دیگر معتبر کتب احادیث میں بھی ائمہ حدیث نے شفاعت کبریٰ کے حوالے سے درجنوں روایات اجل صحابہ کرام ﷺ سے نقل کی ہیں' چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

۹۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند' ۱: ۴ پر سیدنا ابو بکر الصدیق ﷺ سے روایت کیا۔
۱۰۔ پھر اسی جلد میں صفحہ ۲۸۱ پر سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت کیا۔
۱۱۔ پھر ۲: ۴۳۵ پر سیدنا ابو ھریرۃ ﷺ سے روایت کیا۔
۱۲۔ پھر ۳: ۱۱۶ پر حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت کیا۔
۱۳۔ پھر ۳: ۲۴۴ پر انہی سے روایت کیا۔
۱۴۔ پھر ۳: ۲۴۷ پر بھی انہی ﷺ سے روایت کیا۔
۱۵۔ امام دارمی نے اپنی سنن ۲: ۲۳۴ پر حضرت عقبہ بن عامر الجہنی سے روایت کیا۔
۱۶۔ مسند ابو عوانہ' ۱: ۱۷۱
۱۷۔ مسند ابو عوانہ' ۱: ۱۷۴۔ ۱۷۵
۱۸۔ مسند ابو عوانہ' ۱: ۱۸۳۔ ۱۸۴
۱۹۔ موارد الظمان' ۶۴۲
۲۰۔ مسند ابو داؤد الطیالسی' جزء الثامن' ۲۶۸ح: ۲۰۱۰
۲۱۔ شعب الایمان للبیہقی' ۱' ح: ۳۰۸

☆ امام حاکم نے ۴/ ۵۸۹ پر اس حدیث پاک کو شرط شیخین پر صحیح قرار دیا ہے۔
☆ حافظ الہیثمی نے مجمع الزوائد' ۱۰: ۳۷۵ پر اس کے تمام رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں شفاعتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کے متعلق انتہائی جامع اور مفصل ذکر ہے۔ جس میں عظمت و شفاعتِ نبی ﷺ کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

ہم ذیل میں شفاعتِ کبریٰ کے بارے میں چیدہ چیدہ نکات ترتیب سے بیان کریں گے۔

پہلا نکتہ

انبیاء نے براہ راست اللہ کی طرف رجوع کیوں نہ کیا؟

ذرا چشمِ تصور سے دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک ساری کائناتِ نبوت اور کائناتِ انسانی میدان حشر میں جمع ہے انبیاء بے شک رب ہی کا راستہ دکھانے والے اور وہ دنیا میں مبعوث ہی اس لئے کئے گئے تھے کہ لوگوں کو اللہ کی راہ دکھائی جائے۔ آج قیامت کے دن وہ اللہ کا راستہ کیوں نہیں دکھاتے؟ اور خلق خدا کو براہ راست بارگاہِ ایزدی میں التجاء کے لئے کیوں نہیں لے جایا جارہا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس دنیا میں تو بہت سی حقیقتوں پر پردے پڑے رہتے ہیں لیکن وہاں سب پردے اٹھ چکے ہوں گے۔ یہاں بہت سی حقیقتوں کا انکار ممکن ہے، وہاں پر حقیقتیں اظہر من الشمس ہوں گی۔ اس لئے اس دن کسی کو مجالِ انکار نہیں ہوگی، ہر ایک پر یہ بات آشکار ہوگی کہ کرتا تو اللہ ہی ہے مگر ضروری ہے کہ کوئی اس سے کروانے والا لایا جائے، یہی وجہ ہے کہ انبیاءِ کرام نے ان لوگوں کے نظریات کو رد کرتے ہوئے جن کے خیال میں براہ راست اللہ تک رسائی حاصل کرنا ممکن ہے یہ حقیقت واضح کردی ہے کہ اللہ ان کی سنتا ہے مگر محمد ﷺ کے صدقہ سے۔

دوسرا نکتہ

وسیلے سے انکار محض وسوسۂ شیطانی ہے

شیطان کبھی انسانوں میں یہ وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور ہم اس کے بندے ہیں لہٰذا کیوں نہ سیدھا اللہ سے مانگ لیں۔ حضور ﷺ دیگر انبیاء، اولیاء، صلحاء و مقربین کا واسطہ اور وسیلہ درمیان میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ پورا روزِ محشر اس سوال کا جواب ہے اس دنیا میں تو اللہ تعالیٰ نظر نہیں آرہا جبکہ وہاں تو سب حجابات اٹھ چکے ہوں گے، دیکھنے والے دیکھ رہے ہونگے اور "لمن الملك اليوم" کا نقارہ بج رہا ہو گا وہاں کوئی فرعون دم نہیں مار سکے گا، کوئی ہامان، کوئی قارون، کوئی یزید بول نہیں سکے گا۔ سب ساکت و صامت بت بنے اوندھے منہ گرے ہونگے، تنہا اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہو گی۔ انبیاء بھی جانتے ہیں کہ اللہ کی بادشاہی ہے مگر وہ سب کو لیکر اللہ کی بارگاہ میں نہیں جارہے بلکہ حضور شافع یوم النشور ﷺ کی بارگاہ میں آرہے ہیں کیونکہ وہ حقیقتِ حال سے واقف اور شیطان کی دسیسہ کاریوں سے معصوم و محفوظ ہیں۔

تیسرا نکتہ

وسیلۂ مصطفیٰ ﷺ سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے

اگر کوئی اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ کی دلیل مانگے تو وہ حدیث الشفاعۃ اٹھا کر دیکھ لے اس کو واضح جواب مل جائے گا اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء علیہم السلام سرِ عرصۂ محشر

موجود ہیں وہ بھی حضور ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ لے رہے ہوں گے ان کا یہ عمل اول تا آخر کائنات انسانی کے لئے ایک سنت ہوگا اور یہ اس لئے ایسا کریں گے کہ جو وسیلہ کے خلاف ذہن رکھتا ہے اسے عظمت وسیلہ کا احساس ہو جائے۔ اور امت میں چونکہ تمام لوگ شامل ہونگے ماننے والے بھی اور انکار کرنے والے بھی لہٰذا ان تمام کا قیامت کے روز یہی ایک اور یکساں عمل ہوگا۔ آج منکر بھی دوڑتے دوڑتے حضور تک پہنچیں گے مگر کہا جائے گا کہ اب تم واپس دنیا میں لوٹ جاؤ اور اپنا عقیدہ وایمان درست کرو۔ کیا تمہارے لئے ایسا کرنا ممکن ہے۔

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَ كُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ

ان سے کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور نور تلاش کرو۔

(الحدید ۵۷:۱۳)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ فرماتے ہیں: ؎

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

امام شرف الدین بوصیریؒ اس منظر کا نقشہ کھینچتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وکلهم من رسول الله ملتمس غرفا من البحر أور شفا من الديم

تمام انبیاء علیہم السلام سول اللہ ﷺ کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے پانی کے چلو یا قطرہ آب کی درخواست کرتے ہیں۔

چوتھا نکتہ

"ارفع راسك" کا ایک وجدانی مفہوم

حضور ﷺ تمام مومنین کے لئے سر محشر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سجدہ

ریز ہونگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو فرمائیں گے میرے پیارے محمد! اپنا سر سجدے سے اٹھالو" یہ تو "ارفع راسك" کا لفظی ترجمہ ہے جبکہ اہل معرفت کے ہاں اس کا ایک وجدانی ترجمہ بھی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ "ارفع راسك" کے ذریعے فرمائیں گے: "محبوب! ذرا اپنا مکھڑا تو دکھاؤ" جب آدمی سجدے سے سر اٹھاتا ہے تو اس کا چہرہ اوپر ہو جاتا ہے اور جو روبرو دیکھ رہا ہو اس کی نظر سیدھی چہرے پر پڑتی ہے۔ یہ گویا محبّ کے سامنے محبوب کی محبوبانہ جلوہ آرائی ہو گی۔

پانچواں نکتہ

شفقتِ مصطفیٰ کا اچھوتا انداز

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی امت سے اس قدر پیار ہے کہ روز قیامت آپ ﷺ کی زبان اطہر سے اضطراری طور پر اپنی امت کے لئے فریاد بلند ہو گی۔ اس کی مثال آپ ایسے سمجھیں جیسے ماں کا اکلوتا بیٹا قریب المرگ ہو ہر طرح کا علاج آزمانے کے بعد بھی اس کے بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہے اور وہ حالت نزع کو جا پہنچا ہو۔ ماں کی مامتا بیٹے کو جب اس حال میں دیکھتی ہے تو حالت اضطرار میں بے تاب ہو کر رو رو کے کہتی ہے 'ہائے میرا بیٹا! ہائے میرا بیٹا۔۔۔۔۔۔ اس لمحۂ اضطراب میں وہ پورا جملہ بھی نہیں بول سکتی کہ میرے بچے کو بچالو' فقط یہی بولتی جاتی ہے ہائے میرا بچہ 'ہائے میرا بچہ۔ اگر کروڑ ہا ماؤں کی مامتائیں جمع ہوں تو بھی وہ حضور ﷺ کی رحمت و شفقت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ سو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے رب امتی! رب امتی! اس پر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی امت کے لئے شفقت کو دیکھ کر پوچھیں گے۔ ع بتا تیری رضا کیا ہے؟

چھٹا نکتہ

نعمتِ خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

یہ مقام قابل غور ہے کہ حضور ﷺ کی شفاعت پر آپ ﷺ کو گنہگار امتیوں کو خود اپنے ہاتھ سے جنت میں ڈالنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ اللہ یہ نہیں فرمارہا کہ محبوب ....! میں ابھی جہنم سے نکال کر انہیں جنت میں ڈال دونگا اور نہ ہی فرشتوں کو حکم دے رہا ہے کہ فرشتو! جاؤ انہیں جہنم سے نکال لاؤ بلکہ خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ارشاد فرمارہا ہے کہ میرے محبوب! آپ اپنے ہاتھوں سے اپنی امت کے گنہگاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں ڈال دیں۔ آخر اللہ نے حضور ﷺ سے ایسا کیوں فرمایا؟

اس کے لئے مختصرا یہ عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر رب کائنات حضور ﷺ کو خود اپنے ہاتھ سے نکالنے کا حکم نہ دیتا بلکہ کسی اور ذریعے سے نکلواتا تو رہائی پانے والے گناہگاروں میں سے

کوئی یہ سمجھتا کہ اس کی جہنم میں ٹھہرنے کی مدت پوری ہو گئی ہے۔
کوئی یہ سمجھتا کہ اللہ کو اس کی حالت زار پر رحم آگیا ہے۔
کوئی یہ سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل اس کے کام آگیا ہے۔

الغرض ہر کوئی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق قیاس آرائیاں کرتا۔ اس لئے رب کائنات نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ محبوب! جو اپنے اعمال اور کرتوتوں کے سبب جہنم کے مستحق ٹھہرے تھے اب انہیں فقط تیری خاطر جنت میں ڈال رہا ہوں۔ اس لیے محبوب! تو اپنے ہاتھوں سے انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں ڈال تاکہ ہر کوئی جان لے

کہ آج ہمارے دخول جنت کا سبب صرف اور صرف شفاعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔

ساتواں نکتہ

بار بار سجدے کی حکمت

حدیث شفاعت میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کی بخشش کے لئے صرف ایک مرتبہ سر بسجود نہیں ہوں گے بلکہ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ چار مرتبہ سجدہ ریز ہونگے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر تمام گناہگاروں کی بخشش مقصود تھی تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بار بار سجدہ کیوں کروایا گیا؟ پہلی بار سب کی معافی کا اعلان کیوں نہ کر دیا گیا؟ یہاں بھی نکتہ محبت پنہاں ہے اگر سوال کرنے والا محبوب ہو تو محبّ کو عطا کرنے میں بھی مزہ آتا ہے اس کی عطاء بھی چاہتی ہے کہ محبوب بار بار مانگے۔ حضور سجدے میں بار بار وہی الفاظ دہراتے رہیں گے۔ اور رب ہر بار فرمائے گا "ارفع راسك" محبوب ذرا مکھڑا تو دکھاؤ۔ یوں لگتا ہے کہ یہ محبّ کی منشاء اور مرضی سے ہو رہا ہے کہ رب چاہتا ہے کہ میرا حبیب بار بار سجدے میں جائے اور میں ہر بار اس کی عزت افزائی کروں۔

شفاعت کبریٰ (دوسری حدیث مبارکہ کی روشنی میں)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خیرت بین الشفاعة و بین ان یدخل نصف امتی الجنة	مجھے اختیار دیا گیا کہ چاہے میں (قیامت کے روز) شفاعت کا حق

فاخترت الشفاعة لانها اعم و اكفى أترونها للمتقين؟ لا ولكنها للمذنبين الخطائين المتلوثين.

(ابن ماجہ ،کتاب الزھد ،۲ ،ح:۴۳۱۱)

اختیار کروں یا آدھی امت کو بغیر شفاعت جنت میں داخل کردیا جائے پس میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا کیونکہ وہ عام ہے۔ پوچھا گیا کہ کیا آپ اسے متقین کے لئے خیال کرتے ہیں؟ جواب دیا کہ نہیں وہ تو گناہ گاروں، خطاکاروں اور گناہوں سے آلودہ لوگوں کے لیے ہے۔

☆ یہ حدیثِ پاک صحیح ہے۔ اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اس کو امام احمد بن حنبلؒ نے ۲:۷۵ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس کی اسناد کو حافظ المنذری نے الترغیب والترہیب (۴:۴۴۸) میں جید قرار دیا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو چننے کا اختیار دیا۔

۱۔ کہ چاہو تو اپنی آدھی امت بغیر حساب و کتاب کے بخشوالو۔

۲۔ یا میری بارگاہ میں حقِ شفاعت لے لو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں میں نے آدھی امت بغیر حساب و کتاب کے بخشوانے والا سودا چھوڑ دیا اور شفاعت کا حق چن لیا۔

حقِ شفاعت کی ترجیح کیوں؟

کسی کے ذہن میں یہ سوال آسکتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنی بڑی بخشش کو چھوڑ کر شفاعت کو کیوں اختیار کیا؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی اس کی وجہ بتادی کہ وہ عام ہے۔ یعنی اس میں کسی حد کی تخصیص نہیں، پہلے میں حد و قید تھی اگر اس حد کے ختم ہونے کے بعد کسی غریب گناہگار امتی کی نگاہ مجھ پر پڑ جاتی اور رو کر پکارتا: یارسول اللہ! مجھ پر بھی کرم کیجئے تب میری رحمت یہ کب گوارا کر سکتی تھی کہ وہ دھائی دے کر بھی محروم رہ جائے۔ اس لئے میں نے حق شفاعت کو ترجیح دی تاکہ کوئی امتی ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ رہ جائے اور ابد الآباد تک سزا اس کا مقدر بن جائے لہٰذا میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا کوئی بھی امتی بخشش سے محروم رہ جائے۔

گناہگار حضور ﷺ کے، نیکوکار اللہ کے

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنا دامن شفاعت گناہگاروں کے لئے اتنا وسیع کر دیا کہ کل قیامت کے دن شفاعت مصطفےٰ ﷺ کا امیدوار تنگی داماں کا تصور ہی نہ کر سکے گا۔ مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ "ولکنھا للمذنبین" گناہگاروں کے لئے شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا پیغام ہے۔

نیکوکار تو اپنے رب کے وعدے سے بخشے جائیں گے۔ پورا قرآن اللہ کے نیک بندوں سے بخشش و مغفرت کے وعدوں کے ساتھ بھرا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ ارشاد ربانی ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌO

(المائدہ، ۹:۵)

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وعدہ فرمایا ہے (کہ) ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہےO

۲- وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ط | اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے۔

(البقرہ ۲:۲۶۸)

نیکوکاروں سے تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ بخشش کا وعدہ فرما چکا ہے لیکن ضرورت مند تو گناہگار تھے کہ ان کی بخشش کا سامان کیا جائے اس لئے آقائے نامدار ﷺ نے شفاعت کو اختیار فرمایا کہ حق شفاعت اس وقت تک باقی رہے گا جب تک میری رضا پوری نہ ہو جائے لہٰذا میں اس وقت تک راضی نہ ہونگا جب تک کہ اپنا آخری مومن امتی بھی دوزخ سے نہ نکال لوں۔

شفاعت کبریٰ (تیسری حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

عن عبد الله بن عباس قال قال رسول الله ﷺ للانبياء منابر من ذهب قال فيجلسون عليها و يبقى منبرى لا اجلس عليه أولا اقعد عليه قائما بين يدى ربى مخافة ان يبعث بى إلى الجنة و يبقىٰ امتى من بعدى فاقول يا رب امتى امتى فيقول الله عز و جل يا محمد ما تريد ان اصنع بامتك فأقول يا رب عجل حسابهم فيدعىٰ بهم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) تمام انبیاء علیہم السلام کیلئے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر خالی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کریم کے حضور کھڑا رہونگا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت، میرے بعد کہیں بے یار و مددگار رہ جائے اس لئے عرض کرونگا اے

فيحاسبون فمنهم من يدخل الجنة برحمة الله ومنهم من يدخل الجنة بشفاعتى فما أزال اشفع حتى اعطى صكاكابرجال قد بعث بهم الى النار و اتى مالكا خازن النار فيقول يا محمد ما تركت للنار لغضب ربك فى امتك من بقية.

(المستدرک للحاکم، ۱:۶۵:۶۶)

میرے رب! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! تیری کیا مرضی ہے تیری امت کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں میں عرض کرونگا اے میرے رب ان کا حساب جلدی فرمادے۔ بس ان کو بلایا جائے گا اور ان کا حساب ہوگا کچھ ان میں سے اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونگے اور کچھ میری شفاعت سے، میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں ان کی رہائی کا پروانہ بھی حاصل کرلوں گا جنہیں دوزخ میں بھیجا جاچکا تھا یہاں تک کہ مالک داروغہ جہنم عرض کرے گا اے محمد ﷺ آپ نے اپنی امت میں سے کوئی بھی آگ میں باقی نہیں چھوڑا کہ جس پر اللہ رب العزت ناراض ہو۔

بیان شفاعت کے باب میں یہ حدیث انتہائی اہمیت کی حامل ہے، اس حدیث میں شان مصطفیٰ سے متعلق کئی اہم نکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ان نکات کو

ترتیب وار بیان کریں گے۔

پہلا نکتہ

مقام محمود: داورِ محشر خود مالک و میزبان ہو گا

حدیثِ مبارکہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے منبر لگانے کا ذکر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ منبر مہمانِ خصوصی کے لئے لگائے جاتے ہیں عوام میں سے جلسوں میں ہزاروں، لاکھوں لوگ ہوتے ہیں مگر ان کے لئے منبر نہیں لگتے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن سب کا حال یکساں نہ ہو گا بلکہ امتی نفسی نفسی پکار رہے ہونگے اور انبیاء کے لئے منبر لگائے گئے ہوں گے، حضرات انبیاء کرام جلسہ قیامت کے مہمان خصوصی ہونگے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس جلسے کی مقامِ محمود پر صدارت فرما رہے ہونگے اور ربِ کائنات جلسۂ قیامت کا میزبان ہو گا۔

یہاں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس دن کرسئ صدارت کا سزاوار تو اللہ ہے۔ پھر کسی اور کو یہ منصب کیوں عطا کیا گیا یہ درست ہے کہ قیامت میں ہر طرف اسی وحدہ **لا شریك** کی بادشاہی ہو گی فقط اسی کا اختیار ہو گا مگر وہ تو مالک ہے، جلسے کا اہتمام کرنے والا ہے اور میزبان ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ میزبان خود صدارت کی کرسی پر جلوہ فگن نہیں ہوتا بلکہ اس مجلس کا سب سے مقرب اور محبوب بندہ کرسئ صدارت پر رونق افروز ہوتا ہے اس لئے مالک و بادشاہ ہونے کے باوجود رب العالمین نے اپنے لئے کرسئ صدارت نہ رکھی بلکہ اس کے لئے اپنے پیارے محبوب کو منتخب کیا۔

عطا کرنے والا صرف اللہ ہے

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط (ال عمران' ۳:۲۶)	تو جسے چاہے سلطنت عطا فرمادے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت عطا فرمادے اور جسے چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی دست قدرت میں ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے یہ نکتہ کھلا کہ اگر دنیوی سلطنتیں دینے والا رب ہے تو پھر روحانی سلطنتیں دینے والا بھی وہی مالک الملک ہے جب ہر طرح کی سلطنت کا وہی مالک ہے تو پھر اسے اختیار ہے کہ جسے چاہے جو مسند عطا کر دے۔

جب اس نے اپنے محبوب کو جلسۂ قیامت میں کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز کر دیا تو اب قاعدہ و دستور یہ ہے کہ جسے کرسیٔ صدارت پر بٹھایا جاتا ہے اس جلسے کی کارروائی کا اختیار بھی اسی کو سونپ دیا جاتا ہے۔ اسے اختیار ہوتا ہے کہ وہ جو بھی بولنا چاہے میر مجلس کی اجازت سے بولے۔ رب کائنات نے بھی قیامت کے سارے احوال آپ ﷺ کے سپرد کر دیئے اور آپ ﷺ کو خیرات و حسنات' رحمتوں' برکتوں اور جنت کے دروازوں کی کنجیاں عطا کر دیں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ہو سکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ کرسیٔ صدارت اور پھر اس کے ساتھ سب کچھ عطا کئے جانے کا مفہوم ہماری اپنی اختراع اور ایجادِ بندہ ہے...... نہیں ایسا نہیں ہم نے یہ دونوں تصور قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کئے ہیں۔

کرسیٔ صدارت پر تو نص قرآنی موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اس آیت کریمہ پر ہم بالتفصیل گزشتہ صفحات میں

بحث کر چکے ہیں اور سب کچھ عطا کئے جانے کا مفہوم اس حدیث نبوی سے مترشح ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی.	بزرگی اور رحمت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہونگی۔

(سنن الدارمی، ۱:۳۰، ح:۴۹)

اسی لئے اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کی عطائے عظیم سے آپ ﷺ کے مالک ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

دوسرا نکتہ

رکھتا ہے اضطراب میں امت کا غم انہیں

امت پر حضور ﷺ کی بے پایاں شفقت و غمخوری کا عالم مذکورہ حدیث شفاعت سے بخوبی عیاں ہو رہا ہے۔ سارے انبیاء اپنی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہیں مگر آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تک میری امت کی بخشش کا فیصلہ نہیں ہو جاتا میں نہیں بیٹھوں گا۔ حالانکہ دستور یہ ہے کہ صدر مجلس پہلے نزول اجلال فرماتا ہے اور باقی مہماں بعد میں۔ یہ برعکس معاملہ ہے جس کی توجیہ آپ ﷺ یوں فرماتے ہیں۔

مخافة ان یبعث بی الی الجنة ویبقی امتی من بعدی،	اس ڈر سے اپنے منبر پر نہ بیٹھوں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میری امت میرے بعد بے یار و مددگار رہ جائے۔

مسلمہ دستور ہے کہ جتنا قریبی رشتہ ہوتا ہے اتنا ہی پیار بڑھتا ہے۔ نبی کو سب سے زیادہ اپنی امت سے پیار ہوتا ہے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جتنا اپنی امت سے پیار ہے پوری کائنات میں اس سے بڑھ کر پیار کا تصور بھی ممکن نہیں۔ امت کے ساتھ یہ شفقت اور پیار ہی تو ہے جو تاجدار کائنات ﷺ امت کے غم میں بے قرار رکھتا ہے۔

تیسرا نکتہ

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

سب انبیاء کے تشریف فرما ہو جانے کے باوجود جب تاجدار کائنات ﷺ تشریف فرمانہ ہونگے تو رب کائنات آپ ﷺ سے سوال کرے گا محبوب! بتا تیری کیا مرضی ہے، تیری امت کے ساتھ کیا سلوک کریں، جو آپ چاہیں گے ویسا ہی آپ کی امت کے ساتھ سلوک کیا جائے گا؟ اگر کوئی بزعم خویش یہ سمجھتا ہو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے اسے چاہئے کہ یہ حدیث بار بار پڑھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے سوا کسی نبی سے یہ سوال نہیں پوچھا جائے گا پورے مجلس قیامت میں یہ سوال تاجدار کائنات ﷺ سے ہوگا۔ اس لئے کہ وہاں تو بات ہی حضور ﷺ کے چاہنے سے شروع ہوگی۔

چوتھا نکتہ

امتِ مصطفوی ﷺ کا حساب کتاب سب سے مقدم ہو گا

رب کائنات کے استفسار پر کہ اے حبیب کیا چاہتے ہو؟ حضور نبی

اکرم ﷺ عرض کریں گے میرے مولیٰ تیری بارگاہ میں اپنی گناہگار امت کا جلد حساب کتاب کی درخواست کرتا ہوں تو میری امت کو جلدی فارغ کردے کیونکہ مجھ سے ان کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔ سورج سوا نیزے پر ہے۔ ہر ایک پسینے کے سمندر میں غرق ہے۔ باری تعالیٰ تو ان کو جلد حساب کی اس آزمائش سے نجات دلادے۔ اس پر رب کائنات امت مصطفوی کے حساب کا حکم فرمائے گا اور سب سے پہلے آپ ﷺ کی امت کا حساب ہو گا۔

پانچواں نکتہ

بخشے جائیں گے تری رحمت کے سہارے پر سبھی

امت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا حساب کتاب ہونے پر بعض کو جنت کا پروانہ ملے گا اور بعض دوزخ کے حق دار ٹھہرائے جائیں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کچھ ایسے لوگ میرے سامنے آئیں گے جن کے ہاتھ میں دوزخ کا پروانہ تھمایا جاچکا ہو گا فرشتے انہیں گھسیٹ کر دوزخ میں لے جانے والے ہونگے اچانک ان کی نگاہ مجھ پر پڑے گی تو پکار اٹھیں گے۔ حضور! ہم بھی آپ کے گناہگار امتی ہیں، اس پر حضور نبی اکرم ﷺ ان کی شفاعت فرما کر ان کو داخل جنت کر دیں گے۔

چھٹا نکتہ

حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

حضور ﷺ جب اللہ کی رحمت کا بحر بیکراں متلاطم دیکھیں گے تو آپ کے دل میں دریائے رحمت مزید جوش مارے گا۔ جہنم کے مستحق شفاعت مصطفوی سے

جنت کے حقدار ٹھہریں گے۔ ادھر جہنم کا خازن اس انتظار میں ہوگا کہ وہ وقت جلدی آئے کہ اپنے آقا کا حکم نہ ماننے والوں کو سزا دوں۔ دوزخ بھی ھل من مزید پکار رہا ہوگا۔ مگر آقا علیہ فرمارہے ہوں گے۔

اے میرے مولا! تیرے فیصلۂ عدل سے یہ جہنم میں جارہے ہیں میں تیری بارگاہ فضل میں ان کے جنتی ہونے کی سفارش کرتا ہوں، جہنم کا بوّاب (دربان) پکارے گا: اے اللہ کے حبیب! آپ میری بھی عرض سن لیں کہ آپ نے اپنی امت کے گنہگاروں کو بخشوا کر غضبِ خداوندی کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ کسی شاعر نے ہماری مجموعی حالت کی کیا خوب ترجمانی کی ہے ۔

ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

شفاعتِ نبی اور ہماری ذمہ داری

حضور نبی اکرم علیہ کے عمل نے یہ نکتہ سمجھا دیا کہ آپ علیہ نے گناہگاروں کو اپنا بنالیا اب گناہگاروں کا بھی فرض ہے کہ اس احسان کا حق ادا کریں، قرآن بتارہا ہے کہ

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ

اور احسان کا بدلہ بھی احسان کے سوا کیا ہے۔

(الرحمٰن، ۵۵:۶۰)

دنیوی معاملات میں ہم پر کوئی احسان کرے تو ہم اس کا بدلہ دیتے ہیں اب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ سے اتنا کچھ عطا کیا جارہا ہے اور ہم اپنے دامن بھی

بھرے جارہے ہیں لیکن کبھی سوچا کہ ہم اس کا بدلہ کیا چکار ہے ہیں حضور ﷺ ہم سے مال نہیں مانگتے آپ تو فرماتے ہیں:

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَO	میرا اجر تو صرف سب جہانوں کے رب کے ذمہ ہےO

(الشعراء ۲۶:۱۰۹)

میں تمہاری خاطر جو کچھ کر رہا ہوں تم سے اس کا کوئی بدلہ نہیں مانگتا میرا اجر میرے اللہ کی بارگاہ میں ہے۔ جب اجر اور بدلہ نہیں مانگتے تو پھر کیا چاہتے ہیں؟ صرف یہ چاہتے ہیں کہ جو حکم اور ضابطے میں نے تمہیں زندگی بسر کرنے کے لئے دیئے ہیں ان کے مطابق چلو۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حد تک ہم گنہگاروں پر دست شفقت رکھا ہے تو کچھ ہم گنہگاروں کو بھی حیاء آنی چاہئیے۔ کہ اور کچھ نہیں تو کم از کم اتنا تو خیال رہ جائے کہ ایسا کوئی عمل نہ کریں جس سے حضور ﷺ ناراض ہو کر چہرہ اقدس پھیر لیں۔ آپ ﷺ کی خواہش یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو آپ ﷺ کی اتباع و اطاعت میں اور آپ ﷺ کے احکام کی تعمیل میں اس طرح بدل لیں کہ بروز حشر شرمساری نہ اٹھانی پڑے۔

وہ مرتضٰی بن کے آئے

حضور ﷺ کی رضا کا کیا عالم ہے اس کی جھلک تو آپ گذشتہ سطور میں ملاحظہ کر چکے اب اس سلسلے کی ایک اور آیت قرآنی ملاحظہ فرمائیں ارشاد ربانی ہے:

فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص (البقرہ ۲:۱۴۴)	سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں صراحۃً یہ بات بیان کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فقط اپنے حبیب کی رضا چاہتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض
جس طرف رخ وہ موڑ دیتے ہیں

ایک عجیب وجدانی نکتہ محبت

دوسرے پارے کے آغاز میں جہاں تحویل قبلہ کا ذکر ہے ان آیات میں ایک عجیب وجدانی نکتہ محبت پنہاں ہے اگر ان آیات میں اتنی ہی بات مقصود تھی کہ اے میرے محبوب ﷺ اپنے چہرۂ انور کو مسجد حرام کی طرف کر لیں تو اس کے لئے ایک ہی بار کہنا کافی تھا اس کو بار بار کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ ہم ابتدا کی آیات میں سے وہ خاص حصے جن میں حضور علیہ السلام یا آپ ﷺ کے صحابہ کو تحویل قبلہ کے سلسلے میں خطاب کیا گیا ہے بیان کرتے ہیں۔

۱- فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (البقرہ، ۲:۱۴۴) — پس آپ اپنا رخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔

۲- فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (البقرہ، ۲:۱۴۹) — اپنا چہرہ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔

۳- فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (البقرہ، ۲:۱۵۰) — اپنا چہرہ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔

٤- وَحَيْثُ مَاكُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ (البقرہ'۲:۱۴۴)	اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو پس اپنے چہرے اسی طرف پھیر لو۔
٥- وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (البقرہ'۲:۱۵۰)	اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو سو اپنے چہرے اسی کی سمت پھیر لیا کرو۔

ان مذکورہ بالا مختلف آیات کے حصوں میں پہلے تین میں حضور ﷺ کو تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا ہے اور باقی دو میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تحویل قبلہ کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے ان مقامات میں تو صیغہ امر کے ساتھ تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ اور مقامات پر تحویل قبلہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ آٹھ جگہیں درج ذیل ہیں۔

١- مَاوَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ (البقرہ'۲:۱۴۲)	ان (مسلمانوں) کو اپنے اس قبلہ (بیت المقدس) سے کس نے پھیر دیا جس پر وہ پہلے سے تھے۔
٢- وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ (البقرہ'۲:۱۴۳)	اور آپ پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم (پرکھ کر) ظاہر کردیں کہ کون (ہمارے) رسول کی پیروی کرتا ہے (اور) کون اپنے الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

۳-فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۖ (البقرہ، ۲:۱۴۴)	سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔
٤-اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ (البقرہ، ۲:۱۴۴)	بیشک یہ (تحویل قبلہ کا حکم) ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔
٥-مَا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ (البقرہ، ۲:۱۴۵)	وہ آپ(ﷺ) کے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے۔
٦- وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ (البقرہ، ۲:۱۴۵)	اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔
٧-وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا (البقرہ، ۲:۱۴۸)	اور ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت (مقرر) ہے وہ اسی کی طرف رخ کرتا ہے۔
٨-وَاِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ (البقرہ، ۲:۱۴۹)	اور یہی تمہارے رب کی طرف سے حق ہے۔

یہ مجموعی طور پر تیرہ مقامات ہیں جہاں تحویل قبلہ کا ذکر آیا ہے۔ قرآن حکیم میں کوئی اور ایسا مقام نہیں ہے جس میں کسی حکم کو اس طرح تواتر کے ساتھ دہرایا گیا ہو۔ اس میں فقط حضور ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار ہے اور آپ ﷺ کی رضا طلبی ہے کہ میرا محبوب راضی ہو جائے۔ ان الفاظ کو بار بار ذکر کرنے کے بارے میں میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ محبوب کائنات حضور نبی اکرم ﷺ نے جتنی بار اپنے رخ انور کو آسمان کی طرف اٹھایا ہوگا اتنی ہی بار اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کا حکم اتار دیا۔

ایک طرف رخ پر نور مڑ تا رہا دوسری طرف آیات بنتی رہیں۔ یہ تمام چیزیں اس لئے وقوع پذیر ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ کے تحت ہر وقت اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ حضور ﷺ کی شفاعت بھی روز قیامت اسی طرح ہوگی کہ محبوب جب تک راضی نہ ہوگا۔ان کی شفاعت کا شرفِ قبولیت باقی رہے گا۔ یہ مقام شفاعت کبریٰ کسی اور کو حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ یہ شفاعت حضور سید المرسلین ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ ہی مختص ہے۔

شفاعت پر چوتھی ایمان افروز حدیث

عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ أنا اول الناس يشفع في الجنة و أنا اكثر الانبياء تبعاً

(صحیح مسلم، ۱:۱۱۲)

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور میں تمام نبیوں سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا۔

شفاعت پر پانچویں ایمان افروز حدیث

عن انس بن مالك عن ابيه قال سألت النبي ﷺ أن يشفع لي يوم القيمة فقال أنا فاعل قال قلت يا رسول الله فأين اطلبك؟ قال اطلبني اول ما تطلبني على الصراط قال قلت فان لم القك

حضرت انس بن مالک ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں آپ نے فرمایا میں ایسا کرنے والا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول

على الصراط؟ قال فاطلبنى عندالميزان قلت فان لم القك عندالميزان؟ قال فاطلبنى عند الحوض فانى لا اخطى هذه الثلاث المواطن.

(جامع الترمذی، ۴:ح:۲۴۳۳)

اللہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں۔ آپ نے فرمایا پہلے مجھے (پل) صراط پر تلاش کرنا میں نے عرض کیا وہاں نہ ملیں تو؟ فرمایا میزان کے پاس ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا اگر وہاں بھی نہ ملیں تو کہاں؟ فرمایا تم حوض کوثر پر مجھ کو تلاش کرنا کیونکہ ان تینوں جگہوں میں سے ہی میں کسی جگہ ہوں گا۔

شفاعت پر چھٹی ایمان افروز حدیث

عن انس قال قال رسول اللهﷺ انا اولهم خروجاً و أنا قائدهم اذا وفدوا وأنا خطيبهم اذا انصتوا و انا مشفعهم اذا حبسوا و أنا مبشرهم اذا أيئسوا الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدى وانا اكرم ولد ادم على ربى يطوف على الف خادم كانهم بيض مكنون

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے میں ہی اپنی قبر سے باہر نکلوں گا۔ اور جب سب لوگ بارگاہ ایزدی میں اکٹھے ہونگے تو میں ان کا پیشواء ہونگا اور جب سب لوگ خاموش ہونگے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ اور جب گرفتار ہوں گے تو میں ہی ان کی شفاعت کرونگا اور جب

أولؤلؤ منثور.
(سنن الدارمی ۱: ح ۴۹)

سب لوگ مایوس ہونگے تو میں ہی ان کو نجات کی خوش خبری دونگا۔ بزرگی اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہونگی۔ میری عزت اللہ کے نزدیک سب اولاد آدم سے زیادہ ہے اس روز ہزاروں خادم میرے اردگرد ہونگے ایسا معلوم ہوگا کہ وہ (گرد و غبار سے محفوظ) سفید (خوبصورت) انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔

شفاعتِ صغریٰ

شفاعتِ صغریٰ حضور ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السلام اولیاء و صلحاءِ امت اور علماء و شہدا، حفاظ وغیرہ کو حاصل ہوگی اور وہ اپنے درجے اور مرتبے کے مطابق شفاعت کریں گے۔

صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول الله تعالیٰ وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة" میں حضرت ابو سعید خدری ؓ سے رؤیت باری تعالیٰ کے حوالے سے ایک طویل حدیث پاک مروی ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے رؤیت باری تعالیٰ اور اہل ایمان اور کفار و مشرکین کا اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ انجام کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے ہیں مثلاً بعض اہل کتاب نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا ٹھہرایا بعض نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا

بیٹا کہا ایسے لوگ دوزخ کا ایندھن بنائے جائیں گے جبکہ مومن نجات پائیں گے۔ پل صراط سے بھی چشم زدن میں یا بجلی کی مانند یا ہوا کی مانند یا تیز رفتار گھوڑوں اور تیز رو اونٹ کی مانند گزر جائیں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مومنین کا اپنے مومن بھائیوں کی شفاعت کرنے کے باب میں صحابہ کرام سے فرمایا:

فما انتم باشدلی مناشدة فی الحق قد تبین لکم من المؤمن یومئذ للجبار' اذا راوا انهم قد نجوا فی اخوانهم یقولون: ربنا إخواننا' کانوا یصلون معنا و یصومون معنا و یعملون معنا فیقول الله تعالٰی : اذهبوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال دینار من ایمان فاخرجوه و یحرم الله صورهم علی النار فیاتونهم و بعضهم قد غاب فی النار الی قدمیه و الی أنصاف ساقیه فیخرجون من عرفوا ثم یعودون فیقول اذهبوا' فمن وجدتم فی قلبه مثقال نصف دینار فاخرجوه فیخرجون من

تم مجھ سے حق میں مطالبہ کرنے میں جو تمہارے لئے واضح ہو چکا ہے آج اس قدر سخت نہیں ہو جس قدر شدت کے ساتھ مومن اس روز اللہ سے مطالبہ کریں گے جس وقت وہ دیکھیں گے کہ وہ نجات پاگئے ہیں۔ تو اپنے بھائیوں کے حق میں مطالبہ کریں گے وہ عرض کریں گے اے رب! (یہ) ہمارے بھائی (ہیں جن کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا یہ) ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے' ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ (نیک) عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالٰی فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان پاؤ اسے (دوزخ سے) نکال لو اور اللہ تعالٰی ان

عرفوا ثم یعودون فیقول: اذهبوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال ذرة من ایمان، فاخرجوه فیخرجون من عرفوا.
قال ابو سعید: فان لم تصدقوا فاقرءوا (اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُضَاعِفْهَا)

۱۔ صحیح البخاری، ۲:۱۱۰۷
۲۔ صحیح مسلم، ۱:۱۰۳
۳۔ سنن النسائی، ۲:۲۶۹
کتب الایمان باب زیادۃ الایمان
۴۔ سنن ابن ماجہ: ۷ باب فی الایمان
۵. مسند ابی عوانه، ۱ : ۱۸۲

کی صورتوں کو آگ پر حرام کر دیگا پس وہ ان کے پاس آئیں گے جبکہ بعض قدموں تک اور بعض پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے چنانچہ جن کو وہ پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے پھر واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں نصف دینار کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے نکال لو، پس وہ جسے پہچانیں گے نکال لیں گے۔ پھر وہ واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں ذرے کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے بھی نکال لو چنانچہ وہ جسے پہچانیں گے نکال لیں گے۔ حضرت ابو سعید خدری ﷺ فرماتے ہیں جسے یقین نہ آتا ہو وہ یہ آیت (بیشک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا درجہ عطا فرماتا ہے)(النساء، ۴:۴۰) پڑھ لے

.... آگے طویل حدیث ہے۔

اسی طرح صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات باری تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ نیک صالح مومن اپنے دوسرے بھائیوں کی شفاعت کریں گے وہ بطور ناز اللہ تعالیٰ سے ایسا جھگڑا کریں گے جیسا کوئی شخص اپنے حق کیلئے بھی نہیں کرتا۔ ذیل میں اس ایمان افروز حدیث پاک کا متعلقہ حصہ ملاحظہ کریں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فوالذی نفسی بیده ما من احد منکم باشد مناشدة لله فی الاستقضاء الحق من المؤمنین لله عز و جل یوم القیمة لاخوانهم الذین فی النار یقولون ربنا کانوا یصومون معنا و یصلون و یحجون فیقال لهم اخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم علی النار فیخرجون خلقا کثیرا قد اخذت النار الی نصف ساقیه و الی رکبتیه ثم یقولون ربنا ما بقی فیها احد ممن امرتنا به فیقول الله جل و عز ارجعوا فمن و جدتم فی

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو مومن نجات پاکر جنت میں چلے جائیں گے وہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو جہنم میں پڑے ہوں گے جہنم سے چھڑانے کے لیے (بطور ناز) اللہ تعالیٰ سے ایسا جھگڑا کریں گے جیسا جھگڑا کوئی شخص اپنا حق مانگنے کے لیے بھی نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کریں گے اے ہمارے رب یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا جن لوگوں کو تم پہچانتے ہو

قلبه مثقال دينار من خير فاخرجوه فيخرجون خلقاً كثيراً ثم يقولون ربنا لم نذر فيها احدا ممن امرتنا به ثم يقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال نصف دينار من خير فاخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها ممن امرتنا احدا ثم يقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال ذرة من خير فاخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم يقولو ربنا لم نذر فيها خيرا و كان ابو سعيد الخدری يقول ان لم تصدقونی بهذا الحديث فاقرؤا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْماً○

(صحیح مسلم، ۱:۱۰۳)

ان کو دوزخ سے نکال لو، ان لوگوں پر دوزخ کی آگ حرام کر دی جائے گی پھر جنتی مسلمان کثیر تعداد میں ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لائیں گے جن میں سے بعض کی نصف پنڈلیوں کو اور بعض کو گھٹنوں تک دوزخ کی آگ نے جلا ڈالا تھا، پھر جنتی لوگ کہیں گے اے اللہ اب ان لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں بچا جن کو جہنم سے نکال لانے کا تو نے حکم دیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی نیکی ہے اس کو جہنم سے نکال لاؤ، پھر جنتی لوگ کثیر تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے نکال لائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کریں گے اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے جہنم سے نکالنے کا حکم دیا تھا ہم نے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا، اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے

برابر بھی نیکی ہو اس کو جہنم سے نکال
لاؤ جنتی لوگ پھر جائیں گے اور کثیر
تعداد میں لوگوں کو جہنم سے نکال
لائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں عرض کریں گے اے ہمارے
رب جن لوگوں کو تو نے دوزخ سے
نکالنے کا حکم دیا تھا ہم نے ان میں سے
کسی کو نہیں چھوڑا اللہ تعالیٰ پھر فرمائے
گا جس شخص کے دل میں تم کو ایک
ذرے کے برابر بھی نیکی ملے اس کو
جہنم سے نکال لاؤ' جنتی لوگ پھر
جائیں گے اور جہنم سے بہت بڑی
تعداد میں خلق خدا کو نکال لائیں گے
پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں
گے اے اللہ اب دوزخ میں نیکی کا
ایک ذرہ بھی نہیں۔ حضرت ابو سعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں اگر تم میری اس بیان کردہ حدیث
کی تصدیق نہیں کرتے تو قرآن کریم
کی اس آیت کو پڑھو۔ (بے شک اللہ

ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر
کوئی نیکی ہو تو اسے دوگنا کر دیتا ہے اور
اپنے پاس سے بڑا درجہ عطا فرماتا ہے)

اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ روز قیامت نیک لوگوں کی سنگتیں اور صحبتیں کام آئیں گی۔ یہ لوگ اس وقت تک جنت میں جانا پسند نہیں کریں گے جب تک اپنے ان مؤمن بھائیوں کو دوزخ سے نہ نکال لیں جو اس دنیا میں ان کے ساتھ نماز، روزہ، حج اور دیگر اعمال صالحہ میں شریک ہوتے رہے تھے۔ مسلمانوں کو یہ درس بھی ملتا ہے کہ کہیں بھی اپنے فرائض سے غفلت کے مرتکب نہ ہوں۔ جیسا کہ حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ بعض مومن باوجود اپنے نماز، روزہ اور حج کے کسی اور وجہ سے مستحق نار ٹھہریں گے مگر چونکہ وہ ان اعمال کی انجام دہی بھی دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کرتے رہے تھے لہٰذا اس وجہ سے بالآخر وہ جنت میں جائیں گے۔

ایک اور مقام پر حضور ﷺ نے فرمایا:

یشفع یوم القیمة ثلثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء.

قیامت کے روز تین گروہ شفاعت کریں گے، انبیاء علیہم السلام پھر علماء پھر شہداء۔ (ابن ماجہ ۲:۴۳۱۳)

بلکہ محض پانی پلانے اور وضو کے لئے پانی لانے پر بھی شفاعت کا ذکر موجود ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یصف اهل النار فیمربهم الرجل من اهل الجنة فیقول الرجل منهم یا فلان اما

دوزخیوں کی صف بندی کر دی جائے گی تو جنت والوں میں سے ایک آدمی گزرے گا پس دوزخیوں میں سے ایک

تعرفنی؟ انا الذی سقیتك شربة وقال بعضهم أنا الذی وهبت لك وضؤا فیشفع له فیدخله الجنة

(مشکوٰۃ المصابیح‘۳:ح:۵۶۰۴)

آدمی کہے گا اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں ہے میں وہ آدمی ہوں جس نے تجھے پانی پلایا تھا اور کوئی کہے گا میں وہی ہوں جو تیرے لئے وضو کا پانی لایا پس وہ آدمی اس کی شفاعت کرے گا جس سے (اللہ) اس کو جنت میں داخل کردے گا۔

یہ الفاظ مشکوٰۃ المصابیح کی روایت کے ہیں جبکہ سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب فضل صدقۃ الماء حدیث نمبر ۳۶۸۵ بھی باختلاف الفاظ اسی مفہوم کی ہے۔

یہ تو عام مومن کی بات ہو رہی ہے کہ فقط وضوء کے لئے کسی نے پانی مہیا کیا تو اس کے لئے رب کائنات نے اس نمازی کو وضو کے لئے پانی مہیا کرنے والے کیلئے شفاعت کا اختیار دیا۔ اور اس کی شفاعت قبول بھی کی۔ صحاح ستہ بالخصوص صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے مومنین متقین کا اپنے جاننے والوں کو جو عبادات میں ان کے ساتھ شریک ہوتے رہے مگر کسی وجہ سے جہنم کے سزاوار ٹھہرے‘ جہنم سے نکالنے اور جنت میں ڈالنے کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا جس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ رب کائنات تمام کائنات اور مافیہا کا مالک ہونے کے باوجود اپنے محبوب و مقرب بندوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کو خاص اعزاز عطا فرماتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بار بار اپنی جان پہچان رکھنے والوں کو دوزخ سے نکالتے رہنے کا حکم فرماتا رہے گا حتیٰ کہ چوتھی دفعہ جب وہ دوزخ سے لوگوں کو نکال لائیں گے۔ تو اس کے بعد جس میں نیکی کا ذرہ بھی ہو گا وہ دوزخ میں باقی نہیں

رہے گا۔ جب ایک عام متقی مومن کا یہ حال ہے تو پھر صلحاء و شہدا اور متقین و صدیقین اور سب سے بڑھ کر خود سرور کائنات نورِ مجسم ﷺ کی شفاعت کا کیا عالم ہو گا۔

شفاعت صغریٰ پر مزید روایات باب چہارم میں ملاحظہ کریں۔

باب سوم

شفاعت فی الآخرة

(قرآن کی روشنی میں)

فصل اول

شفاعت فی الآخرۃ کی شرائط

گزشتہ صفحات میں ہم نے متعدد آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے شفاعت فی الاخرۃ کے حق ہونے کے حوالے سے قوی دلائل پیش کئے بالخصوص حضور شفیع المذنبین شافع یوم النشور ﷺ کے مقامِ شفاعتِ عظمیٰ کے بارے میں ہم صحیح روایات کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں' اب اس کے بعد کوئی راسخ العقیدہ مسلمان کسی طرح بھی انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔ قیامت کے روز شفاعت کے نفع بخش ہونے کے لئے مندرجہ ذیل چار شرائط ضروری ہیں۔

۱۔ **قدرة الشافع على الشفاعة**: "شفاعت کرنیوالا شفاعت پر قدرت و اختیار رکھتا ہو۔

۲۔ **الاذن للشافع**: "شفاعت کرنیوالے کے لئے اذن واجازت بھی ہو۔

۳۔ **اسلام المشفوع له**: "جس کے لئے شفاعت کی جائے وہ مسلمان ہو۔

۴۔ **الرضا عن المشفوع له** "جس کے لئے شفاعت کی جائے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

اب ہم ان چار شرائط کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

۱ – قدرة الشافع على الشفاعة

آخرت میں مقبولیت شفاعت اور اس کی نفع بخشی کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا شفاعت پر قدرت رکھتا ہو یعنی اگر کسی کو شفاعت کرنے کا اختیار ہی نہیں تو صاف ظاہر ہے وہ شفاعت نہیں کر سکے گا۔

اس بات کی تصریح خود قرآن پاک میں موجود ہے۔ارشاد فرمایا گیا:

۱- لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًاO (مریم ۱۹:۸۷)

(اس دن) لوگ شفاعت کے مالک نہ ہوں گے سوائے ان کے جنہوں نے (خدائے) رحمان سے وعدۂ (شفاعت) لے لیا ہےo

اس آیت کریمہ میں دو چیزوں کی بڑی واضح نشاندہی کر دی گئی ہے۔

(الف) کفار و مشرکین کے شفاعت کے مالک ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

(ب) وہی شفاعت کریں گے۔ جن کو اللہ تعالیٰ سے وعدہ شفاعت مل چکا ہو

۲- وَلاَ يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَO (الزخرف ۴۳:۸۶)

اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا (اپنا رب سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو سفارش کا (بھی) اختیار نہیں رکھتے ہاں جو حق کی گواہی دیں اور اس کا علم بھی رکھیں (یعنی جو کلمہ شہادت کی حقانیت کا قولاً اقرار کرتے ہوں عملاً بھی اس کی تصدیق کرتے ہوں ان کو سفارش (شفاعت) کی اجازت دی جائیگی)o

اس آیۂ کریمہ میں معبودان باطلہ سے امید شفاعت کی نفی کر دی گئی ہے کفار و مشرکین اپنے جن معبودان باطلہ کے بارے میں شفیع ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ قیامت کے روز ہماری شفاعت کریں گے ان سے اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی بایں

طور نفی فرمائی کہ وہ تو شفاعت کا اختیار ہی نہیں رکھتے اس لئے ان سے امید شفاعت بے جا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں آیات میں پہلے اختیار شفاعت کی نفی اور اثبات دونوں ہیں اِلاَّ سے پہلے نفی اور اس کے بعد اختیار شفاعت کا اثبات ہے۔

۳۔ ایک اور مقام پر معبود باطلہ سے اختیار شفاعت کی مکمل نفی کرتے ہوئے فرمایا:

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ۝ (الزمر ۳۹: ۴۳)

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور سفارشی بنالئے ہیں آپ فرمادیجئے اگرچہ یہ سفارشی نہ قدرت ہی رکھتے ہوں اور نہ ہی کچھ سمجھتے ہی ہوں (کیا پھر بھی یہ مجبور محض معبود' اللہ کے سامنے ان کی سفارش کر سکیں گے ؟)۝

مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں اس امر کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور متنفس کو اختیارِ شفاعت حاصل نہیں اور جب وہ یہ اختیار ہی نہیں رکھتے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کرنا چہ معنی دارد' قرآن یہ تصور دل میں جاگزیں کرنا چاہتا ہے کہ شفاعت وہی معتبر اور مقبول ہوگی جس کا اختیار شفیع (شفاعت کرنے والے) کو بارگہ ایزدی سے بخشا گیا ہو لہٰذا کفار و مشرکین کے معبودان باطلہ خواہ وہ بت ہوں یا انساں شفیع نہیں ہو سکتے اس لئے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے انہیں شفاعت کا کوئی اختیار حاصل نہیں اور یہ اختیار صرف اللہ کے مقرب اور برگزیدہ بندوں کو ارزانی کیا جاتا ہے۔

۲ – اسلام المشفوع له

شفاعت کی قبولیت کی ایک شرط یہ ہے کہ جس کے حق میں شفاعت کی جا رہی ہے وہ مسلمان ہو۔ قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی شفاعت کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد یہی ہے کہ کفار و مشرکین کے لئے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔ کسی ایک جگہ بھی اہل ایمان کے لئے شفاعت کی نفی نہیں ہوئی۔ اس کی تائید میں ہم قرآن حکیم کی ان آیات کو لا رہے ہیں جن میں شفاعت کی نفی تو ہے مگر وہ صرف کفار و مشرکین کے لئے ہے۔

نفیٔ شفاعت پر قرآنی آیات اور ان کا حقیقی مفہوم

ا۔ کفار سے شفاعت کا نامقبول ہونا

۱ – وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ○

(البقرہ، ۲:۴۸)

اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی دوسری جان کی طرف سے کچھ بدلہ نہ دے سکے گی اور نہ اس کی طرف سے کسی ایسے شخص کی) کوئی سفارش قبول کی جائے گی (جسے اذن الٰہی حاصل نہ ہوگا) اور نہ اس کی طرف سے (جان چھڑانے کے لئے) کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ (امر الٰہی کے خلاف) اس کی امداد کی جاسکے گی۔

۲ - وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَO

(البقرہ، ۲:۱۲۳)

اور اس دن سے ڈرو جب کوئی جان کسی دوسری جان کی جگہ کوئی بدلہ نہ دے سکے گی اور نہ اس کی طرف سے (اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے) کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ اس کو (اذن الٰہی کے بغیر) کوئی سفارش ہی فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ (امر الٰہی کے خلاف) انہیں کوئی مدد دی جاسکے گی۔

یہ بات غور طلب ہے کہ مذکورہ بالا آیات اور اس طرح کی دیگر تمام آیات جن میں شفاعت کی نفی کی گئی ہے کی تطبیق قرآن حکیم کی ان آیات کریمہ سے جن میں شفاعت کا اثبات ہے کس طرح ممکن ہے؟ ہمارے لئے قرآن مجید کی ہر ایک آیت کا ماننا تقاضائے ایمان ہے اور کسی بھی آیت کا انکار کفر ہے۔ آیئے بنظر غائر دیکھیں کہ اس اشکال کا حل کیا ہے؟

قانونِ تعارض اور بعض مفسرین کی تصریحات

قرآن فہمی کے لئے اس قانون کا سمجھنا از بس ضروری ہے۔ اس میں بعض مقامات ایسے آتے ہیں جب ایک جیسی آیات بعض امور کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں اور کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کی وہ نفی کر رہی ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نفی و اثبات محض ایک جہت سے ممکن نہیں ورنہ بعض آیات کا انکار لازم آتا ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ ہم آیات کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے اس بات کا تعین کریں کہ نفی کس بات کی ہو رہی ہے اور اثبات کس حوالے سے ہے۔

۱۔کفار سے شفاعت کی نفی

☆ مذکورہ بالا آیات میں اثباتِ شفاعت ان صالح و مقرب مومنین کے لئے ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اذن بھی دے رکھا ہو۔اور وہ مشفوع لہ سے راضی بھی ہوں۔

☆ اس سے برعکس صورتِ حال میں جن آیات میں شفاعت کی نفی ہے وہاں نفی کا اطلاق یا تو کفار و مشرکین پر ہوتا ہے یا جہاں مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا قاعدے اور قانون کے حوالے سے بعض مفسرین کی تصریحات بھی اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ یہاں کافروں سے شفاعت کی نفی مراد ہے۔ ثبوت کے طور پر ذیل میں چند مفسرین کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا تغنی نفس کافرة عن نفس کافرة من عذاب الله شیئا	کوئی کافر نفس کسی دوسرے کافر نفس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچاسکے گا۔
(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس:۸)	

حضرت ابن عباسؓ نے "**لا تجزی نفس عن نفس**" سے مراد ہر نفس نہیں لیا بلکہ اس سے مراد نفس کافر لیا ہے اور اس کے بعد "**ولا یقبل منها شفاعة**" میں بھی "ھا" ضمیر کا مرجع نفس ہونے کی وجہ سے نفس کافر ہی مراد لیا ہے۔

۲۔امام قرطبیؒ فرماتے ہیں جملہ مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ:

النفس الکافرة لا کل نفس	**لا تجزی نفس عن نفس** سے مراد نفس کافر ہے نہ کہ ہر نفس۔
(تفسیر قرطبی، ۱:۳۷۹)	

یعنی ان کے نزد بھی **لا تقبل منها شفاعة** میں ھا ضمیر سے مراد نفس کافر

ہی ہے۔

۳۔امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

ولا يقبل منها شفاعة يعني من الكافرين.
(تفسیر ابن کثیر'۱:۸۹)

اور ان سے شفاعت قبول نہیں کی جائے گی اس سے مراد یہ ہے کہ کافروں سے شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔

۴۔امام خازنؒ فرماتے ہیں:

و المعنى لا تقبل الشفاعة اذا كانت النفس كافرة.
(تفسیر خازن'۱:۴۸)

اور اس کا معنی یہ ہے کہ جب نفس کافر ہو تو اس کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔

۵۔امام نسفیؒ فرماتے ہیں:

لا تقبل منها شفاعة للكافرة
(تفسیر النسفی'۱:۴۷)

اس سے شفاعت قبول نہیں کی جائے گی سے مراد یہ ہے کہ نفس کافر سے شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔

ان اجل مفسرین کرام کی ان منقولہ عبارات کی روشنی میں یہ بات طے ہو گئی کہ مذکورہ آیات قرآنیہ میں کفار سے شفاعت کی نفی مراد ہے نہ کہ مومنین سے۔

۲۔ کفار سے روز قیامت دوستی اور شفاعت کی نفی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا

اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ

بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَO
(البقرہ ۲:۲۵۴)

میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہو گی اور (کافروں کیلئے) نہ کوئی دوستی (کار آمد) ہو گی اور نہ (کوئی) سفارش' اور یہ کفار ہی ظالم ہیںO

مذکورہ آیتِ کریمہ میں درج ذیل تین چیزوں کی نفی کی گئی ہے۔

i) خرید و فروخت (لا بیع)

ii) دوستی (لا خلة)

iii) شفاعت (لا شفاعة)

اب ہم ان تینوں چیزوں پر الگ الگ بحث کرتے ہیں۔

۱۔ بیع کی نفی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ " اس دن کوئی خرید و فروخت نہ ہو گی قرآن حکیم نے کسی دوسرے مقام پر بیع کا اثبات نہیں فرمایا لہٰذا اس آیۃ کریمہ میں مطلق بیع کی نفی مذکور ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس کا تعلق مومنین سے ہو یا کافرین سے۔ کوئی شخص بھی روز قیامت بیع نہیں کر سکے گا۔

۲۔ دوستی کی نفی

دوسری چیز یہ بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے روز کوئی دوستی کام نہ آئے گی' لیکن قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر خود اللہ تعالیٰ نے اس حکم سے مومنین و متقین کو

مستثنٰی فرمادیا۔

ارشاد ربانی ہے:

اَلاَ خِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۝ؕ (الزخرف '۴۳:۶۷)	قیامت کے روز گہرے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے (کہ وہ ایک دوسرے کی دوستی کاپاس رکھیں گے)

لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ دوستی جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو وہی کام آئے گی اس لئے متقین دنیاو آخرت دونوں جگہ کام آئیں گے۔ جس دوستی کی نفی ہے وہ کفار و مشرکین کی دوستی ہے۔

۳۔شفاعت کی نفی

تیسری نفی اس مقام پر شفاعت کی ہے لیکن قرآن حکیم نے دیگر بہت سے مقامات پر اس کا اثبات فرمایا ہے مثلاً اس سے متصل اگلی آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ (البقرہ '۲:۲۵۵)	کون ایسا شخص ہے جو اس کے حضور اس کے اذن کے بغیر سفارش کرسکے۔

اس لئے یہاں شفاعت کی نفی کافروں سے ہے اور اثبات شفاعت کا مومنین کے لئے ہے وہ جنہیں اذن ہو چکا ہے۔

اسلوبِ آیت سے استدلال

اس آیت کے اسلوب سے بھی اس کے مفہوم کی جہت متعین ہوتی ہے آیت کے آغاز میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ کہہ کر خطاب فرمایا۔ تو یہ اس طرف اشارہ تھا

کہ روز قیامت خرید و فروخت کی نفی کے حکم میں مومنین و کفار دونوں شامل ہیں اور پھر وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ کے بعد فرمایاوَالْکٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْن(اور کافر ہی ظالم ہیں)اس میں اس امر کااشارہ فرمایاکہ یہ دونوں حکم کافروں کے ساتھ خاص ہیں۔

مفسرینِ کرام کی آراء

اس موقع پر ہم چند مفسرین کرام کی آراء پیش کرتے ہیں۔

ا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

ولا شفاعة للكفرين
(تنویرالمقباس من تفسیرابن عباس:۳٦)

لا شفاعة سے مراد یہ ہے کہ کافرین کے لئے شفاعت نہیں ہے۔

۲۔ علامہ قرطبیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

ولا شفاعة الا باذن الله.
(تفسیر قرطبی،۳:۲٦٦)

اور شفاعت نہیں مگر اللہ کے اذن سے۔

۳۔ قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

ولا شفاعة الا باذن الله.
(تفسیر مظہری،۱:۳۵۷)

اللہ کے اذن کے بغیر شفاعت نہیں۔

۴۔ علامہ اسماعیل حقیؒ رقمطراز ہیں:

فان الدلائل قائمة على ثبوت الشفاعة للمومنين بعد ان يوذن لهم فيها.
(روح البیان،۱:۳۹٦)

مومنین کے لئے اذن شفاعت کے بعد ان کے شفاعت کے کرنے کے ثبوت میں بہت ساری دلیلیں موجود ہیں۔

۳۔ کفار کیلئے کوئی ولی و شفیع نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ○

(الانعام‘۶:۷۰)

اس کے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی سفارشی اور اگر وہ (جان اپنے گناہوں کا) پورا پورا بدلہ (یعنی معاوضہ) بھی دے تو (بھی) اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے کے بدلے ہلاکت میں ڈال دیئے گئے ان کے لئے کھولتے ہوئے پانی کا پینا ہے اور دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے۔

آیت مذکورہ میں دوٹوک انداز میں بیان فرمادیا گیا ہے کہ کافروں کیلئے کوئی شفاعت کرنے والا اور مددگار نہ ہوگا۔ خود ائمہ و مفسرین کی تصریحات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے روز جو لوگ بے یار و مددگار ہوں گے وہ اللہ کے نافرمان سرکش اور کافر ہیں۔ ذیل میں دو علمائے تفسیر کے اقوال درج کئے جاتے ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔

یعنی الیهود والنصاریٰ ومشرکی العرب

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس:۱۱۲)

اس سے یہود‘ نصاریٰ اور مشرکین عرب مراد ہیں۔

۲۔علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں۔

ای لا تعلق قلبك بهم فانهم اهل تعنت . (قرطبی، ۷:۱۵)

یعنی آپ کا ان سے کوئی قلبی تعلق نہیں کیونکہ وہ نافرمانی (و سرکشی) کرنیوالے ہیں۔

۴۔ مشرکین کی شفاعت کرنے والے ماذون نہیں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَ كُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓـؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ○ (الانعام ۶:۹۴)

اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم (یہ) گمان کرتے تھے کہ وہ تمہارے (معاملات) میں شریک ہیں بیشک (آج) تمہارا باہمی تعلق (و اعتماد) منقطع ہوگیا اور وہ (سب) دعوے جو تم کیا کرتے تھے تم سے جاتے رہے۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ مشرکین جن کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں،ان کو شفاعت کرنیوالا بھی خیال کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا تمہارے ساتھ تمہارے شریک نظر نہیں آئے۔ تمہارے اور ان کے درمیان رابطہ ختم ہوچکا ہے اور جو تم گمان کرتے تھے وہ جاتا رہا۔ لہٰذا یہ نفیٔ شفاعت مشرکین سے ہے نہ کہ مومنین سے۔

۱۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

ای الذین عبدتموھم وجعلتموھم شرکاء یرید الاصنام و کان المشرکون یقولون الاصنام شرکاء اللہ و شفعاؤنا عندہ. (تفسیر قرطبی، ۷:۴۲)	(شفعاء کم) یعنی جن کی تم عبادت کرتے تھے اور انہیں شریک بناتے تھے اس سے بت مراد ہیں اور مشرکین کہتے تھے (یہ) بت اللہ کے شریک ہیں اور اسی کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں۔

۲۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

شفعاء کم الاصنام فی استحقاق عبادتکم شرکاء للّٰہ. (جلالین: ۱۴۰)	(آیت میں شفعاء کم سے مراد) بت ہیں جن کے بارے میں تم یہ خیال کرتے تھے کہ وہ استحقاق عبادت میں اللہ کے شریک ہیں۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

شفعاء کم الھتکم. (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۱۱۵)	(آیت میں شفعاء کم سے مراد) تمہارے معبودان باطلہ ہیں۔

۵۔ اللہ کو بھلا دینے والے، شفاعت سے محروم ہوں گے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗط يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ج فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ	وہ صرف اس (کہی ہوئی بات) کے انجام کے منتظر ہیں جس دن اس (بات) کا انجام سامنے آجائے گا وہ لوگ جو اس سے قبل اسے بھلا چکے

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ط قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَO

(الاعراف'۷:۵۳)

تھے کہیں گے بے شک ہمارے رب کے رسول حق (بات) لے کر آئے تھے سو کیا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں جو ہمارے لئے سفارش کردیں یا ہم (پھر دنیا میں) لوٹا دیئے جائیں تاکہ ہم (اس مرتبہ) ان (اعمال) سے مختلف عمل کریں جو (پہلے) کرتے رہے تھے بے شک انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور وہ (بہتان و افتراء) ان سے جاتا رہا جو وہ گھڑا کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز اللہ کو بھلاڈالنے والوں کو شفاعت کچھ کام نہ دے گی۔ اس لئے وہ دوبارہ دنیا میں جاکر نیک اعمال کرنے کی خواہش کا اظہار کریں گے یہ بات کافر ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ مومن کی طرف سے اللہ کو بھلا دینے کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اس آیت کریمہ کے تحت ائمہ و مفسرین کی تصریحات بھی اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ جو لوگ شفاعت سے محروم ہوں گے وہ کفار و مشرکین ہی ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

فنعملٔ فنومن و نعمل غیر

تاکہ ہم عمل کریں کا مطلب ہے کہ ہم ایمان لائیں اور عمل کریں اس کے

الذی کنا نعمل فی الشرک علاوہ، جو حالت شرک میں ہم عمل کرتے رہے تھے۔
(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس:۱۲۹)

۲۔ علامہ قرطبیؒ کے مطابق کہ یہ قول کرنے والے دراصل مشرکین ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

ای بطل ما کانوا یقولون من ان مع اللہ الھا آخر یعنی باطل ہوا جو وہ کہتے تھے کہ اللہ کے ساتھ دوسرا خدا (بھی) ہے۔
(تفسیر قرطبی، ۷:۲۱۸)

۳۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

ای ترکوا الایمان لہ یعنی (یہ ان لوگوں کا قول ہے) جو اس پر ایمان نہ لائے تھے
(جلالین:۱۵۸)

مندرجہ بالا اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ قول مشرکین و کفار کے لئے ہے اور اسے مسلمانوں کے حق میں ثابت کرنا منشاء قرآنی کے خلاف ہے۔

۶۔ کفار کی دنیا کو پلٹ جانے کی حسرت

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ روز قیامت کفار حسرت بھرے لہجے میں کہیں گے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ Oوَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍOفَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَO سو (آج) نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے Oاور نہ کوئی گرم جوش دوستO سو کاش ہمیں ایک بار (دنیا میں) پلٹنا (نصیب) ہو جاتا تو ہم مومن ہو جاتےO
(الشعراء، ۲۶:۱۰۰تا۱۰۲)

اس آیت طیبہ میں کفار کے حسرت بھرے جذبات کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ قیامت کے روز عذاب دیکھ کر کہیں گے: کاش ہمیں دنیا میں واپس جانے کا موقع مل جاتا تو ہم بھی مومن بن کر زندگی گزارتے اور پھر یوں حسرت بھرے انداز میں نہ رہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین اپنے کفر کی وجہ سے شفاعت سے محرومی کا اعتراف کر رہے ہوں گے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ جلال الدین محلیؒ لکھتے ہیں:

فما لنا من شافعين كما للمومنين من الملئكة والنبين و المومنين.	تو آج ہمارا کوئی سفارشی نہیں جس طرح مومنین کے لئے ملائکہ، انبیاء اور مومنین (سفارشی) ہیں۔

(جلالین: ۲/۴۷۳)

تفسیر جلالین وہ مستند تفسیر ہے جس کی تدریس آج بھی دینی مدارس میں بطور نصاب شامل ہے لوگ تو شفاعت انبیاء پر کج فہمی اور کور چشمی کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں جبکہ صاحبِ تفسیر ملائکہ، انبیاء بلکہ مومنین کی شفاعت کو بھی آیت کریمہ سے ثابت کر رہے ہیں۔

۷۔ مشرکین کی روزِ قیامت عدمِ شفعاء کی وجہ سے سخت ناامیدی

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَ كَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ○ وَ يَوْمَ	اور جس دن قیامت برپا ہو گی مجرم آس توڑ کر رہ جائیں گے○ اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کے سفارشی نہ ہوں گے، اور وہ لوگ (خود بھی)

تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَO فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَO (الروم'۳۰:۱۲تا۱۵)	اپنے شریکوں سے منکر ہوجائیں گےOاور جس دن قیامت قائم ہوگی (نیک و بد) لوگ جدا جدا ہوجائیں گےOپس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو وہ جنت میں (انعامات سے) نوازے جائیں گےO

اس آیت میں یہ چیز بیان کی گئی ہے کہ مجرمین قیامت کے روز سخت ناامید ہونگے۔ان مجرمین سے مراد کفار و مشرکین ہیں۔

اس امر پر درج ذیل چیزیں دلالت کرتی ہیں۔

۱) آیت میں سیاق کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں مشرکین و کفار مراد ہیں کیونکہ احوال آخرت بتا کر ساتھ ہی "فاما الذین آمنوا" کہہ کر ایمان والوں کے احوال بیان فرمائے ہیں یہ ایک واضح اشارہ ہے کیونکہ اس سے پہلے اہل ایمان کے مدمقابل ان لوگوں کے احوال بیان کئے گئے ہیں جو کفار و مشرکین ہیں۔

۲) "یبلس" سخت ناامیدی پر دلالت کرتا ہے اور یہ چیز بذات خود اس چیز کے تعین کے لئے کافی ہے کہ وہ کفار و مشرکین ہونگے کیونکہ مومنین پر ناامیدی کی حالت روزِ قیامت طاری نہیں ہوگی۔

۳) مفسرین نے بھی یہاں یہی معنی مراد لیا ہے۔امام جلال الدین محلیؒ فرماتے ہیں:

(یبلس المجرمون) یسکت المشرکون لانقطاع حجتھم (جلالین:۴۰۶)	یبلس المجرمون سے مراد یہ ہے کہ مشرکین اپنی حجت کے ختم ہونے کے باعث خاموش ہوجائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

ییاس المشرکون من کل خیر (ولم یکن لھم) لعبدۃ الاوثان (من شرکائھم من) الھتھم شفعاء .	مشرکین ہر خیر سے مایوس ہونگے اور بتوں کی عبادت کرنے والوں کے لئے ان کے خداؤں میں سے سفارشی نہ ہونگے۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس:۳۳۹)

۸۔ صداقتِ قرآن کے منکرین کی شفاعت سے محرومی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ O (سجدہ ۳۲:۴)	اس (اللہ) کے علاوہ تمہارا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں۔ کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اس آیت کریمہ سے ماقبل آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جنہوں نے قرآن کی صداقت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور افتراپردازی کرتے ہوئے کہا کہ یہ حضور ﷺ نے خود اپنی طرف سے گھڑا ہے اور یوں حضور ﷺ پر بہتان عظیم باندھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان، زمین اور خلائی کائنات کی تخلیق کے مرحلے کی طرف توجہ دلائی اور ان کو خطاب کر کے فرمایا تمہارا کوئی ولی ہے نہ شفیع، پھر ان کو جھنجھوڑ کر فرمایا۔ کیا تم یہ کائنات دیکھ کر بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔

ا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

افلا تتذکرون تتعظون بالقرآن	افلا تتذکرون سے مراد یہ ہے کہ کیا

فتومنون
(تنویرالمقباس من تفسیرابن عباس:۳۴۸)

تم قرآن (کا اللہ کی کتاب ہونے کے باوجود اس) سے نصیحت نہیں پکڑتے۔

۲۔امام جلال الدین محلیؒ فرماتے ہیں:

(افلا تتذکرون) ھذا فتومنوا
(جلالین:۴۱۶)

کیاتم اس سے نصیحت نہیں پکڑتے کہ ایمان لے آؤ۔

۹۔ معبودانِ باطلہ سے نفیٔ شفاعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ءَ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِO
(یٰسین ۳۶:۲۳)

کیا میں اس (اللہ) کے سوا ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر وہ رحمٰن (ورحیم) مجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے گی اور نہ وہ مجھے (اس کی گرفت سے) بچا سکیں۔

مذکورہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ معبودان باطلہ کی پوجا کرنے والوں کو ان معبودوں کی شفاعت کچھ فائدہ نہ دے گی اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ معبودان باطلہ کی پوجا کافر بناتی ہے لہٰذا یہ امر ثابت ہوگیا کہ یہاں شفاعت کے نفع بخش ہونے کی نفی کفار کے لئے ہے۔اس سلسلے میں مفسرین کرام کی آراء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱)حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ء أتخذ أ٭أعبد (من دونه) من دو ن الله بأمر كم (الهة) أصناماً.
(تنویرالمقباس من تفسیر ابن عباس:۳۷۰)

ء أتخذ من دونه کا معنی ہے کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں۔ من دونہ کا معنی اللہ کے سواء (اور) الهة بتوں کے معنی میں مستعمل ہے۔

۲)علامہ جلال الدین محلیؒ رقمطراز ہیں:

(الهة) اصناماً.
(جلالین:۴۴۳)

الهة سے مراد بت ہیں۔

۳)علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

(الهة) يعنى اصناماً.
(تفسیر قرطبی،۱۵:۱۸)

الهة یعنی بت۔

۱۰۔ظالمین (کفار) کا کوئی شفیع نہ ہو گا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝
(المومن،۴۰:۱۸)

ظالموں کا نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات قابل قبول ہو ۝

۱)یہاں ظالمین سے مراد کفار ہیں جیسا کہ امام ابوالبرکات نسفیؒ فرماتے ہیں:

ما لظالمين : الكافرين من حميم ولا شفيع .
(مدارک علی الخازن،۴:۶۹)

ظالموں کے لئے یعنی کافروں کے لئے کوئی ولی دوست اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہو گا۔

۲)حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ما لظالمين المشركين. ظالمین سے مراد مشرکین ہیں۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۳۹۴)

۳) قرآن حکیم کے دوسرے مقامات پر چونکہ شفاعت کا اثبات بھی ہے اس لئے یہاں نفیٔ شفاعت کفار کے لئے متحقق ہے۔ کیونکہ یہاں ظالمین سے مراد گناہگار مؤمن نہیں ہیں اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ اس معنی کے خلاف صراحۃً دلالت کرتی ہیں:

۱- عن جابر قال، قال رسول الله ﷺ شفاعتي لاهل الكبائر من امتي

(جامع الترمذی، ۴،ح:۲۴۳۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

۲- عن ابی موسى الاشعری قال قال رسول الله ﷺ خيرت بين الشفاعة و بين ان يدخل نصف امتي الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واكفى أترونها للمتقين؟ لا ولكنها للمذنبين الخطائين المتلوثين.

(ابن ماجہ، ۲:ح۴۳۱۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حق شفاعت اور میری نصف امت کے جنت میں داخل کئے جانے میں اختیار دیا گیا۔ پس میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا کیونکہ یہ زیادہ عام ہے اور کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ متقین کے لئے ہے؟ نہیں وہ تو گناہگاروں، خطاکاروں اور معصیت میں آلودہ لوگوں کے لئے ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اصلاً شفاعت تو ہے ہی گناہگاروں کیلئے اور صلحاء کے لئے شفاعت کا مطلب محض بلندیٔ درجات ہے کیونکہ انہیں جنت میں داخل کرنے کا خود رب العالمین وعدہ فرما چکا ہے۔

۱۱۔ منکرینِ روزِ جزاء سے نفیٔ شفاعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَتَسَآءَلُوْنَ٥ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ٥ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ٥ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ٥وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ٥ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ٥ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ٥ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ٥ؕ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ٥ؕ

(المدثر ۷۴:۴۰تا۴۸)

وہ مجرمین سے پوچھیں گے ٥ تمہیں کیا چیز دوزخ میں لائی ٥ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے ٥ اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے ٥ اور ہم بے ہودہ باتیں کرنے والوں کے ساتھ مل کر بے ہودہ باتیں کیا کرتے تھے ٥ اور ہم جزاء و سزا کے دن کو جھٹلاتے تھے ٥ یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔ پس انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہ دے گی ٥

ان آیات میں ایک تو کفار و مشرکین سے نفی شفاعت کا بیان ہو رہا ہے اور دوسرا مومنین کے لئے شفاعت کا اثبات ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

(فما تنفعهم) يقول الله لا

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ مجرمین ملائکہ،

تنالهم (شفاعة الشافعين) يعنى شفاعة الملائكة و الانبياء والصالحين	انبیاء اور صالحین کی شفاعت نہیں پائیں گے۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۴۹۳)

اس آیت کریمہ میں ایک تو مجرمین کے لئے شفاعت کی نفی ثابت ہو رہی ہے جبکہ دوسری طرف اسی آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ملائکہ ' انبیاء اور صالحین شفیع ہونگے مگر ان کی شفاعت مجرمین یعنی کفار کے لئے نہیں بلکہ مومنین کے لئے ہوگی۔

۲۔ علامہ جلال الدین محلیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

ويقولون لهم بعد اخراج الموحدين من النار	اور موحدین کے جہنم سے نکالے جانے کے بعد ان سے کہا جائے گا۔

(جلالین: ۵۸۰)

معلوم ہوا کہ یہ سارا کلام منکرین سے ہو رہا ہے۔ آگے مزید اسی آیت کے ذیل میں فرمایا:

(فما تنفعهم شفاعة الشافعين) من الملائكة و الانبياء والصالحين و المعنى لا شفاعة لهم.	انبیاء ' ملائکہ اور صالحین کی شفاعت انہیں کوئی نفع نہ دے گی مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی شفاعت نہیں۔

(جلالین: ۵۸۰)

۳۔ علامہ قرطبیؒ نے اس آیت کے تحت انتہائی ایمان افروز تفسیر فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں:

أی یسئلون (عن المجرمین) ای المشرکین.

مجرمین یعنی مشرکین سے سوال کیا جائیگا۔

پھر اسی سورہ کی اگلی آیات کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

هذا دلیل علی صحة الشفاعة للمذنبین و ذالك ان قوماً من اهل التوحید عذبوا بذنوبهم ثم شفع فیهم فرحمهم الله بتوحیدهم والشفاعة فاخرجوا من النار ولیس للکفار شفیع یشفع فیهم.

(تفسیر قرطبی، ۱۹:۵۷)

یہ (آیت) گناہگاروں کے لئے ثبوت شفاعت کی دلیل ہے۔ اس طرح کہ اہل توحید میں سے گناہگار موحدین کو ان کے گناہوں کے بدلے عذاب ہوگا پھر ان کی شفاعت کی جائے گی پس اللہ ان کی توحید اور شفاعت کی وجہ سے ان پر رحم فرمائے گا اور انہیں جہنم سے نکال دے گا جبکہ کفار کے لئے کوئی بھی شفیع شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔

مذکورہ آیت کریمہ میں **فما تنفعهم شفاعة الشافعین** سے پہلے کے الفاظ خود ان لوگوں کا تعین کر رہے ہیں جن کے لئے شفاعت نفع بخش نہ ہوگی یہ وہ لوگ ہیں جو روز قیامت کو جھٹلاتے ہیں ظاہر ہے روز قیامت کو مسلمان نہیں جھٹلا سکتے۔ اس پر مزید قرآن حکیم نے فرمایا کہ روز قیامت کا انکار ان کی زندگی کے آخری مرحلے تک جاری رہا اور ان کو اسی حالت میں موت آگئی لہٰذا اس آیت سے مسلمانوں کے حق میں نفئ شفاعت گمان کرنا درست نہیں ہے۔

۳۔ الاذن للشافع

شفاعت کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے کو شفاعت کرنے کا اذن مل چکا ہو یعنی وہ ماذون ہو تبھی اس کی شفاعت بارگاہ ایزدی میں مقبول ہو گی اس پر قرآن حکیم کی بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں چند ایک ملاحظہ کریں۔

۱- مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرہ ۲:۲۵۵)

کون ایسا شخص ہے جو اس کے حضور اس کے اذن کے بغیر سفارش کر سکے۔

۲- مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ (یونس ۱۰:۳)

(اس کے حضور) اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش کرنے والا نہیں۔

۳- یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ...... (طٰہٰ ۲۰:۱۰۹)

اس دن سفارش سود مند نہ ہو گی سوائے اس شخص (کی سفارش) کے جسے (خدائے) رحمان نے اذن (و اجازت) دے دی ہے۔

٤- وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (سبا ۳۴:۲۳)

اور اس کے پاس (کسی کی) سفارش کام نہیں آتی بجز اس کے کہ جس کو وہ خود (سفارش کے لئے) اجازت دے۔

۵- لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ

ان کی شفاعت کسی چیز کا فائدہ نہ دے گی مگر اس کے بعد کہ اللہ جس کے

وَ يَرْضٰیO	لئے چاہے اذن دے اور جس سے راضی ہو۔
(النجم۵۳:۲۶)	

مذکورہ بالا تمام آیات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اذن کے بعد ہی شفاعت فائدہ مند ہوگی۔ جن لوگوں کو اذن شفاعت نہیں ملا ان کی شفاعت کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی صرف انہی لوگوں کی شفاعت نفع بخش ہوگی جن کو اذن شفاعت مل چکا ہے۔

شافعین ماذون ہیں

اس مقام پر ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ حق شفاعت تو اذن شفاعت سے مشروط ہے پھر ہم انہیں پہلے سے کیوں شافع اور ماذون للشفاعۃ خیال کرتے ہیں۔

حقیقت میں یہ ایک غلط فہمی ہے کہ انہیں اذن شفاعت نہیں ملا اور قیامت کے روز ملے گا بلکہ قیامت کو جو اذن ملے گا وہ تو اذن کلام ہوگا۔ اذن شفاعت تو اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو دنیا میں ہی عطا کر دیتا ہے اس بات پر کئی ایک چیزیں دلالت کرتی ہیں۔

۱) مذکورہ بالا آیات میں سے چار آیات کے ساتھ لفظ ''اذن'' صیغہ ماضی کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذن شفاعت مل چکا ہے۔

۲) سورہ مریم میں ارشاد ربانی ہے:

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًاO	(اس دن) لوگ شفاعت کے مالک نہ ہوں گے سوائے ان کے جنہوں نے (خدائے) رحمان سے وعدۂ (شفاعت) لے لیا ہے۔
(مریم۱۹:۸۷)	

اس آیت کریمہ میں بھی (اتخذ) صیغہ ماضی استعمال ہوا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ ان سے شفاعت کا وعدہ ہو چکا ہے۔

(۳) قرآن کا نزول آج سے چودہ سو سال قبل ہو چکا ہے اس میں شفاعت کرنے والوں اور اس سے محروم رہنے والوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ گویا نزول قرآن کے وقت سے بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے شافعین کو اذن شفاعت مل چکا ہے اب جس اذن کا ذکر قیامت کے روز کے حوالے سے آتا ہے اس سے مراد ماذون لوگوں کے کلام کا اذن ہو گا۔

٤- وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ (الزخرف ۴۳:۸۶)

وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں ہونگے مگر وہ جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ اسے جانتے ہیں ○

شہادت بالحق قیامت کے روز نہ ہو گی بلکہ وہ تو دنیا سے تعلق رکھتی ہے اس لئے سورہ حدید کے مطابق منافقین کو حکم ہو گا "ارجعوا وراء کم" کہ دنیا میں واپس لوٹ جاؤ کیونکہ جو کچھ وہاں جا کر کرو گے وہاں کی شہادت کام آئے گی۔

شہادت بالحق کی وضاحت

قرآن کریم کی مذکورہ صدر آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ شاہدین بالحق کو اذن شفاعت مل چکا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شاہدین بالحق کون لوگ ہیں؟ شہادت بالحق کی تفصیل سورہ آل عمران میں اس طرح آئی ہے:

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَ اُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(ال عمران' ۳:۱۵-۱۸)

(اے حبیب ﷺ) آپ فرمادیں کیا میں تمہیں ان سب سے بہترین چیز کی خبر دوں؟ (ہاں) پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس (ایسی) جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (ان کے لئے) پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور (سب سے بڑی بات یہ کہ) اللہ کی طرف سے خوشنودی نصیب ہوگی' اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے ۝ (یہ وہ لوگ ہیں) جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم یقیناً ایمان لے آئے ہیں سو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے ۝ (یہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور قول و عمل میں سچائی والے ہیں اور ادب و طاعت میں جھکنے والے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں اور رات کے پچھلے پہر (اٹھ کر) اللہ سے معافی مانگنے والے ہیں ۝ اللہ نے اس

بات پر گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی
لائق عبادت نہیں اور فرشتوں نے
اور علم والوں نے بھی (اور ساتھ یہ
بھی) کہ وہ ہر تدبیر عدل کے ساتھ
فرمانے والا ہے' اس کے سوا کوئی
لائقِ پرستش نہیں وہی غالب حکمت
والا ہےo

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ حق کی گواہی دینے والوں میں فرشتوں کے ساتھ **اولو العلم** کا بھی ذکر کیا ہے اور پھر **اولو العلم** کی تفصیل بھی اس سے ماقبل آیات میں بیان کر دی۔

اللہ تعالیٰ ان طبقات کو اذن شفاعت عطا کر چکا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں ارشاد فرمایا تھا کہ حق کی شہادت دینے والوں کو اذن شفاعت مل چکا ہے اور شہادت حق چونکہ دنیا میں ہی ہوتی ہے اس لئے آخرت میں اس کو معتبر نہیں گردانا جائے گا۔ لہٰذا جس نے دنیا میں شہادت حق دی وہ شفاعت کا دنیا میں ہی مالک قرار دیا جائے گا۔ ہاں قیامت کے روز اس کے بعد ایک دوسرا اذن ہو گا جس کے بعد شافعین اپنا اختیار استعمال کریں گے اور اللہ سے کلام کر سکیں گے۔ یہی اذن کلام ہے جبکہ اذن شفاعت تو پہلے ہی مل چکا ہے۔

اذن شفاعت کے دو درجات

اوپر کی گئی بحث سے معلوم ہوا کہ اذن شفاعت کے دو درجے ہیں۔

۱۔ اذنِ شفاعت ۲۔ اذنِ کلام

اذنِ شفاعت

یہ وہ اذن ہے جس کا تفصیلاً ذکر اوپر آچکا ہے یہ اذن شفاعت تو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو دنیا میں ہی عطا فرمادیا ہے۔

اذنِ کلام

یہ دوسرا اذن ہے۔ قیامت کے دن جب ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہو گی اللہ تعالیٰ کے جلال اور ہیبت کے سامنے کسی آدمی کو بولنے کی مجال نہ ہو گی اس وقت فقط وہی بات کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ کلام کرنے کا اذن دے گا۔ اس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آتا ہے:

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا۝
(النباء ۷۸:۳۸)

جس دن جبریل (روح الامین) اور (تمام) فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی لب کشائی نہ کر سکے گا، سوائے اس شخص کے جسے (خدائے) رحمان نے اذن (شفاعت) دے رکھا تھا۔ اور اس نے (زندگی میں تعلیمات اسلام کے مطابق بات بھی درست کہی تھی۔

یہ اذن کلام، آدابِ شفاعت اور بارگاہِ الوہیت کے آداب میں سے ہے اس کا اذن شفاعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو اس دنیا میں مل چکا اس لئے جن مقامات پر قیامت کے روز اذن دیئے جانے کی بات ہے وہ اذن کلام ہے نہ کہ اذن شفاعت۔ اس کی مثال دنیا میں وکیل کی طرح ہے کہ وکیل پہلے بنایا جاتا ہے بعد میں جج

کے سامنے جب اسے اجازت مل جاتی ہے تو وہ بولتا ہے۔

۴۔الرضا عن المشفوع له

شفاعت کی مقبولیت کی چوتھی شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا جس آدمی کے بارے میں شفاعت کرنا چاہتا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ذات بھی راضی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کے بارے میں راضی ہی نہیں کہ اس کی شفاعت کی جائے تو یہ ظاہر و باہر ہے کہ اس سے متعلق شفاعت کا کیا جانا ناممکن ہوگا کیونکہ شفاعت کرنے والے کو شفاعت کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اس چیز پر بھی قرآن حکیم کی متعدد آیات دلالت کرتی ہیں کہ شفاعت اسی کے حق میں مقبول ہوگی جس کے بارے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

۱- وَلَا يَشْفَعُوْنَ لا اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى...... (الانبیاء ۲۱:۲۸)	اور وہ (اس کے حضور) سفارش بھی نہیں کرتے مگر اس کے لئے (کرتے ہیں) جس سے وہ خوش ہو گیا ہو۔
۲- وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰىO (النجم ۵۳:۲۶)	اور آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں (لیکن) ان کی سفارش کسی کے کام نہیں آسکتی (اور نہ ہی وہ کسی کی سفارش کرتے ہی ہیں) سوائے اس کے کہ اللہ ہی جس کے لئے چاہے ان کو (سفارش کی) اجازت دے اور (خود اس سفارش کو) پسند بھی فرمائےO

ان آیات سے معلوم ہوا کہ شفاعت کرنے والے کی شفاعت فقط اس شخص

کے حق میں مقبول ہو گی جس کے لئے شفاعت کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہو۔

اس فصل میں ہم نے شفاعت فی الاخرت کی شرائط بیان کیں جس کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ پاک نے مخلوقات میں سے محبوب ترین ہستی حضور نبی اکرم ﷺ کی امت کو آپ ﷺ کی خاطر بخشش و مغفرت کا ایک وسیع نظام عطا فرمایا ہے شفاعت اس نظام بخشش و مغفرت کا اہم ترین جز ہے۔ روز قیامت انبیاء' اولیاء' صلحاء' درجہ بدرجہ شفاعت کریں گے لیکن شفاعت کے جس اعلیٰ ترین درجے مقام محمود پر ہمارے آقاء و مولا ﷺ فائز ہوں گے وہ کسی اور کے نصیب میں نہیں آئے گا کہ یہ مہتمم بالشان اعزاز صرف آپ ﷺ کی کا طرہ امتیاز ہے

آیات بینات کے علاوہ ارشادات نبوی ﷺ بھی بڑی صراحت سے اس امر کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو مقام شفاعت کبریٰ پر فائز کیا گیا ہے جبکہ دیگر صالحین و مقربین اپنے اپنے درجوں پر شفاعت سر انجام دیں گے۔ ان ارشادات نبوی کا بیان انشاء اللہ باب چہارم میں کیا جائے گا۔

فصل دوم

روز قیامت ماذون و غیر ماذون طبقات کے احوال اور ان کے نمایاں امتیازات

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ مبارک ہستیاں جو مقربین بارگاہ الٰہی ہیں اور وہ طبقہ جو مردودِ بارگاہ ہیں ان دونوں کے درمیاں نمایاں فرق ہے۔ اللہ کریم اپنے محبوب و مقرب بندوں پر جو انعام فرماتا ہے' انہیں جس اکرام و اعزاز سے نوازتا ہے۔ وہ راندۂ درگاہ کے نصیب میں کہاں؟ روز محشر جب اولین و آخرین کا اجتماع ہو گا اس دن رب تعالیٰ کے بارگاہ میں جو لوگ پیش ہوں گے ان کے احوال جدا جدا ہوں گے۔ مقربین روشن چہروں کے ساتھ معزز مہماں کی طرح پورے اعزاز کے ساتھ حاضر ہوں گے جبکہ مجرمین اور نافرمان سیاہ اداس چہروں کے ساتھ شرمندگی کے ساتھ پیش ہوں گے قرآن حکیم کی رو سے ماذون اور غیر ماذون طبقات کے احوال میں جو نمایاں فرق ہو گا' اس کا ایک جائزہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

عام انسان کی بحیثیت عبد حاضری

یوں تو عام فرشتے جن اور انسان قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبد کی حیثیت سے حاضر ہونگے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ اِلَّا اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا○ط (مریم۱۹:۹۳)	آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی (آباد) ہیں (خواہ فرشتے ہیں یا جن و انس) وہ اللہ رحمٰن کے حضور محض بندہ کے طور پر حاضر ہونے والے ہیں۔

لیکن قرآن حکیم نے دو طبقات کا خاص طور پر جدا جدا ذکر کیا ہے۔ ماذون بالشفاعۃ کا کسی اور انداز میں اور محروم الشفاعۃ کا ذکر کسی اور انداز میں۔ ان میں سے چند ایک مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

ماذون بالشفاعۃ۔ معزز مہمان

وہ لوگ جن کو اذن شفاعت مل چکا ہے ان کو معزز مہمانوں کی طرح بارگاہ الوہیت میں لایا جائیگا اس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آتا ہے:

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا○ (مریم ۱۹:۸۵)	جس دن ہم پرہیزگاروں کو جمع کر کے (خدائے) رحمان کے حضور (معزز مہمانوں کی طرح) سواریوں پر لیجائیں گے۔

محروم الشفاعۃ تشنہ دہن مجرم

اور وہ لوگ جن کو شفاعت سے محروم رکھا گیا ہے ان کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا○ (مریم ۱۹:۸۶)	اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانک کر لے جائیں گے۔

یہ حالتِ پہچان ہے ان لوگوں کی جو محروم الشفاعۃ ہیں، اور پھر اس سے اگلی آیت میں ماذون اور غیر ماذون دونوں طبقات کا یوں یکجا ذکر کیا گیا ہے:

لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ	(اس دن) لوگ شفاعت کے مالک نہ

اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○ (مریم ۱۹:۸۷) ہوں گے سوائے ان کے جنہوں نے (خدائے) رحمان سے وعدہ (شفاعت) لے لیا ہے۔

نمایاں فرق

مذکورہ آیات میں ماذون بالشفاعۃ اور غیر ماذون بالشفاعۃ لوگوں کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ سے ان کی حیثیت اور قدر و منزلت واضح ہو جاتی ہے۔

۱۔ ماذون بالشفاعۃ متقین کے لئے "نحشر" (ہم اکٹھا کریں گے) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جبکہ دوسرے کے لئے "نسوق" (ہم ہانک کر لے جائیں گے) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ پہلے گروہ کے لئے "وفداً" (با عزت گروہ کے طور پر) کا لفظ استعمال ہوا اور دوسرے گروہ کے لئے "ورداً" (پیاسے جانوروں کی طرح) کا لفظ آیا ہے۔ جو ذلت و رسوائی کی غمازی کرتا ہے۔

۳۔ پہلے گروہ کے لئے "الی الرحمن" جبکہ دوسرے کے لئے "الٰی جهنم" کے الفاظ مذکور ہیں۔

نکتۂ محبت

☆ قرآن کریم میں جس طرح مجرمین کے لئے "الٰی جهنم" کہا گیا ہے اسی طرح دوسرے گروہ کے لئے "الی الجنة" فرمایا جانا چاہئے تھا مگر ایسا نہیں کہا گیا۔ کیونکہ جنت تو ہے ہی ان کے لئے جن کو اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جایا جا رہا ہے جہاں ان کی تکریم بطور مہمان کی جاتی ہے اور انہوں نے دوسرے لوگوں کی شفاعت

انجام دینی ہے

☆ دوسری چیز یہ ہے کہ ان کو جنت سے کوئی غرض نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنے محبوب حقیقی کے دیدار کے پیاسے ہیں چونکہ وہ جنت جیسی نعمت سے بے نیاز ہیں لہٰذا یہاں الی الجنت کی بجائے الی الرحمن کا ذکر کیا گیا۔

مقرب وماذون مہمانوں کا استقبال

ماذون و مقرب لوگ جب اللہ تعالیٰ کے معزز مہمان ہوں گے تو قیامت کے روز ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جو کہ مہمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ کیونکہ اس کی میزبانی سے بڑھ کر کسی اور میزبانی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مہمانوں کے لئے قیامت کے دن کی سب سے بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہنے کی خوشخبری سنادی اور ساتھ ساتھ فرشتے ان مہمانوں کا جس طرح والہانہ استقبال کریں گے اس کا ذکر سورہ انبیاء میں یوں ہے:

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

(الانبیاء ۲۱:۱۰۳)

(روز قیامت کی) سب سے بڑی ہولناکی (بھی) انہیں رنجیدہ نہیں کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (اور کہیں گے) یہ تمہارا (ہی) دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا۔

چراغاں کا ساسماں

دستور زمانہ ہے کہ جب معزز مہمان آئیں تو ان کی تکریم کے لئے گھروں

میں چراغاں یعنی بطور خاص روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عالم اخروی میں وہ لوگ جو رب العزت کی بارگاہ میں مقرب و معزز ہیں ان کو روز قیامت معزز مہمان بنایا جائے گا جن کے اعزاز میں اللہ رب العزت کی طرف سے وہ عطائیں ہوں گی جس کا ہم اس دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ خود اللہ تعالیٰ ان کی پر شکوہ شان و شوکت سے آمد کا نقشہ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۚ
(الحدید، ۵۷:۱۲)

جس دن آپ (اپنے) مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کے آگے (آگے) اور ان کے داہنے جانب ان کا نور دوڑتا ہوا چلا جارہا ہوگا (جو ان کے ماحول کو روشن کئے ہوگا یہ ان کے ایمان اور عمل صالح کا نور ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا۔ (لو) آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں تم ہمیشہ رہو گے (اور اس جنت کا مل جانا اور پاجانا) یہی بڑی کامیابی ہے۔

مقربین کیلئے چار عطائیں

مذکورہ آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان خاص بندوں کے لئے روزِ قیامت چار عطاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ان کے ارد گرد نور ہو گا۔ ہر طرف نور علی النور کا سماں ہو گا۔
۲۔ان کے لئے خوشخبریاں ہو نگی (ان کو خیر مقدمی کلمات سے مرحبا کہا جائے گا)۔
۳۔ان کے لئے وہ باغات ہو نگے جن کے نیچے نہریں بہتی ہو نگی۔
۴۔ عظیم کامیابی ان کے قدم چومتی ہو گی۔

مقربین کی چار عطاؤں کے بعد محرومین کی چار محرومیوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

کفار و مشرکین کیلئے چار محرومیاں

کفار و مشرکین اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتے رہے باوجود اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے مگر پھر بھی اللہ رب العزت نے انہیں اپنی نعمتوں سے محروم نہ کیا۔ لیکن قیامت کے روز ان کے اس کفران نعمت کے بدلے اللہ تعالیٰ ان کو جو سزا دے گا اس کا بیان ذیل میں چار محرومیوں کی صورت میں مذکور ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ط (البقرة،۲:۲۵۴)	جس دن نہ کوئی خرید و فروخت ہو گی اور (کافروں کے لئے) نہ کوئی دوستی (کارآمد) ہو گی اور نہ (کوئی) سفارش۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا	پس آج کے دن نہ تم سے کوئی فدیہ

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○	قبول ہوگا اور نہ منکروں سے (یعنی اے منافقین جو حشر کافروں کا ہوگا وہی تمہارا)۔ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے، وہی تمہارا رفیق ہے، اور وہ بری جگہ ہے۔
(الحدید، ۱۵:۵۷)	

مختصراً یہ کہ مذکورہ بالا دونوں آیات کی روشنی میں کفار و مشرکین کے لئے قیامت کے روز درج ذیل چار محرومیاں ان کا مقدر ہونگی:

۱۔ عدم دوستی

۲۔ عدم شفاعت

۳۔ عدم فدیہ

۴۔ جنت سے محرومی اور دردناک عذاب کی خبر

منافقین کے مقابلے میں مومنین نور کے جھرمٹ میں

قیامت کے روز جب مومنین نور کے جھرمٹ میں ہونگے تو ان کے دلنشیں منظر کو دیکھ کر منافقین حسرت کا اظہار کریں گے اور ان کے سامنے جس طرح دست سوال دراز کریں گے ان کے اس یاس آمیز دلی کیفیت کا بیان قرآن حکیم میں یوں مذکور ہے:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ج قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ	اس روز منافق مرد اور منافق عورتیں اہل ایمان سے کہیں گے کہ ذرا ایک نظر ہمیں دیکھو کہ ہم بھی تمہارے

فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ
بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ
الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ
الْعَذَابُ ؕ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ
مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ
اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ
وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ
اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِااللّٰهِ الْغَرُوْرُ۝
(الحدید ۵۷: ۱۳،۱۴)

نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں ان سے کہا جائے گا (حصول نور کی جگہ دنیا تھی ہو سکے تو) تم پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں) روشنی تلاش کرو۔ پھر ان کے (اور اہل ایمان کے) درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی جانب رحمت ہو گی اور اس کے سامنے باہر کی طرف (جدھر منافق، کافر ہونگے) عذاب ہوگا ۝ (اس حجاب کے باوجود اسی دروازے سے منافق) ان (ایمانداروں) کو پکاریں گے (اور کہیں گے) کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے خود اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا، اور تم (ہمارے لئے مصائب کے منتظر رہے اور (دین مبارک کے بارے میں) شک میں پڑے رہے اور تمہاری (لاحاصل) تمناؤں نے تم کو دھوکے میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ

اللہ کا حکم آ گیا اور تم کو اللہ کے بارے
میں بڑے دغا باز (شیطان) نے
دھوکے میں ڈالے رکھا○

منافقین اس دن بصد حسرت ویاس مومنین سے نظر کرم کا سوال کریں گے لیکن جواب میں سوائے مایوسی کے ان کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ وہ اس دن نور کی خیرات مانگ رہے ہونگے لیکن ان سے کہا جائیگا جاؤ واپس چلے جاؤ۔ وہاں جا کر نور کی خیرات مانگو تو تمہارے حال پر نظر کرم ہوگی وہاں اگر چراغ مصطفوی کا نور حاصل کیا ہوتا تو اس صورت میں تمہیں یہاں بھی نور نصیب ہو جاتا اب اس کی کوئی صورت نہیں کیونکہ وہاں رہ کر تم انکار کرتے تھے اس لئے تمہارے اور مومنین کے درمیان دیوار حائل کی جاتی ہے تاکہ دونوں کا ٹھکانہ جدا جدا ہو جائے اور ہر کوئی اپنے اعمال کی جزاء پالے۔ بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ ؎

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

مقربین و مجرمین کے لئے روزِ قیامت کی متفاوت مقدار

قرآن حکیم نے روز قیامت کی مقدار بھی دونوں طبقات کے حوالے سے مختلف بیان فرمائی ہے۔

قیامت کا وہ عظیم دن مومنین، مقربین اور ماذونین کے لئے ایک پلک جھپکنے یا اس سے بھی کم ہوگا۔ قرآن حکیم میں اس کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ اور قیامت کے بپا ہونے کا واقعہ اس

الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ (النحل، ۱۶:۷۷)

قدر تیزی سے ہوگا جیسے آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی تیز تر۔

جبکہ مجرمین کے لئے وہی دن پچاس ہزار سال کا ہوگا جس کا ذکر قرآن حکیم میں کچھ اس طرح آیا ہے:

سَاَلَ سَآئِلٌ ۢبِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ۝ؕ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ۚ (المعارج، ۷۰:۱،۴)

ایک طلب کرنے والے نے (سرکار دوعالم سے از راہ انکار) اس عذاب کو طلب کیا جو واقع ہو کر رہیگا۔ (اور) جو منکروں کے واسطے ہے جس کو ٹالا نہ جاسکے گا۔ (وہ اس) اللہ کی طرف سے ہوگا جو بلندیوں کا مالک ہے (عروج و زوال اور اس کے اسباب اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں) (یہ وہ وقت ہوگا جب) فرشتے اور جبریل اس کی طرف عروج کریں گے (اور یہ عذاب) اس دن (ہوگا) جس کا اندازہ (دنیا کے) پچاس ہزار سال ہے۔

مومن ہر حال میں خیر کا طالب رہتا ہے جبکہ کافر اپنے تکبر اور گھمنڈ میں بھی عذاب ہی طلب کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے مذکورہ آیت کریمہ میں اس کافر و منکر کے لئے اس ہولناک دن کی کیفیت بیان فرمائی ہے۔

دونوں طبقات میں فرق چہروں سے نمایاں ہو گا

روز قیامت دونوں طبقات کے چہرے ان کی پہچان کروا رہے ہو نگے اور لوگ ان کے چہرے دیکھ کر اندازہ کرلیں گے کہ یہ کون سے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ترو تازہ چہرے

مقربین کے چہرے اس دن ترو تازہ ہوں گے کیونکہ ان کو دیدار الٰہی سے مشرف کیا جارہا ہو گا۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌO اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌO

(القیمہ' ۷۵: ۲۲' ۲۳)

کتنے چہرے اس روز ترو تازہ ہو نگے۔ اپنے پروردگار کے دیدار میں محو ہوں گے۔

اُداس چہرے

مجرمین اس دن حیران و پریشان ہو نگے۔ ان کی پریشانی ان کے چہروں سے جھلک رہی ہو گی۔ اور وہ ترش و اداس چہرے لئے تصویرِ حسرت و ملال بنے ہو نگے۔

قرآن حکیم میں ان کا ذکر ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ 'بَاسِرَۃٌO

(القیمہ' ۷۵: ۲۴)

اور کتنے چہروں پر اس دن (غم سے) اداسی چھائی ہو گی (کلفت سے ان کے چہروں پر سیاہی دوڑ گئی ہو گی)۔

چمکدار چہرے

مقربین و ماذونین کے چمکتے چہرے ان کی قلبی مسرت و انبساط کی عکاسی کر رہے ہونگے قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌO ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌO (عبس، ۸۰: ۳۸تا۳۹)	اسی دن بہت سے چہرے (ایسے بھی ہوں گے جو نور سے) چمک رہے ہوں گے (وہ) مسکراتے ہنستے (اور) خوشیاں مناتے ہوں گے۔

سیاہ چہرے

مجرمین اپنی بداعمالیوں کے باعث مایوسی و ناامیدی کا شکار ہونگے۔ ان کے سیاہ چہرے ان کی اندرونی کیفیات کی چغلی کھا رہے ہونگے۔

قرآن حکیم میں ان کا ذکر یوں آیا ہے:

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌO تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌO أُولٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُO (عبس، ۸۰: ۴۰تا۴۲)	اور بہت سے چہرے ایسے ہوں گے جن پر اس دن گرد پڑی ہوگی۔ (مزید) ان (چہروں) پر سیاہی چھائی ہوگی۔ یہی لوگ کافر (اور) (بدکردار) ہوں گے۔

قرآن مجید نے ایک اور مقام پر ان دونوں کا بیان کر کے ان کی جزاء و سزا کا بھی ذکر کیا ہے:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ	جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور

وُجُوْهٌ ج فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ
وُجُوْهُهُمْ قف اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ
اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○وَ اَمَّا الَّذِيْنَ
ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ
اللّٰهِ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ○

(آل عمران ٣: ١٠٦ ١٠٧)

کئی چہرے سیاہ ہوں گے تو جن کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ تو جو کفر تم کرتے رہے تھے سو (اس کے) عذاب (کا مزہ) چکھ لو۔ اور جن لوگوں کے چہرے سفید (روشن) ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

دونوں طبقات کے احوال میں نمایاں فرق

ان دونوں طبقات کے احوال میں روز قیامت نمایاں فرق ہوگا قرآن کریم نے ان کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○ عَامِلَةٌ
نَّاصِبَةٌ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً○
تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ○ط لَيْسَ لَهُمْ
طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ○ لَّا يُسْمِنُ
وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ○ط وُجُوْهٌ
يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ○ لِّسَعْيِهَا
رَاضِيَةٌ ○ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○لَّا
تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً○ط فِيْهَا عَيْنٌ

اس دن کتنے ہی چہرے ذلیل و خوار ہوں گے (یہ لوگ بلا ایمان کے) محنت کرنے والے تھے (چند روزہ عیش و آرام کی خاطر (سخت) مشقتیں جھیلنے والے۔ دہکتی ہوئی آگ میں جاگریں گے۔ انہیں کھولتے ہوئے چشمہ سے (پانی) پلایا جائے گا۔ ان کے لئے خاردار خشک زہریلی جھاڑیوں کے

جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝
(الغاشیہ ۸۸:۲تا۱۶)

سوا کچھ کھانا نہ ہوگا (یہ کھانا) نہ فربہ کریگا اور نہ بھوک ہی دور کریگا (اس کے برعکس) اس دن بہت سے چہرے (حسین) بارونق اور تروتازہ ہوں گے اپنی (نیک) کاوشوں کے باعث خوش وخرم ہوں گے عالیشان جنت میں (قیام پذیر) ہونگے۔ اس میں کوئی لغوبات نہ سنیں گے (جیسے اہل باطل ان سے دنیا میں کیا کرتے تھے) اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اس میں اونچے (بچھے ہوئے) تخت ہوں گے اور جام (بڑے قرینے سے) رکھے ہوئے ہوں گے اور غالیچے اور گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوں گے اور نرم و نفیس قالینیں اور مسندیں بچھی ہوں گی۔

مذکورہ بالا آیات میں مقربین کے احوال اور ان پر ہونے والے انعامات کا ذکر کچھ اس طرح کیا گیا ہے۔

مقربین کے احوال اور انعاماتِ ربانی

۱۔ تروتازہ چہرے
۲۔ اپنی نیک کاوشوں پر خوش وخرم
۳۔ عالیشان جنت کے محلات میں
۴۔ لغویات کے سننے سے محفوظ کان

قیام پذیری

۵۔ رواں مترنم چشمے

۶۔ اونچے تختوں اور بالاخانوں پر محوِ استراحت جوڑے

۷۔ قرینے سے رکھے ہوئے بلورین جام وسبو

۸۔ قطار در قطار غالیچے اور گاؤ تکیے

۹۔ نرم و نفیس سجی ہوئی قالینیں اور مسندیں

ان مذکورہ بالا آیات میں مجرمین کے احوال اور سزائیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

مجرمین کے احوال اور غضبِ الٰہی

۱۔ ذلیل وخوار افسردہ وپژمردہ چہرے

۲۔ مشقتوں میں ڈالنے والے عذاب

۳۔ محنت کرنے والے کلفت زدہ جسم

۴۔ دہکتی ہوئی آگ سیاہ دھوئیں میں لپٹی ہوئی

۵۔ کھولتے ہوئے چشموں کے پانی پینے کو

۶۔ خاردار خشک زہریلی جھاڑیاں بطور غذا

۷۔ ایسا کھانا جو جسم کو تقویت نہ دے

۸۔ نہ ہی بھوک کو رفع کرے

قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر ان دونوں طبقات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ ۢبَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۞ یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۞ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا	سب ہی (دنیاوی) دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے پرہیزگاروں کے (کہ ان کی باہمی محبت اس دن بھی قائم رہے گی۔

وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا
الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ
تُحْبَرُوْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ
بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ
وَ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَ نْفُسُ وَ
تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ۚ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِ
ثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِي
عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا
يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ۚ
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ
الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ
لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ
مّٰكِثُوْنَ ۝

(الزخرف '۴۳:۶۷ تا ۷۷)

(قیامت کے دن پرہیزگاروں سے کہا جائیگا) اے میرے بندو! آج کے دن نہ تو تم کو خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے (اس کا بھی اندیشہ نہ کرو کہ اب کبھی اس مقام راحت سے جدا کئے جاؤ گے)(یہ وہ لوگ ہیں) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار رہے (حکم ہوگا جاؤ) تم اور تمہاری بیویاں خوش خوش جنت میں داخل ہو جاؤ (وہ مہمان نوازیاں ہوں گی کہ تمہاری مسرت تمہارے چہروں سے نمایاں ہو' جنت کے شگفتہ پھولوں سے زیادہ تمہارے چہرے شگفتہ ہوں خدامِ جنت ان (معزز مہمانوں) کے پاس سونے کی پلیٹیں اور گلاس لئے پھریں گے اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھ کو اچھا لگے سب موجود ہوگا' اور (اے اہل جنت) تم اس میں ہمیشہ رہو۔ اور یہی وہ جنت ہے جس کے اب تم اپنے اعمال کے صلہ میں وارث

بنا دیئے گئے تمہارے لئے اس میں
کثرت سے میوے ہیں (اب) اس میں
سے (جو دل چاہے) کھاتے رہو (اب
کسی پھل پر کوئی پابندی نہیں کسی شجر کا
قرب تم کو مغموم نہ کرے گا) بے
شک مجرم دوزخ کے عذاب میں
ہمیشہ رہیں گے وہ (عذاب الٰہی) ان
سے ہلکانہ کیا جائیگا اور وہ اس میں مایوس
ہو کر رہ جائینگے (رحمت کی امید تک نہ
ہو گی) اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا اور وہ
تو خود ہی ظالم تھے (کہ اپنے آپ پر ہی
ظلم کرتے رہے) اور وہ پکاریں گے '
اے مالک (اے داروغہ دوزخ) بہتر
ہے کہ تیرا رب ہمارا کام ہی تمام
کر دے (ہم کو موت دے دے) وہ
کہے گا (تم کو اب موت کہاں) تم کو تو
یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔

مقربین کیلئے انعامات

مقربین کے لئے جو انعامات اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیات میں بیان کئے ہیں
وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔دوستیاں برقرار رہیں گی۔	۲۔ خوف و حزن سے ہمیشہ کیلئے نجات
۳۔داخلی بہشت کے باغوں میں عیش و آرام	۴۔ ازواج اور دل لبھانے والی حوروں کی ہمراہی
۵۔خوشی وشادمانی کاسامان اور آسائش	۶۔شراب طہور کے لنڈھائے ہوئے جام
۷۔ہر من پسند مرغوب چیز کی خواہش کرتے ہی موجودگی	۸۔ آنکھوں کو لذت دینے والی ہر چیز عندالطلب موجود
۹۔جنت میں ہیشگی کی ضمانت	۱۰۔انواع واقسام کے پھلوں کی کثرت

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے مجرمین کو سزائیں دینے کی جو وعیدیں بیان فرمائیں ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

مجرمین کیلئے سزائیں

۱۔پرانے دوست بھی دشمن	۲۔نارجہنم میں جلنا
۳۔جہنم میں ہیشگی کی زندگی	۴۔عذاب میں عدم تخفیف
۵۔نہ کبھی ختم ہونے والی ناامیدی	۶۔ آہ وبکا' شور وفریاد
۷۔موت کی تمنائے ناکام	۸۔حسرت وملال
۹۔عدم موت	۱۰۔شدت عذاب

گزشتہ صفحات میں ماذون وغیر ماذون طبقات کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ یہ سارا بیان شفاعت کا ہے کہ جو لوگ ماذون بالشفاعۃ ہیں ان کا حال ہی جدا ہوگا۔ جلسۂ محشر میں وہ داورِ محشر کے روبرو بطور معزز مہمان حاضر ہوں گے اور داورِ محشر کا ان پر

خاص لطف و کرم ہو گا ان کے چہروں سے نمایاں ہو گا کہ یہ لوگ اپنی ذات کے بارے میں کوئی خوف نہیں رکھتے یہی وہ لوگ ہوں گے جو دوسروں کی شفاعت کریں گے ان کے برعکس مجرم طبقہ جہنم کی دہکتی ہوئی اگ کا ایندھن بنے گا۔ یہاں سوچنے والی بات یہ ہے کہ جس کو خود اپنی ذات کے بارے میں خوف لاحق ہو وہ دوسروں کی شفاعت کیا کرے گا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ جب مقربین اللہ کی بارگاہ میں بطور مہمان آئیں گے تو آداب میزبانی میں سے یہ بھی ہے کہ مہمان کی بات مانی جائے اس لئے یہ معزز مہمان جب کسی دوسرے کے حق میں کوئی بات اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے تو اسے شفاعت سے تعبیر کیا جائے گا اور اللہ رب العزت اپنے بندوں کی شفاعت کو رد بھی نہیں کرے گا۔

باب چہارم

شفاعت فی الآخرہ

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

گزشتہ ابواب میں ہم نے آیات بینات کے حوالے سے شفاعت پر تفصیل سے روشنی ڈالی، جس سے یہ ثابت ہوا کہ شفاعت امر جائز اور حق ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ روز محشر جملہ انبیاء و صالحین شفاعت فرمائیں گے جبکہ شفاعت کبریٰ کے مقام جلیلہ پر ہمارے حضور سید دو عالم ﷺ فائز ہوں گے جس کو قرآن حکیم نے "مقام محمود" سے تعبیر کیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی یوم جزا شفاعت کے اجراء اور اس کے نفع بخش ہونے پر کثرت سے روایات موجود ہیں۔ یہاں ایک باب میں شفاعت سے متعلق ان تمام روایات کا احاطہ تو ممکن نہیں البتہ اس فرمان نبوی ﷺ کے مطابق اپنے آپ کو شفاعت کا حقدار ضرور بنا سکتے ہیں جس کی رو سے چالیس احادیث بیان کرنے والوں کی حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ ہم نے یہاں چیدہ چیدہ روایات کو 40 عنوانات کے تحت ترتیب وار بیان کیا ہے تاکہ ذہنوں میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ عقیدۂ شفاعت گناہگاروں اور خطاکاروں کی بخشش و مغفرت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اپنے محبوب ﷺ کی امت مرحومہ پر ایک انعام عظیم ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں بھی شفاعت فرمائی صحابہ کرام ؓ کو جنت کی ضمانت دی، بخشش و مغفرت کا مژدہ سنایا، صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے شفاعت طلب کی، آپ ﷺ نے اس کو کبھی رد نہیں کیا۔ اسی طرح روز قیامت آپ ﷺ شفاعتِ عظمیٰ کے مقام پر فائز ہوں گے جس کا ثبوت آیات قرآنی کے علاوہ احادیث مبارکہ سے بھی ملتا ہے۔ صحاحِ ستہ اور دیگر معروف کتب

احادیث میں درج ہے کہ انبیاء کرام میدانِ حشر میں اپنی امتوں کے ہمراہ بارگاہ محمدی ﷺ میں جمع ہو کر جلد حساب و کتاب کے آغاز کیلئے آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو بارگاہِ رب العزت میں اپنا شفیع بنائیں گے جس پر آپ ﷺ بارگاہِ صمدیت میں شفاعت کریں گے اور رب تعالیٰ حساب و کتاب جلدی شروع فرمائے گا' یوں اس دن کی سختی سے انسانیت نجات پائے گی۔

روز قیامت سب سے پہلے آپ ﷺ شافع محشر کی حیثیت سے شفاعت فرمائیں گے' آپ ﷺ کی شفاعت سے ہر اس بندے کو فائدہ پہنچے گا جو اس دنیا میں اس پر ایمان رکھتا ہو' حتیٰ کہ ایک ادنیٰ درجے کا مؤمن بھی شفاعت مصطفےٰ ﷺ کے طفیل عذابِ جہنم سے رہائی پا کر مستحق جنت ٹھہرے گا' جنت کا دروازہ بھی آپ ﷺ کے لئے سب سے پہلے کھلے گا' آپ ﷺ اس روز شفاعت فرماتے رہیں گے حتیٰ کہ داروغۂ جہنم پکار اٹھے گا اے محمد ﷺ آپ نے تو اپنے رب کے غضب کیلئے کچھ نہیں چھوڑا۔ روایات میں مذکور ہے کہ بعض کفار کے عذاب میں تخفیف اور مشرکین کے بچوں کے حق میں بھی آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام' صالحین' شھداء' حفاظ بھی اپنے متعلقین اور اعزاء و اقارب کی شفاعت کریں گے۔ علاوہ ازیں نیک اعمال جیسے قرآن اور روزہ بھی شافع ہوں گے الغرض احادیثِ مبارکہ میں تصورِ شفاعت بڑا وسیع ہے۔ اللہ رب العزت کی اس عظیم نعمت سے صرف بدبخت کفار و مشرکین اور شقی لوگ ہی محروم ہو سکتے ہیں جبکہ عام خطاکار مؤمنین بالآخر شفاعت نبوی ﷺ کی بدولت عذاب جہنم میں تخفیف پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔

اس حوالے سے آئندہ صفحات میں احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کریں۔

فصل اوّل

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ کا بیان

شفاعت کبریٰ حضور نبی اکرم ﷺ کا خاصہ ہے

حضور نبی اکرم ﷺ جملہ مخلوقات میں سب سے بڑھ کر اللہ کے محبوب و مقرب اور افضل ترین ہستی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہت سے ایسے امتیازات عطا فرمائے جو آپ ﷺ سے قبل کسی اور نبی کے حصے میں نہ آئے۔ مثلاً تمام روئے زمین کو نماز کیلئے پاک قرار دینا۔ مال غنیمت کا حلال ہونا' ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے مدد و نصرت وغیرہ۔ من جملہ خصائص نبوی میں سے ایک خاصیت شفاعت بھی قابلِ ذکر ہے جس کے حوالے سے ایک متفق علیہ حدیث ملاحظہ فرمائے۔

١ - عَنْ جابر بن عبدالله ان النبی ﷺ قال: أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِىْ. نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَ جُعِلَتْ لِىَ الاَرْضُ مَسْجِداً وَّ طَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُل مِنْ اُمَّتِىْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَ اُحِلَّتْ لِىَ المَغَانِم و لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِى و أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَ كَانَ النَّبِىُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَ بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایسی پانچ چیزیں عطاء کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد فرمائی گئی۔ میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کرنیوالی (جائے تیمم) بنادی گئی۔ لہٰذا میری امت میں سے جو شخص بھی (جہاں) نماز کا وقت پائے تو وہ وہیں پڑھ لے۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ جو مجھ سے پہلے کسی

عَآمَّةً. | نبی کے لئے حلال نہ تھا۔ مجھے شفاعت عطا کی گئی، پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔

۱۔ صحیح البخاری، ۱:۴۸
۲۔ صحیح مسلم، ۱:۱۹۹

۳۔اس کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ۱:۲۵۰ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۴۔ پھر ۵:۱۴۵ پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۵۔ پھر ۵:۱۴۸ پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۶۔امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء، ۵:۱۱۷ پر روایت کیا۔
۷۔ پھر امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء، ۸:۳۱۶ پر روایت کیا۔
۸۔امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہ سے ۱،۲۸۳ح:۳۰۴ کے تحت روایت کیا۔
۹۔ پھر اسی جلد میں ص ۱۷۷ پر ح:۱۴۸۰ کے تحت روایت کیا۔
۱۰۔اسی طرح سنن الکبریٰ، ۲:۴۳۳ پر انہی سے روایت کیا۔
☆ امام بیہقی کے نزدیک امام احمدؒ کی روایت کے رجال ثقہ ہیں۔
☆ حافظ منذریؒ نے الترغیب والترھیب ۴:۴۳۳ پر اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔
☆ حافظ الہیثمی نے مجمع ۸/۲۶۹ پر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے اس کی سند کو حسن قرار دیا۔
☆ مسند حمیدی میں ۴۲۱ پر حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے رجال صحیح سے یہ روایت مروی ہے۔
☆ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر، (۲:۲۵۵ پر) میں اس کی اسناد کو جید قوی قرار دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیارِ شفاعت کو ترجیح دینا

۲۔ عن عوف بن مالك الاشجعی قال قال رسول | حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ ﷺ أَتَانِي اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ اَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِي الجَنَّةَ وَ بَيْنَ الشَّفَاعَة فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَ هِيَ لِمَنْ مَاتَ لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا.

نے فرمایا: میرے پاس اللہ کا پیغام آیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ میری آدھی امت کو جنت میں داخل کر دے یا میں شفاعت کروں۔ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور یہ شفاعت ہر اس مسلمان کے لئے ہے جو شرک پر نہیں مرے گا۔

۱۔ جامع الترمذی، ۲: ۶۷

۲۔ سنن ابن ماجہ، ح: ۴۳۰۷

۳۔ المعجم الکبیر، ۱۸: ح: ۱۳۳

۴۔ مسند احمد بن حنبل، ۶: ۲۳، ۲۴

۵۔ الشریعہ لآجری: ۳۴۲

۶۔ اسی طرح یہ حدیث پاک صحیح ابن حبان، ۱۶، ح: ۷۲۰۷ پر حضرت عوف بن مالک ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

۷۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ سے، ۵: ۲۳۲ پر درج ہے۔

۸۔ ۶: ۲۸ پر حضرت عوف بن مالک ﷺ سے مروی ہے۔

۹۔ اسی کتاب میں حضرت ام حبیبہؓ سے ۶: ۴۲۷۔۴۲۸ پر یہ روایت مروی ہے۔

☆ امام حاکمؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عوف بن مالک الاشجعی ﷺ سے اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

☆ اسی طرح حافظ الہیثمی نے ۱۰: ۳۷۰ پر درج کیا ہے کہ طبرانی نے اس روایت کو متعدد اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے جن میں بعض کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

☆ حافظ المنذری نے الترغیب والترھیب ۴: ۴۳۲ پر بیہقیؒ کے حوالے سے اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

حضور نبی اکرم رؤف رحیم ﷺ اپنی امت کی بھلائی چاہنے والے اور ان پر

نہایت شفیق ہیں قرآن مجید میں آپ ﷺ کی اس شفقت ورحمت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌO (التوبہ ۹:۱۲۸)	بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

مذکورہ بالا آیہ کریمہ میں آپ ﷺ کو مؤمنوں کے لئے نہایت شفیق اور بے حد رحم فرمانے والا قرار دیا گیا۔ اسی رحمت اور شفقت کی وجہ سے آپ ﷺ نے امت کے لئے شفاعت کو اختیار فرمایا کیونکہ نصف امت کی بخشش کو اگر آپ ﷺ گوارا کر لیتے تو باقی امت میں سے کسی خطاکار و گناہگار کیلئے جو آپ ﷺ سے التجا کرتا کہ حضور ہم پر بھی نظرِ کرم کیجئے تو آپ ﷺ عدمِ اختیار کی صورت میں کیسے بارگاہ الٰہی سے بخشش کی دعا کرتے؟ لہٰذا آپ ﷺ نے شفاعت کو ترجیح دی۔ دوسری وجہ شفاعت اختیار کرنے کی یہ تھی کہ رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے احوال جو بعد میں پیش آنے والے تھے، آپ کو دکھا دیئے گئے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے:

۳- عن ام حبيبة عن	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے

النبی ﷺ انه قال أریتُ ما یلقی اُمَّتیْ بَعْدِی و سَفْكَ بَعْضُهُمْ دِمَاءَ بَعضٍ وَ سَبَقَ ذٰلِكَ مِنَ اللّٰهِ كَمَا سَبَقَ فِیْ الْاُمَمِ قَبْلَهُمْ فَسَاَلْتُهٗ اَنْ یُوَلِّیَنِی یُوْمَ الْقِیَامَةِ شَفَاعَةَ فِیْهِمْ فَفَعَلَ.

مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ احوال دکھائے گئے جو میرے بعد میری امت کو پیش ہوں گے بالخصوص ان کا ایک دوسرے کو قتل کرنا اور اس امر کا حتمی و قطعی فیصلہ علم الٰہی میں ہو چکا تھا جیسا کہ پہلے امتوں کے متعلق عذاب کے حتمی فیصلے علم الٰہی میں ہو چکے تھے۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالٰی سے یہ التجاء کی کہ وہ مجھے میری امت کے حق میں قیامت کے دن حق شفاعت عطا فرمائے۔ پس اللہ تعالٰی نے ایسا ہی کیا (میری التجاء قبول فرمائی)۔

۱۔ المستدرک، ۱:۶۸

۲۔ فردوس الاخبار (للدیلمی) فصل اریت، ح:۱۶۱۹ (روایت ام سلمہ)

۳۔ کنز العمال، ۱۴:۶، ۳۹۰۷۶

☆ اس روایت کو امام حاکم نے نقل کیا ہے انہوں نے اس حدیث پاک کو شرط شیخین پر صحیح قرار دیا ہے۔

بلا حساب و کتاب جنت میں دخول

٤ – عن ابی امامة یقول سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ یقول وعدنی ربّی اَنْ یُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمّتی سَبْعِیْنَ اَلْفًا لاحِسَابَ عَلَیْهِمْ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت

وَلَاعذاب مع كُلِّ اَلْفٍ سبعونَ الفاً و ثَلاثُ حَثَيَاتٍ من حَثَيات رَبِّي.

سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید 70 ہزار کو داخل کرے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنی مٹھیوں میں سے تین مٹھیاں بھی جنت میں ڈال دے گا۔

۱۔ جامع الترمذی، ۴، ح: ۲۴۳۷

۲۔ مسند احمد بن حنبل، ۱: ۱۹۷ (عن ابی بکر)

۳۔ اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے، ۱: ۶ پر سیدنا ابو بکر الصدیق ﷺ سے نقل کی ہے۔

۴۔ پھر ۱، ۱۹۷ پر حضرت عبد الرحمان بن ابو بکر ﷺ سے روایت کیا جس کے تمام رواۃ سوائے موسیٰ بن عبید کے صحیح ہیں۔

۵۔ پھر ۲: ۳۵۹ پر حضرت ابو ھریرۃ ﷺ سے روایت کیا۔

۶۔ پھر ۴: ۱۶ پر حضرت رفاعۃ الجہنی ﷺ کے حوالے سے اس مفہوم کی حدیث کو روایت کیا۔

۷۔ پھر ۵: ۲۵۰ پر حضرت ابوامامہ ﷺ سے روایت کیا۔

۸۔ پھر ۵: ۴۱۳ پر حضرت ابوایوب انصاری ﷺ سے روایت کیا۔

۹۔ امام طبرانی نے المعجم الکبیر، ۲: ۹۲ پر حضرت ثوبان ﷺ سے روایت کیا۔

۱۰۔ شعب الایمان، ۱: ۲۵۱۔ ۲۵۲ پر بھی یہ حدیث مروی ہے۔

۱۱۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء، ۲: ۳۰۲ اور حافظ الہیثمی نے ۱: ۳۷۵ پر اس کو روایت کیا۔

☆ یہ حدیث پاک شرط شیخین پر صحیح ہے۔

☆ امام ترمذیؒ کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔

☆ حافظ الہیثمی نے مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۶۳ میں ابو امامہ والی روایت کے حوالے سے مسند احمد کے تمام رواۃ کو اور طبرانی کے بعض اسانید کو صحیح قرار دیا ہے۔

☆ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر، ۱: ۳۹۴ میں اس کی اسناد کو جید قرار دیا ہے۔

اس حدیث پاک میں امت کی ایک کثیر تعداد کے بغیر حساب جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے۔ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا اعزاز و اکرام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر آپ کی امت میں سے اتنے کثیر تعداد میں لوگوں کو دخول جنت کا وعدہ فرمایا وہ ذات کریم ہے اور اس کا محبوب بھی کریم ہے۔ خدا خود حضور رحمت عالم ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیO (الضحیٰ ۹۳:۵)	اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

آپ ﷺ کی اسی رضا کی خاطر اللہ تعالیٰ نے امت کو بلا حساب و عذاب جنت میں داخل فرمانے کا وعدہ فرمایا۔

حضور ﷺ سب سے پہلے شفیع اور مقبول الشفاعت ہیں

۵- عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ: أَنَا اَوَّلُ شفيع فی الجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِنَ الْاَنبِيَآءِ مَا صُدِّقْتُ وَ اِنَّ مِنَ الْاَنبِيَاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ. صحیح مسلم، ۱:۱۱۲	حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے پہلے میں جنت کی شفاعت کروں گا۔ انبیائے کرام میں سے، کسی بھی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی میری تصدیق کی گئی ہے۔ انبیاء میں بعض نبی تو ایسے ہیں کہ ان کی امت میں ایک شخص کے علاوہ اور کسی نے ان کی تصدیق نہیں کی۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ سب سے پہلے شفیع اور بدرجہ اولیٰ سب سے زیادہ مقبول الشفاعت ہیں۔

٦- عن ابن عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحاب رسول اللهﷺ يَنْتَظِرُوْنَهُ قَالَ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا دَنَامِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَجَباً انَّ اللّٰهَ عَزّ و جلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهٖ خَلِيْلًا اِتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَ قَالَ اٰخَرُ مَاذَا بِاَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْماً وَ قَالَ اٰخَرَ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَ رُوْحُهُ و قَالَ اٰخَرُ آدَمُ اصْطَفَاه اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ و قَالَ قَد سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ و عَجَبَكُمْ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ و هُوَ كَذٰلِكَ وَ مُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَ هُوَ كَذٰلِكَ وَ عِيْسٰى رُوْح الله وَ كَلِمَتُهُ وَ هُوَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ قریب پہنچے تو انہیں کچھ گفتگو کرتے ہوئے سنا (آپ ﷺ نے سنا) ان میں سے بعض نے کہا تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہمکلام (کلیم اللہ) ہونے سے زیادہ تعجب خیز تو نہیں۔ ایک نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں کسی نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چن لیا۔ حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف

كَذٰلِكَ وَ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَ هُوَ كَذٰلِكَ اَلاَوَ اَنَا حَبِيْبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ و أَنَاَ حَامِلُ لِوَاء الحَمْدِ يَوْم اَلْقِيَامَةِ وَلاَ فَخْرَ وَأَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَافَخَرَ وَ أَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةَ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَ مَعِيَ فُقَرَآءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخَرَ وَ أَنَا اَكْرَمُ الاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ.

جامع الترمذی،۵:ح:۳۶۱۶

☆ یہ حدیث غریب ہے اس کو

ا۔ دارمی نے ۱:۳۱ پر اور

۲۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر، ۱:۵۶۰ پر روایت کیا۔

لائے۔ سلام کیا اور فرمایا: میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ بے شک وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں۔ بے شک وہ اسی طرح ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور کلمۃ اللہ ہیں۔ واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ وہ بھی یقیناً اسی طرح ہیں۔ مگر سنو! اچھی طرح آگاہ ہو جاؤ کہ (میری شان یہ ہے) میں اللہ کا حبیب ہوں اور (اس پر) کوئی فخر نہیں۔ میں قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں

ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری لئے اسے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل کر دے گا۔ میرے ساتھ فقیر و غریب مؤمن ہونگے اور کوئی فخر نہیں۔ میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم و معزز ہوں۔ لیکن کوئی فخر نہیں کرتا۔

۷- عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ أنا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر شق ہو گی۔ میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

۱۔ صحیح مسلم، ۱:۲۴۵
۲۔ سنن ابی داؤد، ۴: ح ۴۶۷۳
۳۔ سنن ابن ماجہ، ۲: ح ۴۳۰۸

☆ یہ حدیث حسن لغیرہ ہے اس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند، ۳: ۲ پر حضرت ابو سعید ص سے روایت کیا۔

مندرجہ بالا روایات سب کی سب کتب صحاح میں درج ہیں۔ ان روایات میں حضور نبی اکرم ﷺ کا بارگاہ الوہیت میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہونے کا بیان ہے۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بارگاہ الوہیت میں سب سے زیادہ محبوب ہیں وہ فضیلتیں جو انبیاء سابقین کو دی گئیں تمام کی تمام آپ ﷺ میں بدرجہ اتم موجود ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر فضیلتیں آپ ﷺ کو دی گئیں۔ یہ باتیں بجا ہیں کہ

سیدنا آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں، سیدنا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، سیدنا موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں مگر ہمارے حضور ﷺ کو جو حبیب اللہ ہیں جتنی بھی فضیلتیں دی گئیں وہ امتیازی شان کی حامل ہیں۔ ان کا خلاصہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

۱۔ آپ ﷺ حبیب اللہ ہیں۔

۲۔ آپ ﷺ روز قیامت حمد کا جھنڈا (لوائے حمد) اٹھانے والے ہیں۔

۳۔ آپ ﷺ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔

۴۔ آپ ﷺ سب سے پہلے مقبول الشفاعت ہیں۔

۵۔ آپ ﷺ سب سے پہلے در جنت پر دستک دینے والے ہیں۔

۶۔ آپ ﷺ کے لئے سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔

۷۔ آپ ﷺ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

۸۔ آپ ﷺ اپنے ساتھ فقراء مؤمنین کو داخل جنت کریں گے۔

۹۔ آپ ﷺ اوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہیں۔

۱۰۔ آپ ﷺ تمام بنی آدم کے سردار ہیں۔

۱۱۔ آپ ﷺ کی قبر مبارک سب سے پہلے شق ہو گی۔

الغرض اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو ان، ان فضیلتوں اور عطاؤں سے نوازا ہے کہ جن کا احاطہ ممکن نہیں اس کے باوجود یہ آپ ﷺ کی شان بے نیازی ہے کہ آپ ﷺ فرمارہے ہیں میں فخر نہیں کرتا۔ یہ ہماری خوش قسمتی اور اللہ تعالیٰ کا انعام عظیم ہے ہمیں بھی چاہئے کہ آپ ﷺ کے امتی ہونے کے شرف پر ناز کریں اور امید رکھیں کہ آپ ﷺ روز قیامت ضرور شفاعت فرمائیں گے۔

حضور ﷺ کا انبیاء علیہم السلام کو حق شفاعت دلانا

آپ ﷺ نہ صرف اپنی امت مرحومہ کی شفاعت فرمائیں گے بلکہ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی فضیلت یہ بھی ہے کہ روز قیامت جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو بھی بارگاہ الٰہی سے شفاعت کا حق دلائیں گے۔

۸- عن الطفیل بن ابی بن کعب عن ابیه ان رسول الله ﷺ قال اذا کان یَوْمُ الْقِیَامَة کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّینَ وَ خَطِیْبَهُمْ وَ صَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن سب انبیاء علیہم السلام کا امام ہوں گا اور ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کرنے والا اور ان کو اللہ تعالیٰ سے شفاعت کا حق دلانے والا ہوں گا اور یہ بات بطور فخر کے نہیں کہہ رہا۔

۱۔ جامع الترمذی، ۵، ح: ۳۶۱۳

۲۔ سنن ابن ماجہ، ۲، ح: ۴۳۱۴

۳۔ المستدرک، کتاب الایمان، ۱:۷۱

امام احمد نے اپنی مسند ۵:۱۳۷ پر اس کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

☆ امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

☆ امام حاکمؒ نے اس کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور نبی محترم ﷺ نہ صرف یہ کہ گنہگار، خطاکار اُمتی کی شفاعت کریں گے بلکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حق شفاعت آپ ﷺ کے طفیل ملے گا۔ آپ ﷺ ہی ان کے لئے بارگاہِ الٰہی میں سفارش کریں گے جس سے رب

رحمان ان کو شفاعت کا حق دے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضور ﷺ کی شفاعت میں رغبت رکھنا

۹- عن أبی بن كعب قال قال رسول اللهﷺ: والذی نفسی بیده! لقد ظننت أن ابراهيم ليرغب فی شفاعتی۔

نہایۃ البدایہ، ۱۰: ۲۶۱
کنز العمال، ۱۴، ح: ۳۹۱۱۲

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے گمان ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ضرور میری شفاعت میں رغبت رکھیں گے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جد الانبیاء ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ جلیل القدر نبی اور خلیل اللہ ہیں لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت میں آپ بھی رغبت رکھیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ شفاعت عظمیٰ کا منصب صرف اور صرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے مختص ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور اس مقام پر فائز نہیں ہو گا۔

حضور ﷺ کی دعائے شفاعت کا بیان

۱۰- عن ابی هريرة قال قال رسول اللهﷺ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ، فَأُرِيْدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَخْتَبِيءَ دَعْوَتِیْ، شَفَاعَةً لِأُمَّتِیْ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے۔ پس میں نے چاہا کہ اپنی دعا کو محفوظ رکھ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ. چھوڑوں تاکہ قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کروں۔

۱۔ صحیح البخاری '۵' ح:۵۹۴۵
۲۔ صحیح البخاری '۶' ح:۷۰۳۶
۳۔ صحیح مسلم '۱' ح:۳۴۰
۴۔ سنن ابن ماجہ '۲' ح:۴۳۰۷

علاوہ ازیں اس حدیث پاک کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں

۵۔ حضرت ابوھریرۃؓ سے ۲:۲۷۵ پر روایت کیا۔
۶۔ پھر حضرت ابوھریرۃؓ سے ۲:۳۸۱ پر روایت کیا۔
۷۔ حضرت ھمام بن منبہ سے ۳:۳۱۳ پر روایت کیا۔
۸۔ حضرت انسؓ سے ۳:۲۱۹ پر روایت کیا۔
۹۔ پھر حضرت انسؓ سے ۳:۲۹۲ پر روایت کیا۔
۱۰۔ حضرت جابرؓ سے ۳:۲۹۶ پر روایت کیا۔
۱۱۔ یہی روایت سنن دارمی میں ۲:۲۳۵ پر مروی ہے۔
۱۲۔ الموطاء میں 'کتاب القرآن' باب ماجاء فی الدعا ۱۹۶ پر حضرت ابوھریرۃؓ سے بھی حدیث پاک مروی ہے۔
۱۳۔ مصنف عبدالرزاق '۱۱:۳۱۴ پر بھی مروی ہے۔
۱۴۔ الشریعہ میں '۳۴۰۔۳۴۱۔۳۴۲۔۳۴۳ پر مروی ہے۔

☆ یہ حدیث صحیح ہے۔

☆ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب نہایۃ البدایہ والنہایہ '۱۰:۴۶۴ پر سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی روایت کو شرط شیخین پر صحیح قرار دیا ہے۔

☆ حافظ الہیثمی نے مجمع ۱۰/۳۷۱ یہ طبرانی اور بزاز کے حوالے سے اس روایت کے تمام رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔

حضور ﷺ کا مقامِ محمود پر فائز ہونا

شفاعت کی اقسام بیان کرتے ہوئے شفاعت کبریٰ کے تحت ہم نے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ متفق علیہ حدیث بیان کردی جس میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس چیز کا ذکر ہے کہ کس طرح روز قیامت لوگ گروہ در گروہ انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے مگر ہر ایک نبی علیہ السلام کا ایک ہی جواب ہو گا کہ آج یہ منصب کسی اور کا ہے اور آخر میں جب سب مل کر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونگے تاکہ اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں۔ تو آپ ﷺ فرمائیں گے کہ ہاں میں ہی اس کام کے لئے ہوں۔ پھر آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ ذیل میں اسی مفہوم کی ایک اور حدیث جو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری شریف کتاب التفسیر میں منقول ہے ملاحظہ کریں۔

۱۱- عن اٰدَمَ بن عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما یقول ان النَّاسَ یَصِیْرُوْنَ یومَ القِیَامَةِ جُثًا کُلُّ اُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِیَّهَا یَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ اشفَعْ یَا فُلَانُ اشفَعْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ الشَّفَاعَةُ اِلٰی النَّبِیِّ ﷺ فَذٰلِكَ یومَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ المَقَامَ الْمَحْمُودَ.

(صحیح البخاری، ۲:۶۸۶)

آدم بن علی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز لوگ گروہ در گروہ اپنے اپنے پیغمبروں کو تلاش کریں گے اور عرض کریں گے کہ اے نبی! ہماری شفاعت فرمایئے۔ اے نبی! ہماری شفاعت فرمایئے۔ حتی کہ شفاعت کی تلاش حضور نبی اکرم ﷺ پر ختم ہوگی اور یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ

محمود پر فائز فرمائے گا۔

اس حدیث پاک کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں۔

۱۔ حضرت ابو هریرةؓ سے ۲:۴۴۱ پر روایت کیا۔

۲۔ پھر انہی سے ۲:۴۴۴ پر روایت کیا۔

۳۔ پھر انہی سے ۲:۵۲۸ پر روایت کیا۔

۴۔ امام بیہقیؒ سے شعب الایمان' باب ۸ فی حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورھم فصل فی اصحاب الکبائر اذا وافوا القیامۃ بلا توبۃ' ۱:۲۸۲ پر ح:۲۹۹ کے تحت بیان کیا۔

۵۔ امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء' ۸:۳۷۲ پر روایت کیا۔

☆ امام ترمذیؒ نے اس مفہوم کی حدیث' ۲:۱۴۲ میں حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت کر کے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

☆ حافظ المنذریؒ نے الترغیب والترھیب' ۴:۴۳۵ پر اس کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

☆ ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر ۱۵:۹۷ پر اس کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ کی شفاعت کی عمومیت کا بیان

شفیع المذنبین حضور رحمت عالم ﷺ چونکہ مقام محمود پر فائز ہیں' آپ اوّلین و آخرین کے سردار ہیں' جس طرح آپ ﷺ کی نبوت عام ہے کسی ایک قبیلہ یا علاقے تک محدود نہیں اسی طرح آپ ﷺ کی شفاعت بھی کسی ایک فرد یا جماعت کیلئے نہیں ہو گی بلکہ امت کے تمام گنہگاروں کے لئے ہو گی اور یہ تو ہم بیان کر آئے ہیں کہ آپ نے نصف امت کی بخشش کی بجائے شفاعت کے اختیار کو ترجیح دی لہٰذا آپ ﷺ کی شفاعت عمومیت کا درجہ رکھتی ہے ذیل کی روایات میں یہی بات ثابت ہے۔

۱۲ – عن عبدالله بن بشير قال قال رسول الله ﷺ: إنَّ جبرئيلَ أتاني آنفاً فَبَشَّرَنِيْ أنَّ اللّٰهَ قَدْ أعطَانِيْ الشَفَاعَةَ. قِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهَ! أَفِيْ بَنِيْ هَاشِم خاصَّةً؟ قَالَ: لَا قِيْلَ أَفِيْ قريش عامةً؟ قَالَ : لَا قِيْل: أَفِيْ أُمتِك؟ قَالَ: هِيَ فِيْ أُمتي لِلمذنبين المثقلين

کنزالعمال، ۱۴، ح: ۳۹۱۰۳

حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک جبرئیل علیہ السلام ابھی میرے پاس حاضر ہوئے اور مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالی نے مجھے شفاعت کا حق عطا کیا ہے۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ! کیا یہ بنی ہاشم کے لئے خاص ہے؟ فرمایا! نہیں۔ عرض کیا گیا' کیا یہ قریش میں ہی عام ہے؟ فرمایا! نہیں۔ عرض کیا گیا' کیا یہ آپ ﷺ کی ساری امت کے لئے ہے؟ فرمایا! یہ میری امت کے گناہگاروں کے لئے

۱۳ – عن ام هانی قالت قال رسول الله ﷺ ما بال اقوام يزعمون ان شفاعتی لا تنال اهل بيتی و ان شفاعتی تنال جاء و حكم.

(معجم الکبیر '۲۴: ح: ۱۰۶۰)

(کنزالعمال '۴: ح' ۳۹۱۰۸)

حضرت ام ہانی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس قوم کا کیا انجام ہو گا جو یہ گمان کرتی ہے کہ میری شفاعت میرے اہلِ بیت کو فائدہ نہیں دے گی حالانکہ میری شفاعت تو قبیلہ حاء و حکم تک پہنچے گی۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ کے باب میں مندرجہ بالا احادیث

میں آپ ﷺ کے اختیار شفاعت کے امتیازات کو قدرے شرح وبسط کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے جس سے یہ بات حتمی طور پر ثابت ہے کہ شفاعت آپ ہی کا خاصہ اور طرہ امتیاز ہے جس میں کوئی آپ کا ہمسر اور مثیل نہیں۔ حضور ﷺ کی شفاعت سے صرف امت مسلمہ ہی مستفیض نہیں ہو گی بلکہ دیگر اُممِ سابقہ کے افراد بھی آپ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ یاب ہوں گے اور انہیں بارگاہِ ربوبیت میں بخشش و مغفرت کی خیرات سے نوازا جائے گا۔ حضور ﷺ کا شافع محشر ہونا بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے اور شفاعت کبریٰ کے مقامِ رفیع پر آپ ہی کو فائز کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی شفاعتِ عظمیٰ کے جھنڈے تلے میدانِ حشر میں تمام مخلوق جمع ہو گی اور یہ منفرد اعزاز آپ ﷺ ہی کا ہے کہ تمام انبیاء اپنی امتوں کو لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

فصل دوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بدرجہ اہلِ ایمان کی شفاعت فرمانے کا بیان

گزشتہ فصل میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں آپ ﷺ کا شفاعتِ عظمٰی کے مرتبے پر فائز ہونا اور عام لوگوں کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت کی عمومیت کا ہونا ثابت ہوا۔ دیگر روایات سے اس بات پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ ﷺ روز قیامت درجہ بدرجہ شفاعت فرمائیں گے سب سے پہلے اہل بیت کی پھر اہل بیت سے محبت کرنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ عرب و عجم والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے حضور درود شریف بھیجنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ جو لوگ زیارتِ روضۂ نبی ﷺ کے لئے مدینہ منورہ جائیں گے ان کی شفاعت فرمائیں گے چالیس احادیث مبارکہ یاد کرنے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ مدینہ منورہ میں وفات پاجانے والوں اور اس کی بھوک اور مصائب کی سختی پر صبر کرنے والوں کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔ ذیل میں ہم اسی طرح کی بعض روایات بیان کریں گے۔

حضور ﷺ کا سب سے پہلے اہلِ بیت کی شفاعت فرمانا

۱ - عن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ: اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَهُ مِنْ اُمَّتِیْ اَهْلُ بیتی. ثم الأقرب فالأقرب من قریش ثم الانصار ثم مَنْ اٰمَنَ بِی وَاتَّبَعَنِیْ مِنْ الیمن، ثم سائر العرب ثم الأ عاجم و اوّل مَنْ أَشْفَعُ له

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے روز سب سے پہلے اپنی امت میں سے اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر مرتبہ بمرتبہ قریب تر قریشی کی۔ پھر انصار کی اور پھر اس کی جو یمن میں سے مجھ پر

اولو الفضل.

معجم الکبیر للطبرانی،۱۲:ح،۱۳۵۵۰

ایمان لایا اور میری اتباع کی پھر باقی عرب اور تمام عجم کے مؤمنین اور جس کی سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ اہل فضل ہونگے۔

حضور ﷺ کی محبانِ اہل بیت کیلئے شفاعت

۲- عن علی ابن ابی طالب قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: شَفَاعَتِیْ لِأُمتِیْ مَنْ أَحَبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ

(کنز العمال،۱۴،ح:۳۹۰۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میرے اس امتی کے لئے ہو گی جو میری اہل بیت سے محبت کرتا ہو گا۔

حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنے والے کے لیے آپ ﷺ کی شفاعت

۳- عن رویفع بن ثابت الانصاری أن رسول اللّٰه ﷺ قال: مَنْ صلی علی محمد و قال اللهم انزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ.

۱۔ مسند احمد بن حنبل،۴:۱۰۸۔
۲۔المعجم الکبیر للطبرانی،۵،ح:۴۴۸۰)

حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص حضرت محمد ﷺ پر درود پڑھے اور یہ کہے۔ اے اللہ! ان کو قیامت کے روز اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرما۔ تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گی۔

☆ حافظ الہیثمیؒ نے مجمع الزوائد '۱۰: ۱۶۳ پر بزار' معجم الاوسط اور معجم الکبیر کے حوالے سے اس روایت کے بعض اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔

☆ حافظ منذری نے بھی الترغیب والترهیب '۲: ۵۰۵ پر اس روایت کے بعض اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔

اذان کے بعد دعا کرنے والے کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت

٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یوں دعا مانگے گا اے اللہ! اس دعوت کامل اور قائم ہونے والی نماز کے رب! سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کو مقام وسیلہ اور سب پر فضیلت مرحمت فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ ایسے کہنے والے کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت واجب ہو گی۔

۱۔ صحیح البخاری 'کتاب التفسیر '۲: ۶۸۶

۲۔ جامع الترمذی 'ابواب الصلوۃ '۱: ۲۹

۳۔ سنن ابی داؤد 'کتاب الصلوۃ' باب ماجاء فی الدعا عند الاذان '۱: ۸۵

۴۔ سنن النسائی 'کتاب الاذان' باب الدعاء عند الاذان '۱: ۱۱۰

۵۔ سنن ابن ماجہ 'کتاب الصلوۃ' ابواب الاذان' باب مایقال اذا الاذن المؤذ '۵۳

۶۔ مسند احمد بن حنبل '۳: ۳۵۴

۷۔ شرح معانی الآثار، ۱:۹۹
۸۔ صحیح ابن حبان، کتاب الصلوۃ، باب الاذن، ۴:ح ۱۶۸۹
☆ اس حدیث کی سند شرط بخاری کے مطابق صحیح ہے۔
☆ امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن غریب ہے۔

قبرِ انور کی زیارت کرنے والے کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت

٥. عن ابن عمر قال: قال رسول اللهﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہو گی۔

۱۔ سنن دار قطنی، ۲:۲۷۸
۲۔ السنن الکبری للبیہقی، ۵:۲۴۵
۳۔ شعب الایمان للبیہقی، ۳:۴۹۰، ح:۴۱۵۹

٦- عن ابن عمر قال قال رسول اللهﷺ:
ماجاء نی زائراً لایعمله حاجة إلا زِیَارَتِی کان حقًا علیَّ أن اکون له شفیعاً یوم القیامة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی بھی زیارت کرنے والا میرے پاس صرف میری ہی زیارت کے لئے آتا ہے، اسے کوئی اور حاجت نہیں ہوتی تو مجھ پر یہ فرض ہے کہ میں قیامت کے دن اس کے لئے شفاعت کروں۔

معجم الکبیر للطبرانی، ۱۲:ح:۱۳۱۴۹

چالیس احادیثِ مبارکہ یاد کرنے والے کے لیے شفاعت

۷- عن ابی الدردا، قال سُئِلَ رَسُوْل اللّٰہ ﷺ ما حدُّ الْعِلْمِ الَّذِیْ اِذَا بَلَغَہُ الرَّجُلُ کَانَ فِقیھاً؟. فقال رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ حَفِظَ علی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیثًا فِیْ اَمْرِدینھا بَعَثَہُ اللّٰہُ فقیھاً و کُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَشھیداً.

(مشکوۃ المصابیح۔ ۱، ح:۲۵۸)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ علم کی نہایت اور مرتبہ کونسا ہے۔ جس پر پہنچ کر مرد فقیہہ کہلاتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جو دین کے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرے اور لوگوں تک پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے گروہ فقہا میں اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کے گناہوں کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

اس مفہوم کی ایک روایت علامہ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم وفضلہ ۱: ۴۳۔ ۴۴ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے جس کی سند کو علماء نے اسناد حسن میں سے قرار دیا ہے۔

حضور ﷺ کا اہلِ مدینہ کی شفاعت فرمانا

۸- عن عبداللہ بن جعفر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ: اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَہٗ مِنْ اُمَتِیْ اَھْل الْمَدِیْنَۃ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں سب سے پہلے اپنی امت

اَهْل مكة و أهل الطائف.

كنز العمال، ۱۴، ح: ۳۹۰۶۳

میں سے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا، پھر اہل مکہ اور پھر اہل طائف کی۔

حضور ﷺ کا مدینہ طیبہ کی بھوک اور سختی پر صبر کرنے والے کی شفاعت فرمانا

۹- عن ابی سعید خدری قال سمعت رسول اللہ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَبَرَ علی شدتها ولاوائها كُنْتُ لَهُ شفيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

مسند احمد بن حنبل، ۳: ۲۹

جامع الترمذی، ۵، ح: ۳۹۱۸

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ طیبہ کی بھوک اور سختی پر صبر کرے میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

حضور ﷺ کا مدینہ منورہ میں وفات پانے والے کے لئے شفیع ہونا

۱۰- عن ابن عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ اسْتَطَاعَ اَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّی اَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوْتُ بِهَا.

۱۔ جامع الترمذی، ۵، ح: ۳۹۱۷

۲۔ مسند احمد بن حنبل، ۲: ۷۴

۳۔ المعجم الکبیر، ۲۴، ح: ۸۲۳۔۸۲۶

☆ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو مدینہ منورہ میں موت آسکے تو اسے یہاں ہی مرنا چاہیے کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی (خاص طور پر) شفاعت کروں گا۔

حضور ﷺ کا اپنی امت کے لامحدود افراد کی شفاعت فرمانا

۱۱- قال بريدة سمعت رسول الله ﷺ يقول: إني لأرجو ان أشفَع يومَ القيامة عدد ما على الارض من شَجَرَةٍ و مدرةٍ.

مسند احمد بن حنبل، ۵:۳۴۷

کنزالعمال، ۱۴، ح:۳۹۰۶۲

حضرت بریدة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے دن روئے زمین کے جملہ درختوں اور پتھروں کی مقدار کے برابر اپنی امت کے افراد کی شفاعت کروں گا۔

حضور ﷺ کی رائی کے دانے سے بھی کم ایمان والے کے لئے شفاعت

۱۲- عن حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يقول اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ اَدْخِلِ الجَنَّةَ من كَانَ فِيْ قلبهٖ خردلة فيدخلون ثم اقول ادخل الجنة من كان فى قلبه ادنى شیءٍ فقال اَنَسٌ كَاَنِّى اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رسول الله ﷺ.

صحیح البخاری، ۲:۱۱۱۸

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا کہ اے رب! جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو اسے جنت میں داخل فرما دے۔ پس وہ داخل ہو جائیں گے۔ پھر میں عرض کروں گا کہ اسے بھی جنت میں داخل فرما، جس کے دل میں ذرا بھی ایمان ہے۔

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں گویا کہ میں (اب بھی) حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

کامل اخلاص کے ساتھ ایمان والے کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت

۱۳- عن ابی هريرة اَنَّهُ قَالَ قيل يَا رَسُوْلَ الله من اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قال رسول الله ﷺ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ أن لا يَسْئَلَنِىْ عَنْ هَذَا الْحَدِيْثِ أحد اَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَاَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلٰى الْحَدِيْثِ، اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِىْ يَوْمَ الْقيامة من قال لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصاً مِن قلبه اونفسِهٖ .

حضرت ابوہریرۃ ﷺ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! قیامت کے روز آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوہریرہ! میرا گمان یہی تھا کہ اس بارے میں سب سے پہلے تم مجھ سے پوچھو گے کیونکہ میں نے حدیث کے ساتھ تمہاری بے پناہ وابستگی دیکھی ہے۔قیامت کے روز میری شفاعت حاصل کرنے میں سب سے زیادہ خوش نصیب شخص وہ ہوگا۔ جس نے خلوص دل سے (کلمہ)لا اله الا اللہ پڑھا۔

۱۔ صحیح البخاری،۱،ح:۹۹

اس حدیث پاک کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں

۲۔ حضرت ابو ھریرہؓ سے ۲:۳۰۷ پر

۳۔ پھر انہی سے ۲:۳۷۳ اور

۴۔ ۲:۵۱۸ پر روایت کیا ہے۔

۵۔ امام ابو بکر محمد حسین الآجری نے اپنی کتاب الشریعہ میں ۳۴۰ پر اس حدیث پاک کو روایت کیا۔

۶۔ صحیح ابن حبان "کتاب التاریخ باب الحوض والشفاعۃ" ۱۴، ح:۶۴۶۶ کے تحت یہ حدیث مروی ہے۔

☆ حافظ الہیثمی نے مجمع الزوائد ۱۰:۴۰۴ پر امام احمدؒ کے روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

☆ امام حاکم نے ۱:۷۰ پر اس کو صحیح الاسناد حدیث قرار دیا ہے جس کی امام ذہبی نے بھی تصدیق کی ہے۔

کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت

۱۴ – عن اَنَسٍ قَالَ قال رسول الله ﷺ: شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ.

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے ان افراد کے لئے ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کئے۔

۱۔ جامع الترمذی، ۴، ح:۲۴۳۵

۲۔ سنن ابی داؤد، ۴، ح:۴۷۳۹

۳۔ سنن ابن ماجہ، ۲، ح:۴۳۱۰

۴۔ المعجم الکبیر (للطبرانی) ۱۱، ح:۱۱۴۵۴

۵۔ مسند احمد بن حنبل، ۳:۲۱۳

۶۔ الشریعہ للآجری:۳۳۸

۷۔ ابوداؤد الطیالسی:۲۳۳ جز سابع، ح:۱۶۶۹

۸۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ۳:۲۰۱

۹۔ صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ باب الحوض والشفاعۃ، ۱۴، ح:۶۴۶۷

☆ امام ترمذیؒ نے یہ حدیث جابر بن عبداللہ ص سے نقل کی ہے ان کے نزدیک یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

☆ امام بیہقی کے نزدیک بھی یہ صحیح حدیث ہے۔ جیسا کہ عجلونی نے کشف الخفاء میں لکھا ہے۔

☆ امام حاکم نے ۱/۶۹ یہ اس حدیث کو شرط شیخین پر صحیح قرار دیا ہے۔

☆ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۱:۴۸۷ پر حضرت انسؓ سے اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے

☆ صحیح ابن حبان میں مروی حدیث بھی صحیح الاسناد ہے۔

۱۵– عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول اللهﷺ: شفاعتی لأهل الكبائر من امتی. قلت ما هذا يا جابر؟ قال نعم يا محمد! انه من زادت حسناته فذاك الذی يدخل الجنة بغير حساب، و من استوت حسناته و سيئا ته فذاك الذی يحاسب حساباً يسيراً ثم يدخل الجنة، و إنما شفاعة رسول اللهﷺ لمن أوبق نفسه و أثقل ظهره.

کنزالعمال، ۱۴، ح:۳۹۷۵۱

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔ میں (راوی) نے کہا اے جابرؓ کیا ایسا ہی ہے؟ حضرت جابرؓ نے جواب دیا اے محمد! ہاں۔ بے شک جس کی نیکیاں زیادہ ہو گئیں تو وہ تو جنت میں بغیر حساب کے چلا جائے گا۔ اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہو گئیں تو اس کا حساب آسان ہو گا پھر وہ جنت میں چلا جائے گا۔ بے شک رسول اللہﷺ کی شفاعت اس کے لئے ہے

جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا اور اپنی پیٹھ پر (گناہوں کا) بوجھ لادا۔

١٦- عن ابی الدرداء: قال قال رسول اللهﷺ: شفاعتی لأهل الذنوب من امتی. قال ابو الدرداء و ان زنی و إن سرق: قال، نعم! و ان زنی و إن سرق علی رغم أنف أبی الدرداء.

کنز العمال، ۱۴، ح: ۳۹۰۵۶

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری شفاعت میری امت کے گناہگاروں کے لئے ہے۔ ابودرداء نے عرض کی خواہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو (بطور محبت فرمایا) خواہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔

حضور ﷺ کی شفاعت سے عذاب دوزخ سے چھٹکارا

١٧- عن عمران بن حصين عن النبیﷺ قال: يُخْرَجُ قومٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍﷺ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ يُسَمَّوْنَ الجَهَنَّمِيِّينَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ حضرت محمد مصطفے ﷺ کی شفاعت کے باعث جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ چنانچہ جب وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو جنتی انہیں جہنمی کے نام سے پکاریں گے۔

۱۔ صحیح البخاری، ۲: ۹۷۱، ۹۷۲

۲۔ جامع الترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ماذکر من یخرج من النار من اھل التوحید، ۱: ۸۴، ح: ۲۶۰۰

۳۔ سنن ابی داؤد، ۲، ح: ۴۷۴۰　　۴۔ سنن ابن ماجہ، ۲، ح: ۴۳۱۵
۵۔ احمد بن حنبل، ۴: ۴۳۴　　۶۔ الشریعہ، ۳۴۴
☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

١٨- عن ابی سعید قال قال رسول اللهﷺ اَمَّا اهل النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا فَلَا يَمُوْتُوْنَ فِيْها ولا يَحْيَوْنَ ولكِنّ نَاسٌ اَصَابَتْهُمْ نَارٌ بِذُنُوْبِهِمْ اَوْ بِخَطَايَاهُمْ فَاَمَا تَتْهُمْ اِمَاتَةً حتّٰى اِذَا كَانُوْا فَحْماً اُذِنَ لَهُمْ فِيْ الشَّفَاعَةِ فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبآئِرَ ضَبائِرَ فَبثُّوْا عَلٰى اَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَقِيْلَ يَآ اَهْلَ الْجَنَّةِ اَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تكُون فِيْ حَمِيْلِ السيل قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَاَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ قَدْ كَانَ فِيْ البَادِيَةِ.

صحیح مسلم، ۱: ح، ۳۰۶
سنن ابن ماجہ، ۲، ح: ۴۳۰۹

حضرت ابو سعید ص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں رہنے والے دوزخی نہ اس میں مریں گے اور نہ جئیں گے لیکن کچھ لوگ ہوں گے۔ جنہیں دوزخ میں ان کے گناہوں اور غلطیوں کی وجہ سے ڈالا جائے گا تو وہ آگ انہیں جلا کر کوئلہ کر دے گی۔ اس وقت ان کی شفاعت کا حکم ہوگا تو انہیں گروہ در گروہ نکالا جائے گا۔ وہ جنت کی نہروں پر پھیل جائیں گے تو کہا جائے گا اے اہل جنت! ان پر پانی ڈالو۔ تو وہ اس پانی سے اس طرح اگیں گے جیسے دریا کے کنارے گھاس اگتی ہے۔ یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جنگل میں بھی رہے ہیں۔

☆ امام احمد نے ۳:۵ پر اس حدیث کو روایت کیا ہے اس کے تمام رواۃ صحیح ہیں۔

۱۹- عن جابر ان النبی ﷺ قال: یخرج من النار بالشفاعة کانھم الثعاریر قلت ما الثعاریر قال الضغابیس و کان قدسقط فمه فقلت لعمر بن دینار یابا محمد سمعت جابر بن عبدالله یقول سمعت النبی ﷺ یقول یخرج بالشفاعة من النار قال نعم.

صحیح البخاری، ۲:۹۷۰

صحیح مسلم، ۱:۱۰۷ کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعة

مسند ابوداؤد الطیالسی، ۶:۲۳۲ جز سابع ح، ۱۷۰۳

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شفاعت کے ذریعے کچھ لوگوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا۔ گویا کہ وہ ثعاریر ہوں گے۔ میں (حماد) نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ ثعاریر کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ سفید ککڑیاں جن کے منہ جھڑ گئے ہوں۔ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ اے محمد کیا آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ذریعے نکالے جائیں گے؟ فرمایا ہاں: (میں نے خود نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے)

شفاعتِ مصطفےٰ ﷺ سے حضرت ابو طالب کو فائدہ

۲۰- عن عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ العَبَّاسَ یَقُوْلُ قُلْتُ

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عباس

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا طَالِبٍ کَانَ یَحُوْطُکَ وَ یَنْصُرُکَ (وَ یَغْضَبُ لَکَ) فَھَلْ نَفَعَهُ ذٰلِکَ قَالَ نَعَمْ وَ جَدْتُهُ فِیْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهُ اِلٰی ضَحْضَاحٍ.
صحیح مسلم، ۱:۱۱۵

رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! حضرت ابوطالب آپ کا بچاؤ کرتے تھے۔ آپ کی مدد کرتے تھے اور آپ کے لئے لوگوں پر غصہ کرتے تھے تو کیاان کو ان باتوں سے کچھ نفع ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے انہیں آگ کی شدت اور سختی میں پایا تو میں انہیں ہلکی آگ میں نکال لایا۔

۲۱—عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامة.
(صحیح مسلم، ۱:۱۱۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کے چچا ابوطالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے ان کو (تخفیف عذاب کی صورت میں) فائدہ پہنچے گا۔

احادیث مبارکہ سے یہ بات متحقق ہے کہ شفاعت، نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا حق ہے۔ روز قیامت آپ ﷺ درجہ بدرجہ اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی جس کی بناء پر آپ دوزخ سے لوگوں کو نکال نکال کر داخل جنت فرمائیں گے۔ مگر اس کے باوجود کچھ بدبخت لوگ

اس دن بھی مغفرت و بخشش کے اس بحر بیکراں سے مستفیض نہ ہو سکیں گے رب تعالیٰ ان کو اس فیضان سے محروم رکھے گا اور عذابِ جہنم ان کا مقدر ٹھہرے گا ذیل میں ایسے بد بخت اور شقی لوگوں کے بارے میں بعض احادیث مبارکہ ملاحظہ کریں۔

عرب سے دھوکہ کرنے والے کی شفاعت سے محرومی

۲۲- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ وَ لَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ.

جامع الترمذی، ۵، ح: ۳۹۲۸
مسند احمد بن حنبل، ۱: ۷۲

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے عرب سے دھوکہ کیا وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی اسے میری محبت نصیب ہوگی۔

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کی عمومیت کا عالم تو یہ ہے کہ خطاکاروں کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت کے علاوہ بعض کفار کے عذاب میں تخفیف کے لئے بھی آپ ﷺ کی شفاعت فائدہ دے گی۔ لیکن بعض بد بخت ایسے بھی ہوں گے جو شفاعت کی عمومیت کے باجود اس سے محروم ہوں گے۔

صحابہ کرامؓ کے گستاخ کی شفاعت سے محرومی

۲۳- عن عبدالرحمن بن عوف قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: شَفَاعَتِي مباحةٌ اِلَّا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری شفاعت ہر

لِمَنْ سَبَّ أصحابِي.

کنز العمال، ۱۴، ح:۳۹۰۵۸

حلیۃ الاولیاء، ۷:۲۳۶

آدمی کے لئے جائز ہوگی مگر جو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گستاخ ہوگا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔

۲٤- عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: نعم الرجل أنا لشرار أمتي! قيل : يا رسول الله! كيف أنت لخيارهم؟ قال خيار أمتي يدخلون الجنة بأعمالهم، و شرار أمتي ينتظرون شفاعتي، الا! إنها مباحة يوم القيامة لجميع أمتي إلا رجل منتقص أصحابي.

(کنز العمال، ۱۴، ح:۳۹۱۱۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی امت کے برے لوگوں کے لئے سب سے بہتر آدمی میں ہوں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! امت کے اچھے لوگوں کے لئے آپ کیسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے اچھے لوگ جنت میں اپنے اعمال کی وجہ سے چلے جائیں گے اور میری امت کے گنہگار میری شفاعت کا انتظار کریں گے۔ خبردار! آگاہ ہو جاؤ کہ شفاعتِ قیامت کے دن میری امت کے سب لوگوں کے لئے جائز ہوگی سوائے اس شخص کے جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا تھا۔

مندرجہ بالا ارشادات گرامی میں سخت عذاب کی وعید ہے ان لوگوں کے لئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی معاف نہیں کرتے ان کے متعلق

زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں۔ ایک طرف آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ میں اپنی امت کے برے افراد کیلئے بہتر خیر خواہ ہوں دوسری طرف صحابہ کو برا بھلا کہنے والے کو آپ ﷺ شفاعت سے محرومی کی وعید سنارہے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ جمیع صحابہ بخوم ہدایت ہیں۔ امت میں درجے اور فضیلت کے اعتبار سے صحابہ سے بڑھ کر کون اولیت کا حقدار ہو سکتا ہے؟ اگر انہیں بھی بعض لوگ برا بھلا کہیں توان کے مقدر میں بحوائے ارشادات نبوی سوائے عذاب نار کے اور کچھ نہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ان ارشادات پر غور کرنا چاہئے اور ایسے اعمال سے بچنا چاہئے جو انہیں محروم الشفاعت بنا کر عذاب دوزخ کے مستحق ٹھہرائیں۔

حضور ﷺ کی شفاعت کا منکر آپ ﷺ کی شفاعت سے محروم ہوگا

۲۵ – عن زید بن ارقم قال قال رسول الله ﷺ: شَفَاعَتِیْ یَوْمَ القِیَامَةِ حقٌ فَمَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَکُنْ مِنْ أَهْلِهَا.

(کنز العمال، ۱۴، ح:۳۹۰۵۹)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت حق ہے۔ پس جو شخص اس پر یقین نہیں رکھتا۔ وہ شفاعت کا اھل بھی نہیں ہوگا۔ (یعنی شفاعت سے محروم رہے گا)

۲۶۔ امام ابو بکر محمد بن حسین الآجری نے اپنی کتاب الشریعہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من کذب بالشفاعة فلیس له

جس نے شفاعت کو جھٹلایا اس کے

فیھا نصیب. لئے شفاعت میں سے کوئی حصہ نہیں

(الشریعہ، ۳۴۳)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری، ۱۱:۴۲۶ پر اس روایت کے متعلق فرمایا ہے کہ حضرت سعید بن منصور نے اسے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

گذشتہ صفحات میں ہم نے اس روایت کو بیان کیا جس میں ارشاد فرمایا گیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی حضور ﷺ کی شفاعت میں رغبت رکھیں گے اور یہ بھی بیان ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو حق شفاعت دلانے والے آپ ہوں گے اس کے باوجود جو منکر شفاعت ہوگا وہ محروم ہوگا اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

حضور ﷺ کی شفاعت سے صرف وہی حرماں نصیب ٹھہریں گے جس کے مقدر میں ازلی شقاوت لکھ دی گئی ہے اور حضور ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات کے لئے ان کے دل کے کسی گوشے میں محبت کی رمق نہیں۔ آپ ﷺ کی شفاعتِ عمومی سے فقط وہی محروم ہوں گے جن کے دامن اعمال میں ایمان کا ایک ذرہ بھی نہیں ہوگا۔ اس روزِ قیامت میں سوائے اس کے کوئی محروم شفاعت نہیں رہے گا جس نے بد عقیدگی، بد عملی اور گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے خود اپنے اوپر بد بختی مسلط کئے رکھی اور اسے آخری وقت تک توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ورنہ اس درِ رحمت سے گنہگار سے امتی بھی شفاعت اور بخشش کی بھیک لئے بغیر کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔

فصل سوم

شفاعتِ صغریٰ کا بیان

ان صفحات میں ہم شفاعتِ صغریٰ کے حوالے سے بعض روایات کا تذکرہ کریں گے جس سے اس بات کا ثبوت مہیا ہو گا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام بھی شفاعت فرمائیں گے۔ جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے طفیل آپ ﷺ کے امت میں سے نیک متقی لوگ بھی شفاعت کریں گے اور بطور ناز اللہ تعالیٰ سے جھگڑیں گے کہ ہمارے بھائی جو دنیا میں ہمارے ساتھ نیک اعمال کرتے رہے' ہمارے ساتھ نمازیں پڑتے رہے' روزے رکھتے رہے اور حج کرتے رہے اب ہم ان کو دوزخ کی آگ میں جلتا ہوا چھوڑ کر جنت میں نہیں جائیں گے۔ اللہ کریم ان کی اس التجاء کو قبول فرمائے گا اور انہیں کہے گا کہ وہ اپنے جاننے والوں کو خود اپنے ہاتھ سے جنت میں ڈالتے جائیں۔ صحیحین کی متفق علیہ روایت کا تذکرہ ہم نے گذشتہ باب میں شفاعتِ صغرٰی کے تحت کر دیا تھا اب اس حوالے سے مزید روایت اس فصل میں ملاحظہ فرمائیں۔

قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کا بیان

۱. عن جابر قال : قال رسول اللہ ﷺ از میز أهل الجنة و أهل النار' فدخل اهل الجنة الجنة' و أهل النار النار' قامت الرسل ' فشفعوا ' فيقال:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی اور جہنمی لوگ میں امتیاز ہو جائے گا جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں

انطلقوا أو اذهبوا ، فمن عرفتموه فاخرجوه فيخرجونهم قد امتحشو فيلقونهم في نهر. أو على نهر. يقال له (نهر) الحياة، قال : فتسقط محاشهم على حافتى النهر، و يخرجون بيضا، مثل الثعارير، ثم يشفعون، فيقال اذهبوا او انطلقوا ، فمن وجدتم في قلبه مثقال قيراط من ايمان فأخرجوه، قال: فيخرجون سراعا، و يشفعون، فيقال اذهبوا او انطلقوا، فمن وجدتم في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان فأخرجوه، ثم يقول الله: أنا الآن أخرج بعلمي و رحمتي، فيخرج اضعاف ما أخرجوا، و أضعافه، فيكتب في رقابهم عتقاء الله، ثم

داخل ہو جائیں۔ اس کے بعد رسل عظام کھڑے ہوں گے اور شفاعت فرمائیں گے پس انہیں کہا جائے گا چلو اور جس جس کو تم پہچانتے ہو اس کو جہنم سے نکال لو پس پیغمبران کرام ایسے لوگوں کو نکال لیں گے جو جل کر کوئلے کی طرح ہو چکے ہوں گے پس انہیں آب حیات کی نہر میں ڈال دیا جائے گا پھر فرمایا پس ان کے جلے ہوئے جسموں کو نہر کے کنارے میں ڈال دیا جائے گا۔ جس کے بعد وہ سفید ککڑیوں کی طرح سفید نکلیں گے۔ پھر اس کے بعد وہ دوبارہ شفاعت فرمائیں گے۔ لیکن پھر انہیں کہا جائے گا کہ چلو پس جس کے دل میں رتی برابر ایمان پاؤ تو اسے بھی جہنم سے نکال لو تو وہ جلدی سے نکال لیں گے اور شفاعت کریں گے پھر انہیں کہا جائے گا چلو پس جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان پاؤ تو اسے بھی

يدخلون الجنة، فيسمون فيها الجهنمين۔

نکال لو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا اب میں اپنے علم اور رحمت سے نکالتا ہوں پس اللہ تعالیٰ جو رسلِ عظام نے نکالے ہوں گے اس سے کئی گنا زیادہ لوگوں کو نکال لے گا اور اس سے بھی زیادہ پس ان کی گردنوں پر لکھ دیا جائے گا عتقاء اللہ یعنی اللہ کے آزاد کردہ ۔ پھر انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور اس میں انہیں جہنمیین کے نام سے پکارا جائے گا۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل، ۳:۵۶

۲۔ مسند احمد بن حنبل، ۳:۳۲۵۔۳۲۶

۳۔(نہایۃ البدایہ، ۱۰:۴۵۲)

☆ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ صفحہ ۵۶:۵۵ پر درج حدیث کی سند میں ایک راوی عمرو بن یحیٰ ثقہ ہیں ان کے والد یحیٰ بن عمارہ بن أبی حسن بھی ثقہ ہیں جن سے کثرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں۔

۲- عن أبی هريرة قال قال رسول اللهﷺ: الشفعاء خمسة: القرآن، والرحم، و الأمانة و نبيكم، و أهل بيته.

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شفاعت کرنے والے پانچ ہیں: قرآن مجید، رشتہ دار، امانت، تمہارے نبی اور اس کے اہل بیت۔

کنز العمال، ۱۴، ح:۳۹۰۴۱

۳- عن عثمان بن عفان قال

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللهﷺ: يشفع يوم القيامة ثلاثة: الانبياء ثم العلماء، ثم الشهداء.

۱۔ صحیح بخاری، ۲:۱۱۰۷

۲۔ صحیح مسلم، ۱:۱۰۳

۳۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب ذکر الشفاعۃ ۲، ح:۴۳۱۳

۴۔ الشریعہ للآجری: ۳۵۰

۵۔ جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبدالبر، باب تفضیل العلماء علی الشہداء، ۱:۳۰

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

٤- عن جابر قال قال رسول اللهﷺ: يفقد أهل الجنة قوما كانوا معهم فى الدنيا فينطلقون إلى الانبياء فيقولون لهم اشفعوا لنا، فيشفعون لهم فيخرجون من النار فيصب عليهم ماء الحياة فيكونون مثل الثعارير فيسمون الطلقاء و كلهم طلقاء

کنز العمال، ۱۴، ح:۳۹۱۱٦

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی لوگ ایسے لوگ کو کھو دیں گے جو دنیا میں ان کے ساتھ تھے۔ پس وہ انبیاء کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے۔ ہمارے لئے شفاعت کیجئے۔ پس وہ ان کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ چنانچہ ان کو دوزخ سے نکالا جائے گا اور ان پر آبِ حیات بہایا جائے گا چنانچہ وہ ثعاریر کی طرح ہو جائیں گے۔ انہیں طلقاء (آزاد کردہ) کا نام دیا

جائے گا اور وہ سب آزاد ہوں گے۔

٥- عن أبی بکرة عن النبی ﷺ قال : یحمل الناس علی الصراط یوم القیامة فتقادع بهم جنبة الصراط تقادع الفراش فی النار قال فینجی الله تبارك و تعالی برحمته من یشاء قال ثم یؤذن للملائکة والنبیین و الشهداء أن یشفعوا فیشفعون و یخرجون ویشفعون و یخرجون و یشفعون ویخرجونمن کان فی قلبه ما یزن ذرة من ایمان.

۱۔ مسند احمد بن حنبل، ۵:۴۳

۲۔ معجم الصغیر، ۲:۵۷

☆ حافظ الہیثمی نے مجمع الزوائد، ۱۰:۳۵۹

یہ اس کو مسند احمد، معجم الکبیر معجم الصغیر اور بزار کے حوالے سے روایت کر کے اس کے تمام رواۃ کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن لوگ پل صراط پر چلیں گے تو پل صراط کا کنارہ ان کو لیکر ایسے گرے گا جیسے پتنگے آگ میں فرمایا پھر اللہ اپنی رحمت سے جسے چاہیے گا نجات دے گا۔ پھر فرشتوں، نبیوں، صدیقین اور شہداء کو اجازت دی جائے گی کہ وہ شفاعت کریں۔ پس وہ شفاعت کریں گے اور (دوزخیوں) کو نکالیں گے اور شفاعت کریں گے اور (دوزخیوں کو) نکالیں گے یہاں تک کہ کوئی ایک شخص بھی جہنم میں ایسا نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا۔

٦- عن عبدالله ابن مسعود

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

قال قال رسول اللهﷺ: لیدخلن الجنة قوم من المسلمین قد عذبوا فی النار برحمة الله و شفاعة الشافعین.

معجم الکبیر للطبرانی '۱۰' ح:۱۰۵۰۹

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رحمت اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کو ضرور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ جنہیں دوزخ میں عذاب دیا جاچکا ہوگا۔

شرکائے نمازِ جنازہ کی شفاعت

۷-عن عائشة عن النبیﷺ قال ما من میت صلی علیه امة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الا شفعوا فیه.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی نماز جنازہ میں سو مسلمان شریک ہوں اور اس کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت ضرورت قبول کی جاتی ہے۔

۱۔ صحیح مسلم '۱:۳۰۸

۲۔ جامع الترمذی 'ابواب الجنائز' باب کیف الصلوۃ علی المیت والشفاعہ لہ '۱: ۱۲۲

۳۔ سنن نسائی 'کتاب الجنائز' باب فضل من صلی علیہ مائۃ '۱:۲۸۱-۲۸۲

۴۔ سنن ابن ماجہ 'باب ماجاء فیمن صلے علی جماعۃ من المسلمین:۱۰۸

۵۔ مسند احمد بن حنبل '۶:۳۲ '۴۰ '۲۳۱

۶۔ مصنف عبدالرزاق '۳:۵۲۷

☆ سنن ابن ماجہ کے تمام رجال شرط شیخین کی مطابق صحیح ہیں۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں چالیس افراد کا ذکر ہے جن کی شرکت سے اللہ تعالیٰ شفاعت قبول فرمائے گا۔

عن عبداللہ بن عباس قال سمعت رسول اللهﷺیقول ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازته أربعون رجلا لا یشرکون باللہ شیئاً الا شفعهم اللہ فیه.

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان بھی فوت ہوتا ہے اور اس کے جنازے میں چالیس ایسے مسلمان شریک ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کی اس شخص کے حق میں شفاعت قبول فرماتا ہے۔

صحیح مسلم کتاب الجنائز، فصل فی قبول شفاعة الاربعین ا:۳۰۸
سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب فضل الصلوة علی الجنائز ۲:۹۶
سنن ابن ماجہ:۱۰۸
مسند احمد بن حنبل ا:۲۷۷

حضور ﷺ کی امت میں سے مؤمنین کا شفاعت کرنا

۹- عن ابی سعید ان رسول اللهﷺ قال: ان من امتی من یشفع للفئام و منهم من یشفع للقبیلة و منهم من یشفع للعصبة و منهم من یشفع

حضرت ابو سعید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میری امت میں سے کچھ لوگ ایک گروہ کی شفاعت کریں گے اور کچھ ایک قبیلے کی اور کچھ ایک جماعت کی

للرجل حتى يدخلوا الجنة.

۱۔ جامع الترمذی، ۴، ح: ۲۴۴۰

۲۔ مسند احمد بن حنبل، ۳: ۶۳

شفاعت کریں گے اور کچھ ایک شخص کی حتیٰ کہ وہ سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

☆ امام ترمذیؒ کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت عثمان بن عفان اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا کثیر لوگوں کی شفاعت کرنا

۱۰ – عن عبدالله بن شقيق عن عبدالله بن ابى الجدعآء انه سمع النبي صلی اللہ علیہ وسلم يقول ليدخلن الجنة بشفاعة رجل من امتى اكثر من بنى تميم قالوا يا رسول الله سواك قال سوای قلت انت سمعته من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال انا سمعته.

۱۔ جامع الترمذی، ۴، ح: ۲۴۳۸

۲۔ سنن ابن ماجہ، ۲، ح: ۴۳۱۶

۳۔ مسند احمد بن حنبل، ۳: ۴۶۹

۴۔ مسند احمد بن حنبل، ۳: ۴۸۰

حضرت عبداللہ بن ابی الجدعا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے ایک شخص (عثمان یا اویس قرنی) کی شفاعت کے سبب بنو تمیم کے افراد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میرے علاوہ۔ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں۔ میں نے ابو الجدعا سے پوچھا کیا آپ نے یہ حدیث خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں: میں نے خود سنی ہے۔

۵۔ مسند احمد بن حنبل، ۵: ۳۶۶

۶۔ مسند ابی داؤد الطیالسی، ج: ۱۷۸۳

۷۔ المستدرک، ۱: ۷۰۔۷۱

☆ امام ترمذیؒ کے نزدیک یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

☆ امام حاکم کے نزدیک یہ حدیث صحیح الاسناد ہے جس کی تصدیق امام ذہبی نے بھی کی ہے۔

۱۱– عن الحسن البصری قال قال رسول اللهﷺ: يشفع عثمان بن عفان يوم القيامة فی مثل ربيعة و مضر

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دو قبیلوں ربیعہ اور مضر کے برابر لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

جامع الترمذی، ۴، ح: ۲۴۳۹

الشریعہ: ۲۹۹

ایک جنتی شخص کا مستحقِ جہنم کی شفاعت کرنا

۱۳. عن انس بن مالك قال قال رسول اللهﷺ: يَصُفُّ الناس يوم القيامة صفوفاً فيمر الرجل من أهل النار على الرجل فيقول: يا فلان أما تذكر يوم استسقيت فسقيتك شربة؟ قال فيشفع له، و يمر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگ صفیں بنائیں گے تو دوزخیوں میں سے ایک شخص جنتیوں میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا: اے فلاں! تو یاد کر ایک دن تو نے پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا۔ پس وہ جنتی اس

الرجل فيقول: أما تذكر يوم ناولتك طهورا؟ فيشفع له و يقول: يا فلان: أما تذكر يوم بعثني في حاجة كذا و كذا فذهبت لك؟ فيشفع له.

سنن ابن ماجہ '۲، ح:۳۶۸۵

☆ اس روایت کے تمام رجال صحیح ہیں۔

دوزخی کے لئے شفاعت کرے گا۔ ایک اور آدمی دوسرے آدمی کے پاس سے گزرے گا پس وہ کہے گا: تو یاد کر میں نے ایک دن تجھے صفائی کے لئے پانی دیا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے لئے شفاعت کرے گا۔ ایک اور آدمی کہے گا اے فلاں: تو یاد کر ایک دن تو نے مجھے اس اس کام کے لئے بھیجا تھا چنانچہ میں تیری خاطر چلا گیا تھا۔ پس وہ اس کے لئے شفاعت کرے گا۔

اس روایت میں تصورِ شفاعت کے حوالے سے چار باتیں واضح ہو گئیں:

۱۔ بعض کے ذہنوں میں جو یہ مغالطہ پایا جاتا ہے کہ روزِ قیامت نفسا نفسی کے عالم میں کوئی شخص دوسرے کے کام نہیں آئے گا اس کا ازالہ ہو گیا۔

۲۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک سنگتیں کام آئیں گی۔

۳۔ نیک لوگ اپنے متعلقین متوسلین اور خادمین کی شفاعت کریں گے۔

۴۔ اس دنیا میں بعض نیکیاں جن کو ہم معمولی سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں وہ معمولی نہیں بلکہ روزِ محشر وہ نجات کا باعث بن جائیں گی۔ جیسے کسی کو پانی پلانا۔ وضو کے لئے پانی کا انتظام کرنا۔ محض رضائے الٰہی کی خاطر کسی کا کوئی کام سر انجام دینا۔

۱۴ - عن انس قال قال رسول

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ

اللّٰہ ﷺ: ان الرجل لیشفع للرجلین و الثلاثة و الرجل للرجل.

کنز العمال، ۱۴، ح:۳۹۰۹۷

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک ایک شخص دو اور تین آدمیوں کے لئے اور ایک شخص دوسرے شخص کے لئے شفاعت کرے گا۔

حافظِ قرآن کا اپنے اہلِ خانہ کے لئے شفاعت کرنا

١٥. عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مَنْ قَرَءَ القُرْآنَ وَ حَفِظَهُ اَدْخَلَهُ اللّٰه الجَنَّةَ وَ شَفَّعَهُ فِیْ عَشْرَةٍ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهِ کُلُّهُمْ قَدْ استَوْجَبَ النَّارَ.

سنن ابن ماجہ، ۱، ح:۲۱۶

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کر لیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کردے گا اور اس کو اس کے خاندان کے ان دس افراد کے لئے شفاعت کرنے والا بنادے گا جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔

١٦- عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مَنْ قَرَاءَ الْقُرْاٰنَ واسْتَظْهَرَهُ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِ الجَنَّةَ وَ شَفَّعَهٗ فِیْ عَشَرَةٍ مِنْ اَهْل بیْتِهٖ کُلُّهُمْ قَدْ وَ جَبَتْ لَهٗ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس طرح قرآن پڑھا کہ اس پر حاوی ہو گیا اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے

النَّارَ.

ا۔جامع الترمذی 'ابواب فضائل القرآن' ماجاءفی فضل قاری القرآن'۵'ح:۲۹۰۵
۲۔ مسند احمد بن حنبل '۱:۱۴۸۔۱۴۹
۳۔الشریعہ:۳۵۰

خاندان سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کرے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔

شہید کا اپنے رشتہ داروں کے لئے شفاعت کرنا

۱۷ – عن المقدام بن مَعْدِيْكرب عن رسول اللهﷺ قال لِلشَّهِيْد عِنْدَاللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفِرُلَهُ فِيْ اَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنَ دَمِهٖ وَيُرىٰ مَقْعَدَهٗ مِنَ الجَنَّةِ وَ يُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ يَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَر وَ يُحَلّٰى حُلَّةَ الاِيْمَانِ وَ يُزَوَّجُ مِنْ الْحُوْرِ العِيْنِ وَ يُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ اِنْسَانًا مِنْ اَقَارِبِهٖ.

ا۔ سنن ابن ماجہ '۲'ح:۲۷۹۹
۲۔جامع الترمذی '۴:ح۔ ۱۶۶۳
۳۔مسند احمد بن حنبل '۴:۱۳۱
۴۔الشریعہ:۳۴۹

حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے پاس شہید کے لئے چھ باتیں ہیں اول تو یہ کہ خون بہتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ دوم وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔ سوم عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ چہارم قیامت کی گھبراہٹ اور خوف سے محفوظ رہتا ہے۔ پنجم اسے ایمان کا لباس پہنایا جاتا ہے اور حوروں سے اس کا نکاح کیا جاتا ہے۔ ششم اس کے رشتہ داروں میں سے اسے 70 آدمیوں کی شفاعت کی اجازت دی جاتی ہے۔

☆ امام ترمذیؒ کے نزدیک یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۱۸- عن نمران بن عتبه الذماری قال دَخَلْنَا عَلَى اُمِّ الدَّردآء و نحن اَيْتَامُ فَقَالَتْ ابشروا فَانّی سمعتُ اَبَا الدَّردآءِ يقول قال رسول اللهﷺ يَشفع الشَّهِيْد فِیْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْل بيتهٖ.

حضرت نمران بن عتبہ الذماری کا بیان ہے کہ ہم حضرت ام درداء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم یتیم ہوگئے تھے۔ فرمایا تمہیں بشارت ہو کہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شھید اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔

۱۔ سنن ابوداؤد'۱:۳۴۹

۲۔ صحیح ابن حبان 'کتاب السیر' باب فضل الشھادۃ:۱۰'ح:۴۶۶۰

۳۔ الشریعہ:۳۵۰

نابالغ بچوں کا اپنے والدین کی شفاعت کرنا

۱۹-عن ابن عباس يقول سمعت رسول اللهﷺ يقول من كان له فرطان من امتی دخل الجنة فقالت عائشة بابی فمن كان له فرط فقال و من كان له فرط يا موفقة قالت فن لم يكن له فرط من امتك قال فانا فرط امتی لن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے جس شخص کے دو پیش رو (فوت شدہ دو کم سن بچے) ہوں۔ وہ اس شخص کو جنت میں لے جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ ﷺ کی امت میں سے جس شخص کا ایک پیش رو ہو؟ فرمایا: اے صاحبہ خیرات! اس

يصابوا بمثلي.

مسند حمد بن حنبل، ۱: ۳۳۴-۳۳۵

کو وہ ایک پیش رو ہی لے جائیگا عرض کیا جس کا کوئی پیش رو نہ ہو؟ فرمایا جس کا کوئی نہیں ہو گا اس کا میں ہوں گا۔ کیونکہ میری امت کو میری جدائی سے بڑھ کر کسی کی جدائی کی تکلیف نہیں پہنچی۔

۲۰- عن انس ان النبی ﷺ قال ما من رجل مسلم یموت له ثلاثه من ولده لم یبلغوا الحنث الا ادخل الله عز و جل ابویه الجنة بفضل رحمته ایاهم.

۱۔ مسند احمد بن حنبل، ۳: ۱۵۲

۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ۳: ۳۵۳

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس بھی مسلمان شخص کے تین نابالغ بچے فوت ہو چکے ہوں اللہ ان کے والدین کو ان پر رحمت کے وسیلے سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ناتمام بچے کا والدین کی شفاعت کرنا

۲۱.عن علی قال: قال رسول الله ﷺ ان السقط لیراغم ربه اذا ادخل ابویه النار فیقال ایها السقط المراغم ربه ادخل

حضرت علی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ناتمام بچہ (مثلاً ۵ ماہ یا ۶ ماہ کا ساقط بچہ) جب اپنے ماں باپ کو جہنم میں بھجواتے ہوئے

ابويك الجنة فيجرهمابسرره حتى يدخلهما الجنة.

۱۔ سنن ابن ماجہ '۱' ح:۱۶۰۸

۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ '۳': ۳۵۴

دیکھے گا تو اپنے رب سے جھگڑا کرے گا۔ سو فرمان ہوگا اے اپنے رب سے جھگڑنے والے ناتمام بچے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے۔ وہ اپنے ماں باپ کو اپنی ناف سے باندھ کر گھسیٹ کے جنت میں لے جائے گا۔

قیامت کے دن روزوں کا شفاعت کرنا

۲۲.عن عبدالله بن عمرو ان رسول اللهﷺ قال: الصيام و القرآن يشفعان للعبد يوم القيامة.

مسند احمد بن حنبل '۲': ۱۷۴

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزے اور قرآن مجید قیامت کے دن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔

قرآن مجید کا قیامت کے دن شفاعت کرنا

۲۳- عن ابى امامة قال سمعت رسول اللهﷺ يقول اقرؤا القرآن فانه يأتى يوم القيامة شفيعاً لاصحابه.

۱.صحيح مسلم' ۱: ۲۷۰

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پاک پڑھا کرو بے شک یہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے دن

۲۔ مسند احمد بن حنبل، ۵: ۲۴۹ شفاعت کرے گا۔

☆ امام حاکمؒ نے اس کو متدرک، ۱: ۵۶۴ پر روایت کیا ہے اس کی سند میں حرملۃ بن یحیی بن عبداللہ بن حرملہ بن عمران التجیبی ہیں جو کہ ائمہ شفاعت میں سے ہیں۔ ان سے امام مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے بعض لوگ انہیں ضعیف بھی قرار دیتے ہیں مگر ابن عدی فرماتے ہیں کہ مجھے تلاش بسیار کے باوجود حرملہ کی روایت میں کوئی ایسی چیز نہیں ملی کہ جس کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا جائے۔ (المیزان، ۱: ۴۷۲)

٢٤- عن أبی امامة قال قال رسول اللهﷺ: تعلموا القرآن فانه شافع یوم القیامة.

مسند احمد بن حنبل، ۵: ۲۵۱

حضرت ابوامامہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کو سیکھو بے شک یہ قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

اہلِ آسمان وزمین اور مچھلیوں کا عالم کی شفاعت کرنا

٢٥. عن ابی الدرداء قال! سمعت رسول اللهﷺ یقول انه لیستغفر للعالم من فی السموت و من فی الارض حتی الحیتان فی البحر.

سنن ابن ماجہ، ۱، ح: ۲۳۹

حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم کے لئے تمام اہلِ آسمان وزمین حتی کہ پانی کی مچھلیاں بھی شفاعت کرتی ہیں۔

طالب علم کیلئے مچھلیوں کا شفاعت کرنا

٢٦. عن ابی الدرداء قال: قال رسول اللهﷺ ان طالب العلم

حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

یستغفرله من فی السماء و الارض حتی الحیتان فی الماء. سنن ابن ماجہ '۱' ح: ۲۲۳	طالب علم کے لئے آسمان و زمین کی تمام مخلوق حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔

اس باب میں احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں شفاعت کے حوالے سے 40 عنوانات کے تحت ہم نے چیدہ چیدہ روایات کو بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت عظمیٰ اور پھر آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء صالحین اور عام متقین کی شفاعت کا بیان بھی گزرا اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ شفاعت امرِ حق ہے رب تعالیٰ کا انعامِ عظیم ہے اس سے ہمارے آقا و مولا علیہ السلام کی عظمت و علو مرتبت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ آپ ﷺ کو اختیارِ شفاعت کے باب میں جو بلند ترین مقام ارزانی کیا گیا اس میں کوئی نبی مرسل آپ کا ہمسر نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کے صدقے سے دیگر اہل ایمان اور مقربان الٰہی کو شفاعت کرنے کا اختیار دیا جائے گا۔ مقامِ محمود پر فائز ہو کر آپ ﷺ اپنے ربِ رحیم سے ان گنہگاروں کی مغفرت کا وعدہ بھی لیں گے جنہیں ان کی نافرمانیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے سزائے جہنم کا مستحق قرار دے کر دوزخ کی آگ کا ایندھن بنایا جاچکا ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ شفاعت آپ ﷺ کا اختصاص ہے اور آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کی ایک دلیل بھی۔

حاصل کلام

گذشتہ صفحات میں ہم نے عقیدۂ شفاعت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جس سے عقیدۂ شفاعت کا صحیح تصور واضح ہوااور اس کے حوالے سے بعض ذہنوں میں جو مغالطے پیدا ہو سکتے تھے ان کا ازالہ ہو گیا۔ اس تفصیلی بحث سے جو نتائج اخذ کئے گئے ان کا لب لباب یہ ہے کہ

۱۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شفاعت امر جائز ہے۔ جو کہ نص صریح سے ثابت ہے۔

۲۔ روز قیامت حضرت انبیاء کرام، صالحین اور اولیاء عظام درجہ بدرجہ شفاعت کریں گے۔

۳۔ روز قیامت شفاعت درج ذیل مقاصد کیلئے ہو گی۔

(ا) روز قیامت جلد حساب وکتاب جلد شروع کرنے کیلئے

(ب) بغیر حساب وکتاب جنت میں داخلہ

(ج) گناہوں کی بخشش ومغفرت کیلئے

(د) بعض لوگوں کے عذاب میں تخفیف کیلئے

(ہ) بعض لوگوں کے درجات میں بلندی کیلئے۔

۴۔ اللہ رب العزت قادر مطلق اپنے بندوں پر مہربان اور رحیم ہے اس کی بارگاہ صمدیت میں شفاعت سے مراد ہرگز کسی قسم کی زبردستی اور جبر نہیں بلکہ وہ اپنے نیک بندوں کی وجاہت، اعزاز اور اکرام کی خاطر گنہگاروں کے بارے میں ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔

۵۔ اسی طرح عیسائیت کے نظریہ کفارہ اور شفاعت میں بھی واضح فرق ہے۔ موجودہ عیسائیت میں ان کا نظریہ کفارہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (نعوذ باللہ) صلیب پر چڑھ کر تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا اب عذاب کے خوف سے کسی گناہ سے بچنے کی ضرورت نہیں مگر اسلام کا جو عقیدۂ شفاعت ہے اس کا مفہوم ہرگز یہ نہیں کہ شفاعت کی وجہ سے مسلمانوں کو گناہ کرنے کی کھلی چھٹی مل گئی اور اب کسی قسم کی نیکی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اگر شفاعت کا یہ مفہوم اخذ کیا جائے تو پھر اللہ رب العزت کے ان ارشادات کے کیا معنی ہوں گے جن میں اس نے اپنے بندوں سے وعدہ مغفرت کیا ہے؟ جیسے اس نے ارشاد فرمایا:

۱ – وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ (ال عمران، ۳:۱۳۵)	اور اللہ کے سوا گناہوں کی بخشش کون کرتا ہے۔
۲. اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء، ۴:۴۸، ۱۱۶)	بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے کم تر (جو گناہ بھی ہو) جس کے لئے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔
۳. لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ	اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ

اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً ط تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

(الزمر '۳۹:۵۳)

اسی طرح دیگر بیسیوں آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غفوریت کا اعلان فرمایا۔ اگر عقیدۂ شفاعت کے یہ معنی اخذ کئے جائیں تو ان آیات اور دیگر مقامات پر ارشاداتِ الٰہیہ جن میں عذاب کا خوف اور گناہوں کی بخشش کی امید دے دی گئی ہے سب ساقط ہو جاتی ہیں۔ خوف عذاب اور امید بخشش سے صرف نظر کیا جائے تو پھر اس وعدۂ خداوندی کے پیش نظر کہ میں تمام گناہوں کو بخش دوں گا کسی نیک کام کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ میں شرک کے سوا سرزد ہونے والا ہر گناہ بخش دوں گا اور یہ کہ میری رحمت واسعہ کا تقاضا بخشش و مغفرت کی خیرات کو عام کرنا ہے اور تمام گناہوں کا بخشنے والا میں ہی ہوں۔

لہٰذا یہ بات ذہن نشین کر رہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دین اعتدال و توازن ہے۔ ہر شرعی حکم کسی اصول اور ضابطے کے تحت مؤثر ہوتا ہے۔ شفاعت ایک امرِ دینی اور نعمت بے بدل ہے یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اپنے گنہگار' خطاکار بندوں کی بخشش و مغفرت کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں جابجا فرماتا ہے کہ میں جسے چاہوں بخش دوں اور جسے چاہوں عذاب دوں تو اس ارشاد کے تحت ہم یہ فیصلہ کرنے کے ہرگز مکلّف اور مجاز نہیں ہیں کہ ہم میں سے وہ کون لوگ ہیں جنکو اللہ رب العزت بغیر عذاب کے بخش دے گا اور وہ کون لوگ ہیں جن کو عذاب ہو گا، لہٰذا ہر بندہ اپنے آپ سے یہ عہد کرے کہ وہ شرعی اوامر و نواہی پر کاربند رہے گا۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ

کی رحمت اور اس کے محبوب ﷺ کی شفاعت کا امیدوار ہوتے ہوئے اسے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف بھی لاحق رہے اسلئے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کا شمار کس طبقہ میں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت درجے کے اعتبار سے بعض لوگوں کے بے حساب و کتاب دخول جنت کا باعث بنے گی اور یہ بعض لوگوں کے عذاب میں تخفیف کیلئے ہوگی۔ اور بعض لوگوں کو عذاب سے نجات کے لئے ہوگی۔ تھوڑی دیر پہلے ہم نے احادیث بیان کرتے ہوئے اس روایت کو بھی بیان کیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ﷺ بعض ایسے لوگوں کو جہنم سے نکال نکال کر جنت میں داخل کروں گا جن کا شمار زمرۂ اہلِ نار میں ہوگا۔ اس روایت پر بھی غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کا عقیدۂ شفاعت اور مسیحیت کا نظریہ کفارہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف چیزیں ہیں۔ کفارہ میں تو حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ من حیث المجموع ان تمام کے گناہ معاف ہوگئے جبکہ عقیدۂ شفاعت یہ ہے کہ تمام لوگوں سے حسب حال الگ الگ معاملہ کیا جائے گا اور شفاعت ایسے لوگوں کی بھی ہوگی جو جہنم میں عذاب بھگت رہے ہوں گے لہٰذا ایک مومن کو ڈرتے رہنا چاہیے کہ اگر ان کے شامت اعمال کی وجہ سے ایک مدت تک جہنم کا عذاب سہنا پڑے تو وہ کتنا تکلیف دہ مرحلہ ہوگا اس کے تصور سے ہی بندہ کانپ جاتا ہے۔

اس دنیا میں تو انسان معمولی معمولی تکالیف برداشت نہیں کر سکتا تو کیا جہنم کی اس دہکتی ہوئی آگ برداشت کر لے گا جس کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ	اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے
وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ	اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَ هُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَO
(التحریم ۶:۶۶)

ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ اس (نار جہنم) پر بڑے سخت مزاج اور اللہ کے حکم کی (کسی صورت بھی) نافرمانی نہیں کرتے اور (نہ احکام کی بجا آوری میں کسی قسم کا تساہل کرتے ہیں بلکہ) جو بھی حکم دیا جائے اسے (فوراً) بجالاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں عذاب جہنم کی شدید عقوبت کا بیان ہے۔ جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفتِ قہاریت کا اظہار ہو رہا ہے باوجود اس کے کہ وہ غفور رحیم بھی ہے۔ ہر اہل ایمان کو اس عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے اس کے حضور دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ وہ اسے اس سے نجات عطا فرمائے اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

ہم گزشتہ صفحات میں متعدد آیات بینات اور معتبر کتبِ احادیث کے حوالے سے ایسے ارشادات نبوی ﷺ نقل کر چکے ہیں جن کی روشنی میں عقیدہ شفاعت اور تصور شفاعت کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے۔

ذیل میں شفاعت کے ذکر پر مشتمل کتب احادیث اور ان صحابہ کبار جن سے روایات شفاعت مروی ہیں کا بالترتیب حوالہ دیں گے۔

کتبِ احادیث

مندرجہ ذیل کتابوں میں کبار ائمہ و محدثین کرام نے شفاعت سے متعلق روایتوں کو بیان کیا ہے۔

۱۔ صحیح بخاری
۲۔ صحیح مسلم
۳۔ جامع الترمذی
۴۔ سنن ابی داؤد
۵۔ سنن نسائی
۶۔ سنن ابن ماجہ
۷۔ مسند احمد بن حنبل
۸۔ مصنف عبدالرزاق
۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ
۱۰۔ شرح معانی الآثار
۱۱۔ مسند ابویعلی
۱۲۔ صحیح ابن حبان
۱۳۔ شعب الایمان للبیہقی
۱۴۔ سنن دارقطنی
۱۵۔ سنن دارمی
۱۶۔ معجم الکبیر للطبرانی
۱۷۔ معجم الاوسط للطبرانی
۱۸۔ صحیح ابن خزیمہ
۱۹۔ مسند ابی عوانہ
۲۰۔ مسند ابوداؤد طیالسی
۲۱۔ المستدرک للحاکم
۲۲۔ الادب المفرد للبخاری
۲۳۔ الترغیب والترھب للحافظ المنذری
۲۴۔ مسند الصدیق
۲۵۔ موارد الظمآن
۲۶۔ بزار
۲۷۔ مسند الحمیدی
۲۸۔ البدایہ والنہایہ لابن کثیر
۲۹۔ المطالب العالیہ
۳۰۔ التاریخ للخطیب البغدادی
۳۱۔ جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر
۳۲۔ الشریعہ للآجری
۳۳۔ القول البدیع للسخاوی
۳۴۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم
۳۵۔ تاریخ بخاری
۳۶۔ المعرفہ والتاریخ للفسوی
۳۷۔ عمل الیوم واللیلہ لابن سنی
۳۸۔ فضل الصلوۃ علی النبی اسماعیل القاضی
۳۹۔ دلائل النبوۃ
۴۰۔ زوائد الزھد لابن مبارک

۱۴۔ اُخبار اصبہان

ہم نے اوپر بطورِ نمونہ چند کتب احادیث کا ذکر کیا ورنہ احادیثِ شفاعت اتنے کثرت کے ساتھ کتب احادیث میں مروی ہیں کہ مفہوم کے اعتبار سے حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

احادیثِ شفاعت کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

جن جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث شفاعت مروی ہے ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق	۲۔ حضرت عمر فاروق
۳۔ حضرت عثمان غنی	۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۵۔ حضرت عباس بن عبد المطلب	٦۔ حضرت عبداللہ بن عباس
۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر	۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود
۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ۔	۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ
۱۱۔ حضرت انس بن مالک	۱۲۔ حضرت ابی بن کعب
۱۳۔ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	۱۴۔ حضرت ابوایوب الانصاری
۱۵۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعری	۱٦۔ حضرت ابو سعید الخذری
۱۷۔ حضرت ابوذر غفاری	۱۸۔ حضرت عوف بن مالک الاشجعی
۱۹۔ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی	۲۰۔ حضرت عبادہ بن صامت
۲۱۔ حضرت ابودرداء	۲۲۔ حضرت کعب بن مالک
۲۳۔ حضرت کعب بن عجرہ	۲۴۔ حضرت ثوبان
۲۵۔ حضرت سہیب	۲٦۔ حضرت سلمان

۲۷۔ حضرت ابوامامہ الباھلی ۲۸۔ حضرت عثمان بن حنیف

۲۹۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ۳۰۔ حضرت عمرو بن العاص

۳۱۔ حضرت ابو بکرہ ۳۲۔ حضرت ابو برزہ

۳۳۔ حضرت مقدام بن معد یکرب ۳۴۔ حضرت معقل بن یسار

۳۵۔ حضرت رویفع بن ثابت الانصاری ۳۶۔ حضرت بریدہ

۳۷۔ حضرت عائشہ ۳۸۔ حضرت ام حبیبہ

۳۹۔ حضرت ام سلمہ ۴۰۔ حضرت صفیہ بنت ابی عبید

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یہ ان عظیم المرتبت صحابہ و صحابیات کے اسمائے گرامی ہیں جنہوں نے اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء سے بگوش ہوش امت مرحوم کی بخشش و مغفرت کے احوال اپنے اختیار شفاعت کے بروئے کار آنے کے حوالے سے سماعت فرمائے۔ ان کی بیان کردہ روایات میں آپ ﷺ کبھی اپنے کسی صحابی کو بشارت جنت دے رہے ہیں اور کبھی اپنے صحابی کو اپنی شفاعت کے باعث روز محشر کی تکالیف دور ہونے کا مژدہ جانفزا دے رہے ہیں، کبھی کبائر کے مرتکب شخص کو معافی کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ کبھی کسی صحابی کو اپنی حصول دعا کو روز قیامت تک مؤخر کرنے کی خبر دے رہے ہیں۔ ان روایات میں کئی ایک جگہ بلا حساب و کتاب ستر ہزار افراد کے داخلہ جنت کی بشارت بھی ہے اور اپنے خصائص شفاعت کے ایسے تذکرے بھی ہیں جن سے آپ ﷺ کی امتیازی شان مترشح ہو رہی ہے۔

قصہ مختصر ان فیض یافتگانِ صحبتِ مصطفےٰ ﷺ نے جو کچھ آپ کی زبان حق ترجمان سے سنا اسے من و عن تابعین کو منتقل کر دیا اور یہ سلسلہ سینہ بہ سینہ چلتا رہا

یہاں تک کہ محدثین کرام نے امانت و دیانت سے اپنی کتب میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیا۔ اب اگر کوئی بعد میں آنے والے بد بختوں میں سے دریدہ دینی کرتے ہوئے شفاعت کا انکار کرنے لگے اور اسے بارگاہ ایزدی میں جبر و اکراہ سے تعبیر کرے تو اسے سادہ لفظوں میں اس کی بد قسمتی اور بے دینی پر محمول کیا جائے گا۔ کوئی بھی راسخ العقیدہ مسلماں شفاعت سے انکار نہیں کرسکتا یہ بعض برخود غلط لوگوں کی طرف سے مفروضہ اور غلط اتہام ہے جو من گھڑت باتوں کو آگے پھیلا رہے ہیں۔ اب اگر کوئی صحیح عقیدہ کو غلط تشریح کا لبادہ پہنا کر پیش کرے اور واضح روایات کی جگہ بے بنیاد و خام مفروضوں کا سہارا لے تو جان لینا چاہئے کہ ایسے لوگوں کا فہم دین میں کوئی حصہ نہیں۔

شفاعت کے ضمن میں ہم نے ماذون اور غیر ماذون طبقات کے احوال کا بھی بالتفصیل ذکر کیا جس سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ جو لوگ نیک صالح ہوں گے۔ مومن متقی اور اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ کے اطاعت گزار ہوں گے وہ روزِ قیامت ان لوگوں کی نسبت ممتاز درجہ پر فائز ہوں گے جو مجرم گستاخ کفار و مشرکین ہیں وہ یاس و حسرت کی کیفیت میں مرجھائے ہوئے چہرے لئے پھر رہے ہوں گے جبکہ مقربان بارگاہ الٰہی خوشنما چہروں کے ساتھ اعزاز و اکرام کے ساتھ تشریف فرما ہوں گے۔

حرفِ آخر

اللہ رب العزت کے فضل اور حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعٰلمین ﷺ کے نعلینِ پاک کے تصدق سے ہم نے نصِ صریح سے عقیدۂ شفاعت کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے جس سے انشاء اللہ بعض لوگوں کے ذہنوں میں موجود مغالطوں اور غلط فہمیوں کا بھی ازالہ ہو جائے گا۔ امتِ مسلمہ کو باطل اور گمراہ کن نظریات سے بچنا

چاہئے۔ اس متفقہ اور درست عقیدے پر کاربند رہنا چاہئیے جو قرآن سے ثابت ہے' جس کو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں بیان فرمایا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس پر کاربند رہے اور اُس وقت سے لیکر تابعین ائمہ و محدثین کرام اور جمہور اہلِ اسلام کا جس پر اتفاق ہے۔ اس صحیح عقیدے سے روگرانی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ کوئی بدبخت' شریر' نفس کا پجاری ہی من گھڑت تاویلوں سے ایسا کرنے کا سوچ سکتا ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ وہ لوگ جو شفاعت کے باب میں خود شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر دوسروں کو عقیدۂ شفاعت کے بارے میں گمراہ کر رہے ہیں اور صحیح روایات کو بیان کرتے ہوئے غلط استدلال کا سہارا لیتے ہیں کہ کوئی کسی کی سفارش نہیں کرے گا وہ فی الواقعہ ثبوت کے طور پر ان آیاتِ مقدسہ کو پیش کرتے ہیں جو کفار و مشرکین کے لئے نازل ہوئی تھیں۔ ان کا استدلال کتاب و سنت کی صریح تعلیمات کے خلاف ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ان کا عقیدۂ قرآن حکیم کی نص صحیح سے مطابقت نہیں رکھتا اور وہ ان تاویلات پر مبنی ہے جو کھلی گمراہی اور شیطانی مکر و فریب سے عبارت ہے۔

رب العزت جملہ اہل اسلام کو عقیدۂ شفاعت کے تصور کو درست طریقے سے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اندرونی تفرقہ پروری اور انتشار سے بچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/متوفی	مطبع/سن طباعت
۱	القرآن الکریم	منزل من اللہ	
۲	صحیح البخاری	امام محمد بن اسمٰعیل بخاری، ۲۵۶ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۶۱ء
۳	" "(مرقم)	" " "	بیروت، دارالقلم، ۱۹۸۱ء
۴	الصحیح لمسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری ۲۶۱ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۵۶ء
۵	" "(مرقم)	" " "	بیروت، داراحیاء التراث العربی
۶	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسی ترمذی، ۲۷۹ھ	ملتان، فاروقی کتب خانہ، ۱۹۸۳ء
۷	" "(مرقم)	" " "	بیروت، داراحیاء التراث العربی
۸	سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، ۲۷۵ھ	ملتان، مکتبہ امدادیہ
۹	" "(مرقم)	" " "	بیروت، داراحیاء التراث العربی
۱۰	سنن النسائی	امام احمد بن شعیب النسائی، ۳۰۳ھ	کراچی، قدیمی کتب خانہ
۱۱	" "(مرقم)	" " "	بیروت، مکتبۃ العلمیہ
۱۲	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوینی، ۲۷۳ھ	کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی
۱۳	" "(مرقم)	" " "	بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۷۵ء
۱۴	المؤطا	امام مالک بن انس	بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۸۵ء
۱۵	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل، ۲۴۱ھ	بیروت، مکتبۃ الاسلامیہ، ۱۹۷۸ء
۱۶	المستدرک	امام ابوعبداللہ محمد الحاکم، ۴۰۵ھ	مکۃ المکرمہ، دارالباز
۱۷	صحیح ابن خزیمہ	امام ابی بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ، ۳۱۱ھ	بیروت، المکتبۃ الاسلامیہ
۱۸	صحیح ابن حبان	علاء الدین علی بن بلبان الفارسی، ۷۳۹ھ	بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۹۳ء
۱۹	المعجم الکبیر	امام سلیمان بن احمد الطبرانی، ۳۶۰ھ	عراق، مکتبۃ الزہرا، ۱۹۸۴ء
۲۰	المعجم الاوسط	" " "	الریاض، مکتبۃ المعارف، ۱۹۸۶ء

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / متوفی	مطبع / سن اشاعت
۲۱	المعجم الصغیر	" " "	بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۹۸۳ء
۲۲	سنن دارمی	الشیخ ابو محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمان الدارمی، ۲۵۵ھ	ملتان، نشر السنۃ
۲۳	سنن الکبریٰ	امام احمد بن حسین بن علی البیہقی، ۴۵۸ھ	ملتان، نشر السنۃ
۲۴	مسند ابو داؤد الطیالسی	حافظ سلیمان بن داؤد بن الجارود الفارسی، ۲۰۴ھ	بیروت، دار المعرفہ
۲۵	مسند ابو عوانہ	امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی، ۳۱۶ھ	بیروت، دار المعرفہ
۲۶	مسند ابو یعلی الموصلی	امام حافظ احمد بن علی المثنی التمیمی، ۳۰۷ھ	بیروت، دار المامون للتراث، ۱۹۸۵ء
۲۷	مسند فردوس الدیلمی	حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی، ۵۰۹ھ	بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۷ء
۲۸	مسند حمیدی	حافظ ابو بکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی، ۲۱۹ھ	کراچی، المجلس العلمی، ۱۹۶۳ء
۲۹	مصنف عبدالرزاق	امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، ۲۱۱ھ	" " " ۱۹۷۰ء
۳۰	مصنف ابن ابی شیبہ	امام عبداللہ بن محمد ابن ابی شیبہ، ۲۳۵ھ	کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۹۸۷ء
۳۱	شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر الطحاوی، ۳۲۱ھ	کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۹۷۰ء
۳۲	الشریعہ	امام ابو بکر محمد بن حسین الآجری، ۳۶۰ھ	لاہور، انصار السنۃ المحمدیہ
۳۳	نہایۃ البدایہ	حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی، ۷۷۴ھ	بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۸ء
۳۴	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین محمد بن عبداللہ	کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۳۶۸ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / متوفی	مطبع / سن اشاعت
۳۵	کنز العمال	علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی، ۹۷۵ھ	بیروت 'مؤسسۃ الرسالہ' ۱۹۷۹ء
۳۶	الترغیب والترہیب	امام حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری	بیروت 'داراحیاء التراث العربی' ۱۹۶۸ء
۳۷	مجمع الزوائد	امام علی بن ابی بکر الہیثمی، ۸۰۷ھ	القاہرہ 'دارالریان التراث' ۱۹۸۷ء
۳۸	موارد الظمآن	" " "	بیروت 'دارالکتب العلمیہ
۳۹	جامع بیان العلم وفضلہ	علامہ ابن عبدالبر الاندلسی، ۴۶۳ھ	بیروت 'دارالکتب العلمیہ' ۱۹۷۸ء
۴۰	فتح الباری شرح صحیح البخاری	امام ابن حجر العسقلانی، ۸۵۲ء	لاہور 'دار نشر الکتب الاسلامیہ' ۱۹۸۱ء
۴۱	دلائل النبوہ للبیہقی	امام ابو بکر بن حسین البیہقی، ۴۵۸ھ	بیروت 'دارالکتب العلمیہ' ۱۹۸۵ء
۴۲	دلائل النبوۃ لابی نعیم	حافظ ابو نعیم الاصبہانی، ۴۳۰ھ	حیدر آباد دکن، مجلس دائرہ معارف الاسلامیہ' ۱۹۵۰
۴۳	حلیۃ الاولیاء	" " "	بیروت 'دارالکتاب العربی' ۱۹۸۰
۴۴	تفسیر ابن عباس (تنویر المقباس)	حضرت عبداللہ بن عباسؓ ۶۸ھ	بیروت 'دارالکتب العلمیہ
۴۵	تفسیر الکبیر	امام فخر الدین رازی، ۶۰۶ھ	طہران 'دارالکتب العلمیہ
۴۶	الجامع لاحکام القرآن	ابو عبداللہ بن احمد القرطبی، ۶۶۸ھ	بیروت 'داراحیاء التراث العربی
۴۷	تفسیر جلالین	علامہ جلال الدین سیوطی، ۹۱۱ھ	کراچی 'تاج کمپنی
۴۸	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی، ۷۷۴ھ	بیروت 'دارالمعرفہ' ۱۹۸۰ء
۴۹	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی، ۷۲۵ھ	بیروت 'دارالمعرفہ
۵۰	تفسیر نسفی	عبداللہ بن احمد محمود النسفی،	مصر 'داراحیاء الکتب العربیہ
۵۱	جامع البیان	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، ۳۱۰ھ	بیروت 'دارالمعرفہ' ۱۹۸۰ء

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / متوفی	مطبع / سن اشاعت
۵۲	تفسیر البیضاوی	امام ناصر الدین البیضاوی، ۶۸۵ھ	بیروت، مؤسستہ الاعلمی، ۱۹۹۰
۵۳	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، ۱۲۲۵ھ	کوئٹہ، بلوچستان بک ڈپو
۵۴	تفسیر روح البیان	الشیخ اسماعیل حقی، ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ، مکتبۃ الاسلامیہ، ۱۹۸۵ء
۵۵	تفسیر المیزان	علامہ محمد حسین الطباطبائی	ایران، مطبعہ اسماعیلیان، ۱۳۷۱ھ
۵۶	تفسیر مجمع البیان	علامہ طبرسی	شام، مکتبۃ العرفان، ۱۹۳۷ء
۵۷	المفردات	امام راغب الاصفہانی، ۵۰۲ھ	ایران، مطبعہ خدمات، ۱۴۵۴ھ
۵۸	المنجد فی اللغہ	لوئیس معلوف	بیروت، دار المشرق، ۱۹۶۰
۵۹	معجم الوسیط	ابراہیم انیس، الدکتور	بیروت، دار احیاء التراث العربی
۶۰	لسان العرب	علامہ ابن منظور الافریقی، ۷۱۱ھ	بیروت، دار صادر

بلغ العلى بكماله
كشف الدجى بجماله
حسنت جميع خصاله
صلوا عليه وآله
سعدي